Atish Lakhnavi
Kulliyat

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

اسیر اے دوست تیرے عاشق و معشوق دونون ہین
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا

تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے مین چلن ہے چارون کی آشنائی کا

فراق یار مین مر مر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی نہ تجھکو اپنے سائل کی
بنایا کاسہ سر واژگون کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہین ہر سو صورتین ہی صورتین مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا

نکل اے جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہے انجام بلبل کو رہائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہین اے یار عاشق کو
شکار اب تک کہین دیکھا نہین تیر ہوائی کا

دکھایا حسن سے اعجاز موسی کلک قدرت نے
ید بیضا بنایا حور انگشتِ خائی کا

نہین مٹتی ہے تقدیر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا

شکست خاطر احباب ہوتی ہے درست اس سے
توجہ مین تری اے یار اثر ہے مومیائی کا

دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہی
تماشا دیکھتا ہے حُسن اس مین خود نمائی کا

کف افسوس ملواتی ہے تیری پاک دامانی
نِبھا کر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہی آتش نے
بجا ہے اے صنم جو تجھکو دعویٰ ہے خدائی کا

حُسنِ پری اک جلوہ مستانہ ہے اُسکا
ہشیار وہی ہی کہ جو دیوانہ ہے اُس کا

گل آتے ہین ہستی مین عدم سے ہمہ تن گوش
بلبل کا یہ نالہ نہین افسانہ ہی اُس کا

گریان ہی اگر شمع تو سر دُھنتا ہے شعلہ
معلوم ہوا سوختہ پروانہ ہے اُس کا

وہ شوخ نہان گنج کے مانند ہی اسمین
معمورۂ عالم جو ہے ویرانہ ہے اُس کا

جو چشم کہ حیران ہوئی آئینہ ہی اُسکی
جو سینہ کہ صد چاک ہوا شانہ ہی اُس کا

دل قصر شہنشہ ہی وہ شوخ اسمین شہنشاہ
عرصہ یہ دو عالم کا جلوخانہ ہی اُس کا

وہ یاد ہے اُسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہی اُس کا

یوسف نہین جو ہاتھ لگے چند درم سے
قیمت جو دو عالم کی ہی بیعانہ ہی اُس کا

اللہ رے صفائے دو بنا گوش کا عالم
مشتاق ہر اک گوہر یکدانہ ہے اُس کا

آوارگی نکہت گل ہے یہ اشارا
جامہ سے جو باہر ہے وہ دیوانہ ہی اُس کا

یہ حال ہوا اُس کے فقیرون سے ہویدا
آلودۂ دنیا جو ہے بیگانہ ہے اُس کا

شکرانۂ ساقی ازل کرتا ہی آتش
لبریز مئے شوق سے پیمانہ ہی اُس کا

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا

برنگ شمع جس نے دل جلایا تیری دوری مین
تو اُس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا

بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی سینہ خم پایا

نشانہ تیر تہمت کا رہے ہے میرا اختر طالع
اُٹھاؤن داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا

ہزارون حسرتین جاوین گی میرے ساتھ دنیا سے
شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہے اس خرابے مین
غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا

نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین
صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا

جلایا اور مارا حُسن کی نیرنگ سازی نے
کبھی برق غضب اُسکو کبھی ابر کرم پایا

فراق انجام کام آغاز وصلت کا بلاشک ہے
بہت رُویا مین روح و تن کو جب مشتاق ہم پایا

ہر اک جوہر مین اُسکا نقش پائے رہگان سمجھا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہِ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے
تری چشم سیہ کو ہم نے آہوئے حرم پایا

ہوا ہرگز نہ خط شوق کا سامان درست آتش
سیاہی ہوگئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

کیا داد خواہ ہو کوئی اُس کے قتیل کا
عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا

طے کسطرح سے ہووے رہ عشق دیکھیے
سنگ نشان کا دخل ہے آئین نہ میل کا

راہ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے
بہر جرس ہے سُرمہ غبار اس سبیل کا

آوارہ ہون مین گور کی منزل کے شوق مین
رہزن سُلوک مجھسے کریگا دلیل کا

لے جائے خط شوق کبوتر غریب کیا
وان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا

محتاج خضر راہ نہین تیری راہ مین
کرتا ہے کام شوق ہمارا دلیل کا

شب کو چراغ کی نہین رہرو کو احتیاج
ہر ذرہ آفتاب ہے تیری سبیل کا

یوسف کی جستجو مین روانہ ہین قافلے
نالان جرس ہین شور ہے کوس رحیل کا

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا

باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا

موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

طوفان مین ناخدائی کشتی نوح کی
حقا جو اب ہی نہین تجھسے کفیل کا

بندہ ہے کس کا پوچھین گے جب منکر و نکیر
عاشق ہون مین کہون گا کہ بندہ جمیل کا

سائل ہون مجھکو قید کم و بیش کی نہین
مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا

کوتاہ یان کمند ہے قاصر ہے نردبان
بام مراد عرش ہے رب جلیل کا

آوازہ تیرے عدل کا ہے سبکہ گوش زد
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے	دل توڑنا نہین تو عزیز و ذلیل کا
دی ہے جو تو نے تشنۂ عزت کو آبرو	کوثر کا پانی ایسا ہے نے سلسبیل کا
سُرمہ کیا جو برق تجلّی نے طور کو	منظور تجھکو جلوہ تھا چشم کحیل کا

آتش یہی دعا ہے خدائے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

آئینہ سینۂ صاحب نظران ہے کہ جو تھا	چہرۂ شاہد مقصود عیان ہے کہ جو تھا
عشق گل مین وہی بلبل کا فغان ہے کہ جو تھا	پرتو مہ سے وہی حال کتان ہے کہ جو تھا
عالم حُسن خداداد بتان ہے کہ جو تھا	ناز و انداز بلائے دل و جان ہے کہ جو تھا
راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون	وہی میل اور وہی سنگ نشان ہے کہ جو تھا
روز کرتے ہین شب ہجر کو بیداری مین	اپنی آنکھون مین سبک خواب گران ہے کہ جو تھا
ایک عالم مین ہو ہرچند مسیحا مشہور	نام بیمار سے تمکو خفقان ہے کہ جو تھا
دولت عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہے	داغ دل زخم جگر مہر و نشان ہے کہ جو تھا
ناز و انداز و ادا سے تھین شرم آنے لگی	عارضی حُسن کا عالم وہ کہان ہے کہ جو تھا
جان کی تسکین کے لئے حالت بُت کہتے ہین	بے یقینی کا تری ہمکو گمان ہے کہ جو تھا
اثر منزل مقصود نہین دنیا مین	راہ مین قافلۂ ریگ روان ہے کہ جو تھا
دہن اُس روئے کتابی مین ہے ناپیدا	اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا
کعبۂ مدنظر قبلہ نما ہے تا حال	کوئے جانان کی طرف دل نگران ہے کہ جو تھا
کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے	سیلانی وہ ترا آب روان ہے کہ جو تھا
سوزش دل سے تسلسل ہے وہی آہون کا	عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہے کہ جو تھا
رات کٹ جاتی ہے باتین وہی سنتے سنتے	شمع محفل صنم چرب زبان ہے کہ جو تھا
پائے خم مستون کے ہے حق کا جو عالم ہے سو ہے	سر منبر وہی واعظ کا بیان ہے کہ جو تھا
کون سے دن نئی قبرین نہین اسمین بنتین	یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہے کہ جو تھا
بیخبر شوق سے میرے نہین وہ نور نگاہ	قاصد اشک شب و روز روان ہے کہ جو تھا

لیلۃ القدر کنایہ نہ شب وصل سی ہو
اس کا افسانہ بیان رمضان ہے کہ جو تھا

دین و دنیا کا طلبگار ہنوز آتش ہے
یہ گدا سائل نقد دو جہان ہے کہ جو تھا

اے جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا
جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا

مُنھ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے اے خورشید رو
چرخ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا

مر گئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین
عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا

نالۂ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا
مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا

جلد نہلا مجھکو میرے خون سے اے شمشیر یار
دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا

شام سے تا صبح نیند آئی نہ اک دم تجھ بغیر
آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا

اے فلک مرہون احسان تو نہ تیرا مین ہوا
شکر ہے مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

آتش دلخستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا
قطرۂ ناچیز کو دریائے بے پایان کیا

چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا
رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا

قامت موزون تصور مین قیامت ہو گیا
چشم کی گردش نے کار فتنۂ دوران کیا

بھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر
ذکر آرہ تھا جو آہ و نالہ و افغان کیا

شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر پھانسی کے لئے
صبح تک مین نے خیال گیسوئے پیچان کیا

سلک دندان سے دل بیتاب پر بجلی گری
تلخ حسرت نے لب شیرین کی کام جان کیا

یاد ابرو و ذقن مین اُڑ گئی آنکھون سے نیند
اک کنوان جھانکا کبھی تلوار کو عُریان کیا

چہرہ کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے
گوش و بینی پر گمان اخگر سوزان کیا

دھیان مین ساقون کی شمعون کے جلا پروانہ وار
زانوؤن کے آئینون نے رات بھر حیران کیا

کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے
ناف نے جام شراب تند سے طوفان کیا

دست و بازو کے تصور مین ہوا آتش مین قتل

پائے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

غبار راہ ہو کر چشم مردم مین محل پایا
نہال خاکساری کو لگا کر ہم نے پھل پایا

برنگ شمع ہم دل سوختون نے بزم عالم مین
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا

کشاکش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے
دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا

نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین
سیاہ زنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا

گھڑی بھر رو کے کوئے یار مین یون زنگ دل اکھڑا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھرے گھاٹ آکے کلپایا

غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین
تری امداد سے آرام ہم نے اے اجل پایا

شکستہ دل نہ ہو انسان عوض ہر شے کا ملتا ہے
ہوا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا

نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
دل عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تمنے پھل پایا

رعونت کون سی شے پر ہے ان عزلت گزینون کو
حصیر کہنہ دیکھا دست خشک و پائے شل پایا

غضب ہے منزل ہستی مین آسائش طلب ہونا
ہجوم خواب سے رہرو نے ہے آخر خلل پایا

حرارت ہوتی ہے سردار سے افزون سیاہی مینا
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

ہمیشہ جوشش گریہ سے رہا پانی مین اے آتش
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

مری آنکھون کے آگے آئیگا کیا جوش مین دریا
ہمیشہ صورت ساحل ہے یان آغوش مین دریا

وہ حد کم ظرف ہین جو ایک ساغر مین بہکتے ہین
نہین قطرہ بھی یان ہنگام نوشا نوش مین دریا

نکالا چاہے اے غواص تو جلد اب نکال اس کو
خدا جانے کہ کیا پھونکے صدف کے گوش مین دریا

خموشی اور گویائی مری اک اک سے بہتر ہے
سکونت مین یہ قطرہ ہے گہر تو جوش مین دریا

سرک جائے جو روئے چشم تر سے گوشہ دامن کا
نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا

کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوزے مین
کبھی دل کھول کر رویا تو آیا جوش مین دریا

اگر موتی نہ پیتے قطرہ ہائے ابر نیسان سے
تو حلقہ ڈالتا آتش صدف کے گوش مین دریا

دل چھوٹ کے جان سے کوری منزل مین رہ گیا
کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہ گیا

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا

ناقص ہو دوستداری مین کامل نہین ہو تو
دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہ گیا

قاتل سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہے
تسمہ لگا جو گردنِ بسمل مین رہ گیا

آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہے
دل مرغِ روح کا قفسِ گل مین رہ گیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا
اے خضر تیچھے مرگ کی منزل مین رہ گیا

مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے
لیلےٰ کا پردہ پردۂ محمل مین رہ گیا

بار اُترا جو کہ غرق ہوا بحرِ عشق مین
وہ داغ ہے جو دامنِ ساحل مین رہ گیا

کافر ہے مُنکر اسکی کریمی کی شان کا
خالی پیالہ کب کفِ سائل مین رہ گیا

آتش کو دست و تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم
بیچارہ مر کے حسرتِ قاتل مین رہ گیا

سُن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہو تجھکو خلقِ خدا غائبانہ کیا

کیا کیا اُلجھتا ہے تری زلفون کے تار سے
بخیہ طلب ہو سینۂ صد چاک شانہ کیا

زیرِ زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قارون نے راستے مین لُٹایا خزانہ کیا

اُڑتا ہے شوقِ راحتِ منزل سے اسپِ عمر
مہمیز کہتے ہین گے کسے تازیانہ کیا

زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشتِ خاک
بامِ بلند یار کا ہے آستانہ کیا

چارون طرف سے صورتِ جانان ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد اسیرِ دامِ رگِ گل ہو عندلیب
دِکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام و دانہ کیا

طبل و علم نہ پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہمسے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

آتی ہو کسطرح سے مری قبضِ روح کو
دیکھون تو موت ڈھونڈھ رہی ہو بہانہ کیا

ہوتا ہے زرد سُن کے جو نامرد مدعی
رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا

بے یار سازوار نہ ہوئے گا گوش کو
مطرب ہمین سُناتا ہے اپنا ترانہ کیا

صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیرِ باغ
بلبل قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا

ترچھی نگہ سے طائرِ دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے گا اُڑیگا نشانہ کیا

بیتاب ہے کمال ہمارا دلِ حزین
مہمان سرائے جسم کا ہو گا روانہ کیا

یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تونے کہی عاشقانہ کیا

بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا
بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے
صیاد ہاتھ ملکے چمن سے نکل گیا

لبیک نگاہ چشمۂ حیوان دہن مین تھے
بجکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا

دیکھا جو مجھ غریب کو بولے عدم کے لوگ
مدت سے تھا یہ اپنے وطن سے نکل گیا

عالم جو تھا سطیع ہمارے کلام کا
گیا اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا

جوش جنون نے فصدون سے مطلق کمی نکی
سیرون لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

آویزہ ترے گوش کا ہو اس امید پہ
کیا کیا عقیق کان مین سے نکل گیا

زنجیر کا وہ غل بہنین زندان مین الجنون
دیوانہ قید خانۂ تن سے نکل گیا

رتبہ کو تیرے سرو مین کے شک ہے کے ہر غزال
دیوانہ ہو کے دشت ختن سے نکلگیا

پھر طفل حیلہ جو کا بہانہ نہ مانیو
آتش وہ ابکی بار تو فن سے نکل گیا

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا
لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا

ملانہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

جریدہ مین وہ پر خون عشق سے گذرا
جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا

جنون عشق مین رہتا تھا اقتیاز نہ کچھ
بجوہ طوق گلو سر کا ہالہ کیا کرتا

بچا کیا اسے توڑا جو سر سے دریا کے
حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا

نہ کھایا غصہ کبھی خواجہ سے قسمت کے
پھنسے جو حلق مین مین وہ نوالہ کیا کرتا

بلائے بد ہوئی واعظون سے سردی کا فور
سلوک نیک زراعت سے ژالہ کیا کرتا

دیا نوشتہ نہ اس بت کو دل کے ستو مین
خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا

صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امارہ
کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا

لگی ہو آگ جو کمبل کبھی اڑھایا ہے
ترے برہنہ سے گرمی دوشالہ کیا کرتا

نہ کرتی عقل اگر سفہت آسمانی سیر / کوئی یہ ساتھ ورق کا رسالہ کیا کرتا
مری طرف جو اُٹھیں کھینچی کشش دل کی / بتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا
کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا / کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
عروس دہر سے بوے وفا نہین آتی / بھلا مین ہجر کا اس کے ازالہ کیا کرتا

سبو وسفینہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش / اکیلے پی کے شراب دوسالہ کیا کرتا

ایک دن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا / دیدۂ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا
تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر مجھے / آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
تیرباران بلا سے ہو گئی کشت اپنی سبز / رہ گیا دہقان دعائے ابر رحمت مانگتا
داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن مین مر کے مین / چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دم نکلتا ہی نہین اے حسرت دیدار یار / کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا
دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت / گور مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
بیرخ عالم فروز یار عزرائیل بھی / شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا
آکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت / مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین انھین / سیم تن محبوب پہننے مین جو دولت مانگتا
حسن کا افسون دکھاتا معجز روح الٰہی / نقش پا تیرا ید بیضا سے بیعت مانگتا
یار کے دلمین کدورت آئی ہے ملتی تو مین / دو گھڑی دل کھولکر رونے کی فرصت مانگتا
رہ گئی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے / زہر دیتا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا

کیا کہون آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا / تنگ ملتی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

وحشت آگین ہر فسانہ مری رسوائی کا / عاشق زار ہون اک آہوئے صحرائی کا
پانؤن زندان سے نہ نکلا ترے سودائی کا / داغ دل ہی مین رہا لالۂ صحرائی کا
دھیان رہتا ہے قد یار کی رعنائی کا / سامنا روز ہے یان آفت بالائی کا

کوہ غم شکل پر کاہ اٹھا لیتا ہون
ناتوانی مین بھی عالم ہے توانائی کا

لحد تیرہ مین مجھپر جو لگا ہونے عذاب
پھر گیا آنکھون مین عالم شب تنہائی کا

کونسا دل ہے نہین جسمین خدا کی منزل
شکوہ کس منھ سے کرون مین بت رعنائی کا

مرد درویش ہون تکیہ ہے توکل میرا
خرچ ہر روز ہے یان آمد بالائی کا

بوسۂ چشم غزالان مجھے یاد آتے ہین
نہین بھولا ہین مزا میوۂ صحرائی کا

زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے
ملک الموت سے سائل ہون مسیحائی کا

مصرع سرو مین لاکھون ہی نکالون شاخین
باندھون مضمون جو قد یار کی رعنائی کا

جب سے شیطان کا احوال سنا ہے مین نے
پائے بت پر بھی ارادہ ہے جبین سائی کا

ہوئی حجت مجھے غنچے کے چٹکنے کی صدا
شک پڑا تھا دہن یار مین گویائی کا

وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب اے ترک
آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا

کس طرح سے دل وحشی کا مین کہنا مانون
کوئی قائل نہین دیوانے کی دانائی کا

یہی زنجیر کے نالے سے صدا آتی ہے
قید خانے مین برا حال ہے سودائی کا

اک پری کو بھی نہ شیشے مین اتارا مین نے
یاد کیا آئے گا اس گنبد مینائی کا

بعد شاعر کے ہو مشہور کلام شاعر
شہرہ البتہ کہ ہو مردہ کی گویائی کا

شہر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا
شیشہ اک رات تو قاضی کی بغلین ہوتا

وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان
کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے
واقعی زور نہین پنجۂ شل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے
یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی
دخل مزدور ہے سلطان کے محل مین ہوتا

سخن سخت مین سنتا ہون لب شیرین سے
عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ ہین یون دل نازک مین چراغ روشن
جلوہ گر جیسے ہے شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے میں گریزا بھی ہین
امتحان مرد کا ہر جنگ و جدل میں ہوتا

غزل و نصب اُسکو شب و روز ہو منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہر پھیر بدل میں ہوتا

خاک میں مل کے بھی میں اُس کو نہ دشمن سمجھا
گردشِ چرخ کو اک گردشِ دامن سمجھا

چوٹ جو دل کو لگی اُس کے سہی سے بے یار
خندۂ کبک کو میں سنگِ فلاخن سمجھا

چھوڑتا میرے گریبان کو نہیں دستِ جنون
کیا یہ اس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا

سبکہ تھی اُس سے عیان سینۂ عارف کی صفا
چہرۂ یار کو میں نے دلِ روشن سمجھا

زلفین سنبل ہین تو پھر نرگس شہلا آنکھین
جس نے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا

کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ
کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا

یاد آئی جب مجھے اپنی بیابان مرگی
گنبدِ قصرِ فلک گنبدِ مدفن سمجھا

سنگِ در جان کے تیرا نہ کیا سجدہ اُنھین
کچھ حقیقت کو بتون کی نہ برہمن سمجھا

سینے سے شکل چمن میں نے لگایا جو اُسے
داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا

موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے
سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا

ہو گئی یار کے ہاتھون میں جو مہندی کالی
انگلیون کو میں زبان گل سوسن سمجھا

سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا
بے رخِ یار میں گلزار کو گلخن سمجھا

محفل یار میں دیکھا جو سر اُسکا کٹتے
گردنِ شمع کو عاشق کی میں گردن سمجھا

کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش
مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

رات کو میں نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

خاک پر سنگ در یار نے سونے نہ دیا
دھوپ میں سایۂ دیوار نے سونے نہ دیا

شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح
شادی دولت دیدار نے سونے نہ دیا

ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب
پہلوئے گل میں کبھی خار نے سونے نہ دیا

جب لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا
نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا

دردِ شام سے اُس زلف کے سودا میں رہا
صبح تک مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کین دل بیتابنے باتین مجھسے
رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

بارغ عالم مین رہین خواب کی مستانی آنکھین
گرمیِ آتش گلزار نے سونے نہ دیا

سچ ہی غمخواری بیمار عذابِ جان ہے
تا دمِ مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

یکہ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

ہوا ہے عشق ہمکو اُس کے حسن پاک سی پیدا
کیا ہے نور نے بیچون کو جس نے خاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اُس کو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا

ہمارے حلق مین دن رات ذکر ذات اقدس ہی
قضا نے کی ہی یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا

ہر اک جانب سی اُس محبوب کو خط لکھتے ہین عاشق
عریضے ہوتے ہین چارون طرف کی ڈاک سی پیدا

اسیر آزاد ہون ای جان جان تیری محبت سے
دماغ دلکشی ہووے الف سی ناک سے پیدا

نجیلون سے موافق ہو طبیعت کیون نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہر تحبہ کو ہی امساک سے پیدا

تری تیر نگہ پر دم نہ کس نخچیر کا پھڑکا
نہ کی دلبستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونے کا نہین غم ہے تو یہ غم ہی
نہ ہوگا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

غنیمت ہو مجھے حلقۂ احباب گرد اپنے
یہ دورا پھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا

دماغ حضرت یعقوبؑ عاشق اسکو کہتے ہین
ہوئی ہے بوئے یوسف یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صیدگاہ عشق مین آتی ہی ہرسون سے
نشانہ تیر کا ہو راہ کر فتراک سے پیدا

بلائے جان عالم ہوگئین ہین تیری زلفون سے
قرابت کی ہی مارشانہ ضحاک سے پیدا

یقین ہی صبر کرتے کرتے عاجز اُن کو کر دون مین
یہ کیا ہون سات سو ظالم جو ہفت افلاک سی پیدا

دل صد پارہ کے ہر پارہ پر نقش محبت ہے
کہان ہو سکتے ہین ایسے نگین حکاک سی پیدا

ترے افعی گیسو سونگھ کر کہتے ہین افعونی
یہ کیفیت نہوگی نشۂ سر تاک سی پیدا

پیام مرگ سے ہوتی ہے غمگین روح کس خاطر
ملے گا خاک مین وہ جو ہوا ہی خاک سے پیدا

مرے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ
ہزارون ہووینگے صبح گریبان چاک سے پیدا

مسیحا سے ہمارے عیسئی مریم کو کیا نسبت
شفا ہوتی ہو کس کے آستانکی خاک سے پیدا

یہ کس نخچیر ناوک خوردہ کی صورت سے بہرہ کا ہے
رم آہو ہے تیرے توسنِ چالاک سے پیدا

قدم سے تیرے دیوانون کی آبادی کا عالم ہے
ہوا ہے شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا

ہنر سے نیاریون کے حال یہ ظاہر ہوا ہمکو
مقدر مین جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا

سحر تک شام سے جاتی ہین لاتین وصل کی شب مین
محبت کی ہو کس گستاخ کس بیباک سے پیدا

کیا ہے اپنے غنچے سے دہن مین تونے جو اسکو
شمیم گل ہوئی ہو ریشۂ مسواک سے پیدا

عزیز از جان نہ رکھین داغ عشق زلف و خط کیونکر
یہ گل کھلنے کیے ہین کس خس و خاشاک سے پیدا

کنارہ بحر ہستی سے نہین بے جان سے گذرے
کنارہ گور ہے اس کا جو ہو پیراک سے پیدا

دعائے آتش خستہ یہی ہے روز محشر کو
یہ مشت خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا
لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا

سرو گڑ جائین گے گل خاک مین ملجاوینگے
پاؤن رکھے تو چمن مین وہ سرافراز اپنا

خندہ زن ہین کبھی گریان ہین کبھی نالان ہین
ناز خوبان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا

ہے یہی اللہ سے خواہش ہے ہماری ای بت
کور بدبین ہو نہ اگنگ ہو غماز اپنا

سوزش دل سے زبان کو نہوئی آگاہی
اُف کیا منہ سے نہ ہمنے نہ کھلا راز اپنا

خوف ہوتا ہے جگر زمزمہ سنکر بے یار
دل دکھاتی ہے مغنی تری آواز اپنا

نہ سنی یار نے اک بات سخن سازی کی
رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا

پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا

برہمن کھولے ہی گا بتکدہ کا دروازہ
بند رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا

یاد آتی ہین ادائین جو تری اے محبوب
بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھین
طعمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا

روٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہو مجھکو خار کا
آفتاب اک زرد پتا ہو مرے گلزار کا

زلف کے حلقہ مین اُلجھا سبزہ گوش یار کا
ہوگیا سنگ زمرد خال چشم مار کا

ناخدا ہے موت جو دم ہو سو ہی باد مراد
عزم ہو کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اُڑتا ہون اب
یاد آتا ہے کف پا مین کھٹکنا خار کا

جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے
ٹوٹنا ممکن نہین ہو آنسوون کے تار کا

کھائی آخر مجھے چشم سیاہ سُرمگین
زرق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا

سعی لاحاصل مداوائے مریض عشق ہے
تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا

ہاتھ قاتل کا گریبان تک پہونچ سکتا نہین
اور فرط شوق ہو بان زخم دامندار کا

پھول جو ہوا ہے گلشن کا سپر کا پھول ہو
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہو پھل تلوار کا

خط روئے یار سے ایذا اُٹھائی ہو نہ بس
سبزہ سے ہوتا ہو صدمہ میرے دل کو خار کا

گرچہ ہیں طاق ابروئے صنم گیسو نہین
کعبہ پر نرغہ ہوا ہے لشکر کفار کا

ای صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اُڑجاتا ہو روئے مردم بیمار کا

یاد مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا

اُس پری رُو کے جو کوچہ کا گذرتا ہے خیال
بن کے جن سایہ لپٹتا ہے مجھے دیوار کا

اُٹھکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر
اک قیامت ہو صنم عالم تری رفتار کا

خم ندامت سے کیا محراب مین کعبہ کے سر
گردن زاہد سے بوجھ اُٹھا نہ جب زنار کا

زندگی مین بے ادب ہونے نہ دے تو رعب حسن
خاک ہو میری لبس از مرگ وردامن یار کا

اے صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے
پردہ موسی سے نہین اللہ کو دیدار کا

بوئے گل آتش کہین ہوتی ہے محسوس نظر
افزا ہے روز محشر یار کے دیدار کا

شہر کو نالون نے مجہ مجنون کے صحرا کردیا
جوش سیل اشک نے چشمون کو دریا کردیا

ہنس کے بولا یار مین مارے خوشی کے مر گیا
قصۂ طولانی تھا دو باتون ہین پر چھپا کر دیا

پیشتر ہی قطعۂ گلزار تھا وہ سادہ رو
خال خط نے اور چہرے کو تماشا کر دیا

جنبش مژگان لبون پہ کھینچ لائی جان کو
زخم دل کے چور کو نشتر نے پیدا کر دیا

کچھ نظر آتا نہین اُس کے تصور کے سوا
حسرت دیدار نے آنکھون کو اندھا کر دیا

کیا چمک کر نکلا تھا صورت ملانے یار سے
سامنے خورشید کے اُس نے کف پا کر دیا

آہ و نالہ سے ہوا چرچا خوشی کا ہوا
پاس رسوائی نے ہم کو اور رسوا کر دیا

ایکدن پہونچا نہ دست یار تک مکتوب شوق
طالع بد نے کبوتر کو بھی عنقا کر دیا

خط مشکین نے کیا اندھیر روئے یار پر
روئے روشن دیدۂ عاشق مین کالا کر دیا

یار کا رخسارۂ رنگین ہے آتش رشک باغ
جب نقاب الٹا در گلزار کو وا کر دیا

تصور ہر نفس ہے پیش چشم اس روئے روشن کا
نگہبان برق کو مین نے کیا ہے اپنے خرمن کا

مجھے مقصود دل پردہ دری ہی عیب پوشی مین
گریبان پھاڑ کر کرتا ہون مین پیوند دامن کا

تواضع دشمن جانکی زیادہ قتل کرتی ہے
خم شمشیر معشوقون کا توڑ اتا ہے گردن کا

گرایا دل نے لے جا کر مجھے قصر زنخدان مین
لکھا تھا ڈوبنا قسمت مین میری چاہ گلشن کا

سُبک وضعون کا احسان کھینچتا ہی داغ پیشانی
نشان مٹتا ہے روئے زخم سے کب تار سوزن کا

کیا قتل اُس نے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

چمن کا عالم آتا ہے نظر گنج شہیدان مین
قدم باد بہاری ہے مرے قاتل کے توسن کا

حبیب بے مروت سے ہی عرض حال لاحاصل
نہ بخشے نفع ہرگز کوٹنا کچھ سرد آہن کا

رہ جلائے دیکھتا ہون زلیس مین میرے زندان مین
نظر آتا ہے چشم منتظر ہر چشمہ روزن کا

فروغ ظاہری کو داغ روشن دل سمجھتے ہین
چراغ بادہ اے آتش نہو محتاج روغن کا

ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا

غضب ہی جان کو پہلو مین ہونا دل سے دشمن کا
محل خوف ہی ہمسایہ قصاب و برہمن کا

جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
ہمارے اُس کے پردہ رہگیا دیوار آہن کا

یہ خوش اسلوب جسم اُس نوجوان کا ہونا ہین تو
برابر نکلے ڈورا اُس کمر کا اور گردن کا

ے گلرنگ سے چھلکی جو سرخی پان کی اُس مین
گلوے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا

بہار اک دل کی داغون نے دکھائی چشم قاتل کو
وہان زخم سینہ بن گیا دروازہ گلشن کا

جبین افشان جو پیشانی پر اُس نے چاندنی چھٹکی
ملی مسّی تو آئینہ مین پھولا تختہ سوسن کا

اندھیری مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رُو لپٹا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا

کڑا اپن آگے مردانِ خدا کے چل نہین سکتا
کفِ داؤد مین یکسان ہی عالم موم و آہن کا

ڈراتا ہے کسے اے شیخ تو نارِ جہنم سے
سمندر موج مارے گر بجو رون پاٹ دامن کا

سمجھتے تھے نہ ہم اتنا ورا اندازا اے جنون تجھکو
گریبان سے تعلق ہو گیا موقوف دامن کا

درِ فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہے
سمجھتا ہون مین کھیل اک پھاندنا دیوار گلشن کا

ہوئی ہی مردم دنیا کی صورت سے یہ بیزاری
گمان ہوتا ہے اپنے سایہ پر بھی ہمکو دشمن کا

اُڑایا پان کی تحریر نے اور اُس کے دانتون کو
نگین کا رنگ چمکا دے مقرر ڈاک کندن کا

رُخ روز سیہ ہر صبح آنکھون کو نظر آیا
ہمارا کوکب طالع مگر چہرہ تھا دشمن کا

یقین منزل محبوب اس پر مجکو ہوتا ہے
دلِ صد چاک مین میرے ہی صاف انداز چلمن کا

نہین ہمسا گنہگار اے فلک کوئی زمانے مین
ہمارے مُردے کو درکار ہی غسل آبِ آہن کا

ستایا ہے نہایت انقلاب دہر نے ہم کو
رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا

مجھے بھی گر کسی نے محکمہ مین حشر کے پوچھا
تو سُن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا

کیا اک آن مین تیغِ قضا نے صاف دو ٹکڑے
گمان ہی رہ گیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہے کس کا
کچھ زبان سے کہے کوئی یہ دہن ہے کس کا

پیشتر حشر سے ہوتی ہی قیامت برپا
جو چلین چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہی کس کا

دست قدرت نے بنایا ہے تجھے ای محبوب
ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہے کس کا

کس طرح تمسے نہ مانگین ہمتین انصاف کرو
بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہے کس کا

شادیٔ مرگ سے پھولا میں سمانے کا نہیں
گور کہتے ہیں کسے نام کفن ہے کس کا

دہن تنگ ہے موہوم یقین ہے کس کو
کمر یار ہے معدوم یہ ظن ہے کس کا

مفسدے جو کہ ہوں اُس چشم سیہ سے کم ہیں
فتنہ پردازی جسے کہتے ہیں فن ہے کس کا

ایک عالم کو ترے عشق میں سکتا ہوگا
صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کس کا

حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو
پھر یہ عناب لب و سیب ذقن ہے کس کا

گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہیں
سنبل اسطرح کا پرپیچ و شکن ہے کس کا

باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت
باغباں کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا

خاک میں اُس کو ملاؤں اُسے برباد کروں
جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کس کا

سرو سا قد ہے نہیں ہے نظر کا سیر سے
گل سا رخ کس کا ہے غنچہ سا دہن ہے کس کا

کیوں نہ بے ساختہ بندے ہوں دل وجان سے
قدرت اللہ کی بے ساختہ پن ہے کس کا

آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو
ہم غریبوں کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کس کا

یار کو تم سے محبت نہیں تو اے آتش
خط میں القاب یہ پھر مشفق من ہے کس کا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ ساں داغ اُٹھانے کو ہوئے ہم پیدا

ہوں میں وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے
ہوں میں وہ شاخ کہ ہوں برگ تبر دم پیدا

میں جو روتا ہوں مرے زخم جگر ہنستے ہیں
شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا

چاہنے والے ہزاروں نئے موجود ہوئے
خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا

درد سر میں ہو کسی کے تو مرے دل میں ہو درد
واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا

زخم خنداں ہیں بعینہ لب خنداں اپنے
شادمانی میں ہے یاں حالت ماتم پیدا

آسماں شوق سے تلواروں کا منہ برساے گا
سر نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے
گیسوئے یار ہوئے درہم و برہم پیدا

شبہہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر
کہیں موتی نکریں قطرۂ شبنم پیدا

چپ رہو دور کرو منہ نہ مرا کھلواؤ
غافلو زخم زباں کا نہیں مرہم پیدا

قلزمِ فکر مین ہر چند لگائے غوطے
دُرِ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست ہی دشمنِ جان ہو گیا اپنا آتش
نوشِ دارو نے کیا یان اثرِ سم پیدا

توڑ کر تار نگہ کا سلسلہ جاتا رہا
خاک ڈال آنکھون مین میری قافلہ جاتا رہا

کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے دامانِ یار
کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا

خارِ صحرا پر کسی نے تہمتِ دزدی نہ کی
پاؤن کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا

دوستون سے اسقدر صدمے ہوئے ہین جان پر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

جب اُٹھایا پاؤن آتش مثلِ آوازِ جرس
کوسون پیچھے چھوڑ کر مین قافلہ جاتا رہا

حشر کو بھی دیکھنے کا اُس کے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یادِ صنم
توبہ مے کی و لیکن داغِ دامان رہ گیا

جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانند رُوح
جسمِ خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا

پاسِ الفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹنے
طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہ گیا

اے صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جا کر تو اے سروِ خرامان رہگیا

دوستی بھی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ
رُوح جنت کو گئی جسمِ گلی یان رہ گیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو یقین
موت سے اب تیر کے پلّے کا میدان رہ گیا

پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
یار ثابت وقتِ بد مین اک گریبان رہگیا

حُسن مین بھی عزّت و ذلّت خدا کے ہاتھ ہے
گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

بستیان ہی بستیان ہین گنبدِ افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

بعد مدت ساتھ اُس گُلرو کے جو دیکھا تجھے
اُڑ گئے مرغِ چمن خالی گلستان رہ گیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغِ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا

کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہ گیا

راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گر کے کب یوسف میانِ چاہِ کنعان رہ گیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز / مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہ گیا
میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اُسے / آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا
لاشہ اُٹھوا کر نکر اس کو بھی اے قاتل اُجاڑ / ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھ کو نہ قتل / شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا
کیا بیان عالم زوالِ حسنِ خوبان کا کرون / روشنی جاتی رہی سروِ چراغان رہ گیا
کاروان نکہتِ گل کر گیا گلشن سے کوچ / صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا

شام ہجر صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل
سانپ کو کچلا پر آتش گنج پنہان رہ گیا

کوئی عشق مین مجھسے افزون نہ نکلا / کبھی سامنے ہو کے مجنون نہ نکلا
بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا / جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا
بجا کہتے آئے ہین ہیچ اس کو شاعر / کمر کا کوئی ہمسے مضمون نہ نکلا
ہوا کون سا روزِ روشن نہ کالا / کب افسانۂ زلفِ شبگون نہ نکلا
پہونچتا اُسے مصرعِ تازہ و تر / قدِ یار سا سروِ موزون نہ نکلا

رہا سالہا سال جنگل مین آتش
مرے سامنے بید مجنون نہ نکلا

تیری کاکل مین پھنسا ہی دل جوان و پیر کا / سیکڑون آزاد ہے پابند اک زنجیر کا
وصفِ چشمِ یار مین یارا نہین تقریر کا / جائے خاموشی ہی عالم سُرمہ کی تحریر کا
کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہین گلے / نقش جب اے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا
جانبِ چرخ سوس آہ ہوتی ہے روان / یہ کمان اکدن نشانہ ہے ہمارے تیر کا
اسقدر بیتاب ہون تیرے بغیر اے بحرِ حسن / پیرہن دیتا ہی دھوکہ دامِ ماہی گیر کا
دولتِ دنیا سے مستغنی طبیعت ہو گئی / خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا
باغ مین شب باش ہو کر لالہ رُو جلوانہ شمع / داغ بلبل کو نہ دے دکھلا کے منہ گلگیر کا
جو کہ لکھا خوب سکھا دست رس ہوتا اگر / چومتا مین ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا

روز و شب پیش نظر چشم سیاہ یار ہے
کام لیتا ہون تصوّر سے مین آہوگیر کا

عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بندھتے رہے
سرنوشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا

حیف کی جا ہی ہووے نرم چرب اسکی زبان
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

گوش گُل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا

عاشقون کے خون سے رہتی ہی بسکہ سرخ رو
دیدۂ مرغ جوہر ہے تری شمشیر کا

کاروان تک رہروان ماندون کو پہونچایا گیا
اے جرس شاہد ہون تیرے نالہ کی تاثیر کا

فکر قصر چرخ مین کیا موجزن ہوتے ہین شاہ
سیل ارادہ کر رہا ہے کس کہن تعمیر کا

اُس پری رُو طفل کا دیوانہ ہون آتش جسے
کھیل ہی اِک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالم منطق مصوَّر ہو تری تصویر کا
منہ کتابی قطبی ہی خط حاشیہ ہی میر کا

رُتبہ پہونچا ہی خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا

زندۂ جاوید ہین قربانیان تیغ عشق
سر کا کٹنا جانتے ہین پھوٹنا نکسیر کا

مثل شانہ دسترس اُس زلف پر ہوئے اگر
دعوت افعی کرون بھر کر پیالہ شیر کا

جس سے لپٹا سوکھا مجنون کیطرح سے وہ درخت
عشق پیچے پر مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا

ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

سُرخ باوصف سیہ کاری ہی رنگ رو مرا
سامنا ہوتا ہی کس کے عفو سے تقصیر کا

خط لکھون گا یار سیم اندام کو مین ای قلم
روشنائی مین ہو دود و روغن اکسیر کا

ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شمع رُو
اپنا تعویذ لکھا بھی نقش ہے تسخیر کا

نوش بے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق
پھول سے رنگین ہی پھلڑا یہ تری شمشیر کا

غش کرینگے کودکان وحشت سے مجھ دیوانہ کے
حلق بسمل ہی ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

خوبیان رُخ کی صباحت کا کرائی شیرین دہن
قند کے کوزے سے جاری ہووے دریا شیر کا

رُو سیہ دشمن کا یون پاپوش سے کیجئے فگار
جیسے سلیٹ کے سر پر زخم ہو شمشیر کا

دیسکا بوسہ نہ اِک وہ برق وش خیرات حسن
مالدار بے کرم بھی ابر ہے تصویر کا

حال مستقبل نجومی اس سے کرتے ہیں بیان
زائچہ بھی نقل ہے پیشانی کی تحریر کا

چار ابرو میں ترے حیران ہیں سارے خوشنویس
کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا

نرمیِ ظاہر سمجھ لے سخت گیری کی دلیل
پنبہ بھی مہر سر شیشہ ہے آتش گیر کا

رتبہ موسیٰ نماز پنجگانہ نے دیا
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا

کیسی کیسی صورتوں کے اپنے دل میں داغ ہیں
اس مرقع میں بھی ہو گیا کیا ورق تصویر کا

کشتۂ تیر مژہ پر تیغ ابرو بھی چلے
اے ستمگار انداز ہو جو رنگ اس نخچیر کا

روک سینہ پر وار قاتل کا سپر کی طرح سے
مرد کے چہرے کا زیور زخم ہے شمشیر کا

معرکے میں ہاتھ قاتل کی کمر میں ڈالیے
کھینچیے دامن سر میدان گریبان گیر کا

چاک ہوتا ہے کتان میرے گریباں کی طرح
یہ بھی دیوانہ ہے آتش چاند سی تصویر کا

قد صنم سا اگر آفریدہ ہونا تھا
نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہونا تھا

ہوا ہے زلف سے گستاخ کسقدر شانہ
ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہونا تھا

نہ کھینچنا تھا زلیخا کو دامن یوسف
اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہونا تھا

دیا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا
روانہ ملک عدم کو جریدہ ہونا تھا

مٹائے سے کوئی مٹتا ہے باطلونکے حق
کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہونا تھا

بچا نہ تھا غضب تیغ نگہ کا تیرا اے دل
تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہونا تھا

رلاتا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست
بلند سر سے مرے آب دیدہ ہونا تھا

گمرہِ یار نے برباد کر دیا ہم کو
غبار راہ غزال رمیدہ ہونا تھا

نہ آئی دامن راحت میں نیند اے آتش
درون دامن خاک آرمیدہ ہونا تھا

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفائے آب در سخن کا
دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا

ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک جو ہے پر آب دیدہ
جو زخم گل ہے مرے باغ کا ہے تو داغ ہے پتہ مرے چمن کا

نظر جو آجائے بید مجنون تو روؤں مجنوں کی یاد میں خون
جو دیکھوں تیشہ تو سر کو پھوڑوں خیال بندھ جائے کوہکن کا

برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو
نہ بوئے کافور مین ہے سوگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا

چھوا جو گیسوئے عنبرین کو تو سانپ کیلا فسون سے گویا
لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا

نگاہ اول مین چشم میگون پہ رنگ محفل کرے دگرگون
وہ حال ہووے جو وقت آخر شراب خوارون کی انجمن کا

خراب مستی نہو کسی کی کوئی نہ مرزدو دوستان ہو
جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا

جو حال پروانہ عشق مین ہو وہی محبت مین عالم دل
وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا

جو بچنہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ سنگ پر
عبیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین ہے یہ نزاکت آتش
جو ہار پھولون کا اُس نے پہنا تو بوجھ اٹھایا ہزار من کا

بلبل گلون سے دیکھکے تجھ کو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین بر جبین نہ اے بت چین رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اُسے چال یار کی
سُن لیجو پاؤن کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پاؤن
سے کر تڑپ کے چار قدم آگے دھر گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سروِ چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوئے پرویز و کوہکن
شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اُس بُت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد ہمارا ہوا دو چند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بنکے رونق بزم شہان ہوا
کوڑا جو اُس فقیر کے تکیہ سے جھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل ناداں شریک روح
منزل مین رنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا

پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کُنہ کو
یہ جان لے کہ راستے مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے اپنی وفا نہ کی
قبل سحر چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشون کو عاشقون کے نہ اُٹھو گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گاؤن نہین جب اجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش
ترک فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آکے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال
جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رو وصال کو
دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

آتش نپوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

کرم کیا جو صنم نے ستم زیاد کیا
شب فراق مین مین نے خدا کو یاد کیا

گرمی مین تری سنگ ہو جسے وہ کافر ہی
مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا

یہ دل لگانے مین مین نے مزا اٹھایا ہی
ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا

بہا جو نرگس فتان یار سے سرمہ
تو مین نے چہرہ پر اس کو یقین صاد کیا

ہماری آہ سے اے منکرو حذر مانگو
ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا

بچا مین جان کو کر کے تصدق عزت
وگرنہ دل نے ہمین کو نسا فساد کیا

کہون جو حالت دل یار سے تو کہتا ہی
جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا

حسد سے جل کے دبے پاؤن اٹھ گئے اغیار
ہمارے نالون نے جب کار برق و باد کیا

عوض یہی ہر زمانے مین راست بازی کا
سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا

یہی کہون گا خدا سے مین روز محشر کو
فراق یار نے ناشاد نامراد کیا

کردن مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا

دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا
ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا

کنوئین مین یوسف کنعان کو پھینکا خوبون نے
نہ سمجھے مصر کے چلنے کا یا تراب ہوا

گرہ تھی دل مین نہ بس حسرت ہم آغوشی
فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا

شکار گاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا
بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا

بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے
بھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا

ہمارا طالع خفتہ کہین نہ بس جاوے — یہ سر یہ اُس کے ہے بدہب ہجوم خواب ہوا
کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر — ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا
ملا نہ صورتِ دولاب غیر کوزۂ آب — ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا

دعائے وصل صنم مانگ دل شکستہ ہو
در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

سبزہ بالائے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا
تِل ہٹانا ہے فلک منظور کس دلخواہ کا
بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھون مین اُس دلخواہ کا
صفحۂ دل سے اٹھاؤن کسطرح نقش صنم
کم بضاعت سے خیال خام ہے کثرت کو فیض
راہ ہستی مین ہے رخسار صنم سے زندگی
لاش بھی گلیون مین کھنچوا گر گیا ہے قتل یار
پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہین
چھوڑ کر عشق صنم زاہد نہ ہو مفتون حور
دل کو ابروئے صنم کا شیفتہ کرتی ہے آنکھ
اے صنم بندہ نوازی ہے صفت اللہ کی
مائل معشوقۂ خسرو نہ ہوا ے کوہکن
جوشش اشکِ آتشین کا باعث آہ سرد ہے
نزع مین آیا نہ بالین پر مرے یار اس لئے
ہون وہ ابتر طفل جس کو جان کھونا کھیل ہے
آسمان روئے زمین ہے یار ماہ چاردہ
وہ دہن ہے چشمہ شیرین تبسم موج ہے
ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے

رہروؤن کی موت ہے خس پوش ہونا چاہ کا
برج میزان مین نہین بے وجہ آنا ماہ کا
رنگ رد کے اُڑنے مین عالم ہے گرد راہ کا
ملک مین ہوتا کسی کے گھر نہین اللہ کا
اکتفا کرتا نہین لشکر کو پانی چاہ کا
تازہ دم کرتا مسافر کو ہے تکیہ راہ کا
طول ہی دینا مزا ہے قصۂ کوتاہ کا
پا بگل کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا
کب یقین لاتا ہے دانا دور کی افواہ کا
درس دیتا ہے معلم پہلے بسم اللہ کا
حیف ہے خالی پھرے سائل تری درگاہ کا
شیر کے جھوٹے کو کھانا کام ہے روباہ کا
گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا
کنج مرقد ہے گھروندا اسیری بازیگاہ کا
حلقۂ احباب گرد اُس کے ہے ہالہ ماہ کا
وہ ذقن ہے چاہ خال اُس مین توا ہے چاہ کا
کوہ سے بھاری ترازو مین ہو پلہ کاہ کا

شعر کہتا ہون مین اے آتش خدا کی حمد مین
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہی اے یار خاکِ دوست و دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑین گے آیا جو دامن زیر پا

منکرِ روزِ قیامت ہین بہت بے اعتقاد
لا کبھی اے سروِ قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگِ گل سے خون ہمارے آبلون کا شوخ ہی
نقشِ پا سے پھوٹتا جاتا ہے گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہین رکھتے ہین ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آ جائے آہن زیر پا

انگلیان کانون مین دیتا ہے دمِ رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آوازِ شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر
سنگِ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہ راہِ ہستی موہوم ہین وہ چالِ جسل
اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست و دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگانِ عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑون کانٹون کی گردن زیر پا

رہگذر مین دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے
شاید آ جاوے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لئے
گو کشش زد ہوئے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

اُس قدر تو ناگوارا ہے کرڑا پن خلق کو
کفش سے رکھتے ہین مردم نعل آہن زیر پا

سرفرازیان تک تو آتش خاکساری نے کیا
صورتِ نقشِ قدم ہے اپنا مدفن زیر پا

اگرچہ پاسِ محبت سے ترکِ شیون تھا
برنگِ شمع خموشی مین حال روشن تھا

جسے مین نیک سمجھتا تھا مجھ سے بدظن تھا
یقین خضر تھا جس پر مجھے وہ رہزن تھا

پناہ چشمِ رقیبان مین بدنگاہ ہوا
خط اُن عذارون کے اوپر بجائے جوشن تھا

خفا نہ ہو جو ہوئے گال نیلے بوسون سے
چمن اُداس مری جان غیرِ سوسن تھا

کہان کہان تجھے ڈھونڈھا بکلیے جستجوے دوست
جو شیخ کعبہ مین تو دیر مین برہمن تھا

ہر ایک کو مین زبس خاک عاشق اُڑتی تھی
اُسے کدورتِ خاطر غبارِ دامن تھا

زبس تھے اس کے صغیر و کبیر دیوانے
جوان کو بیڑیان لڑکون کو طوقِ گردن تھا

ہزار جان تصدق ہے زخمِ کاری پر
دعائے حرز پئے چشم زخم سوزن تھا

دل و جگر ہوئے قوت فراق یار آخر
ہوا ہے شحنۂ حاکم ہمارا خستہ تن تھا

نہ کھایا میں نے کڑے پن سے زخم تیغ کرم
میں اپنے جوہر ذاتی سے غرق آہن تھا

یقین مرگ جو عشق بتان میں تھا آتش
ہر اک صنم مری آنکھوں میں سنگ مدفن تھا

تن سے بار سر آمادہ سودا اُترا
شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اُترا

حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ
ساربان آج ہے کیون چہرہ لیلےٰ اترا

اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی
آخر کار نظر سے مرے دریا اترا

کسطرح مر لیے نہ تجھ پر فلک چارم سے
تیرے کشتہ کی زیارت کو مسیحا اُترا

درد سر عشق کا سر سے نہ مرے زود ہوا
جل کے جن تجھسے نہ اے آتش سودا اترا

وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اُترا

چشمہ حسن کی موجون سے اشارہ ہے یہی
روتے روتے جو ہوا عشق کا دریا اترا

درد سر مین جو ہوا وان تو یہان پان ٹوٹا
تپ چڑھی مجھکو اگر یار کا چہرا اُترا

ذقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا
چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اُترا

کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے وہ بت
بیشتر کوہ کے اوپر سے ہے دریا اُترا

باغ سے باد بہاری کی ہے آمد آمد
طاق مےخانہ سے ہے ساغر مینا اُترا

دہن یار کا رہتا ہے تصور اس مین
شیشہ دل مین پری بنکے ہے عنقا اُترا

سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیرین
من و سلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اُترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا اس بن
خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اُترا

جب سے رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات مین کیا
اے صنم لطف ہے پردے کی ملاقات مین کیا

کوئی اندھا ہے تجھے ماہ کہے اے خورشید
فرق ہوتا نہین انسان سے ذرات مین کیا

یار نے وعدۂ فردائے قیامت تو کیا
شک ہو اے نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بت خانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو
پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا

اک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر
بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

پڑھکے خط اور بھی مایوس ہوئے وصل سے ہم
یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اُس سے
تونے کیفیت اُٹھائی ہے خرابات مین کیا

دل شہیدِ رہِ دامان نہ ہوا تھا سو ہوا
ٹکڑے ٹکڑے جو گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

برق بے نور ہے اُس رخکی چمک کے آگے
عالمِ نور کا انسان نہ ہوا تھا سو ہوا

رونے پر میرے ہوا ہنس کے وہ گل شرمندہ
غنچہ کسان سر بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

مین نے رنگین نہ کیا اُس کا تڑپ کر دامن
سر جلاد پہ احسان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہوگیا دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اُس کا
بگنیہ خون مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے
نسخۂ شوق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا

عرق آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا
شبنم باغ سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا

قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اُس نے
خون ناحق سے پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا

یار کے روئے کتابی کی کرون کیا تعریف
بعد قرآن کے جو قرآن نہ ہوا تھا سو ہوا

آنسو آنکھون سے نکلتا ہے سو چنگاری ہے
پردہ دل سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا

آتش عشق سے ہے داغ سراپا میرا
آدمی سروِ چراغان نہ ہوا تھا سو ہوا

گردِ رہ بن کے ہوا صندلِ پیشانیٔ یار
ذرہ خورشید درخشان نہ ہوا تھا سو ہوا

پھر دن ہی مصرع سودا ہے رُلاتا آتش
تجھے اے دیدہ گریان نہ ہوا تھا سو ہوا

آگ بر رشک سے مین چاک گریبان لوٹا
خاک پر وقتِ خرام اُس کا جو دامان لوٹا

دل کو از بسکہ جو لاگ ابروئے خمدار سے تھی
دمِ شمشیر کو مین دیکھ کے عریان لوٹا

حق بجانب ہے جو موسیٰ کو نہ ہو تاب جمال
تجھکو تا دیدہ دل گبر و مسلمان لوٹا

عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دلمین سمجھ — پاؤن پر آگرے مرے حاجبِ زندان لوٹا
مرغِ بسمل کی طرح تڑپے ہزارون دل ار — ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گلِ خندان لوٹا

مین نے آتش جو کیا نالہ درِ جانان پر
دونون ہاتھون سے جگر تھام کے درمان لوٹا

خیال آیا جو عشقِ زلف مین دل کی تباہی کا — بندھا فکرِ رسا سے تا قلم مضمون سیاہی کا
ہوا ہے بیشتر دھوکہ دل پر داغ پر میرے — شکار اکثر کیا ہے باز نے طاؤس ماہی کا
سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے — یقین ہے کوئی دم مین کشتی تن کی تباہی کا
شبِ ہجران مین جو دم تھا وہ گویا واپسین دم تھا — گمان تھا شام سے مجھ پر چراغِ صبحگاہی کا
لحد پر یار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو — نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذرخواہی کا
اسیرِ شست کا عالم مین ہر اک مو مین پاتا ہون — تری زلفون کو شانہ چاہیے دندانِ ماہی کا
کرون تحریر گر مین اپنے رنگِ زرد کی حالت — عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جائے طلائی کا
خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہے — ارادہ کون سے در پر کرون مین دادخواہی کا
غنیمت جان اے دل جنبشِ ابروئے قاتل کو — بڑی معراج ہے تلوار سے مرنا سپاہی کا
مسافر کو عدم کے روکنے والا نہین کوئی — نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا
زیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھانا ہے — نہونا خوف ہے ظلِ ہمائے بادشاہی کا
دمِ آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے — رقیبون نے محل باقی نہ رکھا عذرخواہی کا
تری شمشیرِ ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی — گلا روزِ ازل سے کیون کٹا رہتا ہے ماہی کا
جنون کا لطف اٹھا صحرا کو چل زندان سے دیوانے — نہین کھلتا ہے بے میدان کے جوہر سپاہی کا
فرشتون سے لحد مین گفتگو یان کون کرتا ہے — شہادت نامہ پڑھ لین چار مومن گر گواہی کا
مرکب ہے یہ سر تا پا خطا سے اور نسیان سے — خیالِ خام ہے انسان کو دعوی بیگناہی کا

بتان سنگدل کی صورت آتش کاٹے کھاتی ہے
ارادہ کنجِ عزلت مین ہے اب یادِ الہی کا

کشتہ اے یار ہون مین تیری جفاکاری کا — نقش ہے دل مین ترے میری وفاداری کا

کون دارفتہ نہین تیرے طرحداری کا
حوصلہ سب کو ہی یوسفؑ سی خریداری کا

تار اُس زلفِ معنبر کا نہ توڑ اے شانے
سلسلہ ہی یہ مرے دل کی گرفتاری کا

لبِ جان بخش کے اعجاز کا عیسیٰ ہی قتیل
سامری کشتہ ہے آنکھون کی فسونکاری کا

نخل اُمید کو ہو نجیے نہ کہین اس سے گزند
کام کرتی ہے مری آہ سحر آری کا

رُخ پر اُس زلف کے چھٹنے سے ہوا دل کو یقین
چاندنی سے ہی بڑا مرتبہ اندھیاری کا

آنکھ کیونکر مین رُخِ یار سے پھیرون ناصح
کچھ مداوا ہی نہین چشم کی بیماری کا

سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہون بتلا اے موت
مجھکو دروازہ تو اس گنبدِ زنگاری کا

دل مین آتا ہے گلا کاٹیے در پر اُس کے
بوالہوس حوصلہ پھر کر نہ سکین یاری کا

اُس نے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت
مین تو آتش ہون غلام اپنی سیہ کاری کا

دوستی دشمن کی مژدہ ہی اجل کے خواب کا
برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا

رنگ چمکا اسقدر اس قاتل احباب کا
سند اختر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا

روے مژگان ہی بجا اس طاق ابرو کی طرف
چاہیے دستِ دعا کو سامنا محراب کا

حسرت آبِ دمِ شمشیر قاتل مین ہوا
پانی بھی مین نے نہ پایا خانہ قصاب کا

فرصت اکدم عہدِ طفلی مین نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا

عاشقون سے اپنے وہ جتنی بھوین ٹیڑھی ہوئین
اہلِ قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن اُن ہونٹون کی مستی دیکھکر نیلی ہوئی
رنگ چھینکا فندق پا نے کیا عناب کا

سیر کر کے دو گھڑی دل اس مین بہلاتے ہین
دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا

جامۂ تن ہو گیا راہ عدم مین نذر گور
بوجھ اُٹھایا تھا مگر ٹھگ کے لئے اسباب کا

جان آنکھون مین ہی صورت دیکھنے کی دیر ہی
یار کا آنا ہے یان آنا اجل کے خواب کا

مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین
فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا

ساحل مقصود دیکھا مین نے جاکر گور مین
ڈوبنا کشتیِ تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستان یار پر مارا قدم
دور کو سون رہگیا ہم سے محل آداب کا

چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح
کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا

سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

زلف زیبا ہے قریب رخ جانان ہونا
گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہبان ہونا

نہ روا مجھکو تو اے دوری کوئے مقصود
راہ مین ظلم مسافر کو ہے باران ہونا

عشق نے حال کیا مردۂ بے وارث کا
مرے اوپر ہے یقین قبضۂ سلطان ہونا

آفت جان ہوئی اُس روئے کتابی کی یاد
راس آیا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا

داغ چیچک کے ہین زیبا ذقن یار کے گرد
لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا

بے طرح مجھکو رلاتا ہے غم دوری یار
ہو مبارک دہن گور کو خندان ہونا

آتش اُس رشک پری سے تجھے اللہ ملائے
تا کجا دوری بلقیس و سلیمان ہونا

عشق مین ممکن نہین ہونا بخیر انجام کا
بد مزا کرتا ہے منھ لگنا کباب خام کا

سر اُٹھا بالین سے ہے خورشید محشر کب مرا
اے خروس صبح حاصل شور بے ہنگام کا

زلف نے شانے کو پہونچایا رخ محبوب تک
زینہ رکھتا ہے ہر بیرون خانہ بام کا

ایک جا مثل دُر غلطان کہین ٹھہرا نہ پاؤن
اختر اقبال ہون مین گردش ایام کا

دل کو اُلجھایا گرہ پڑنے سے زلف یار مین
دانے کا دھوکہ مجھے دیتا ہے عقدہ دام کا

گوشہ گیری سے ہے معدومی مجھے مقصود دل
ٹوٹ جاتا ہے نگین کھدتے ہی میرے نام کا

ماتم دریا دلان شادی تنک ظرفونکی ہے
گریۂ مینا ہے باعث خندہائے جام کا

نشۂ مے سے ہوا بیہوش مین برگشتہ وقت
تر دماغی نے خلل پیدا کیا اسلام کا

تیرہ ہے مدعی روسیہ مین آفتاب
مجھ مین اور اُس مین ہے فرق اے یار صبح و شام کا

بے کمال عشق ہو دل پر نہ نقش روئے دوست
سکہ لگنا غیر ممکن ہے طلائے خام کا

چشم گریان سے گناہ عشق ثابت ہوگیا
واقعی کرتا ہے تر دامن چھلکنا جام کا

عرش سے آگے ارادہ میری خاکستر کا ہے
دل ہے پروانہ الٰہی کس چراغ بام کا

جلد سینہ سے نکل اے جان ہجر یار مین / ماہی بے آب کو تا چند صدمہ دام کا

مر گیا ہون جستجوئے کعبۂ مقصود مین / ہے کفن پر میرے عالم جامۂ احرام کا

جان جاوے پر رضائے دوست سے آتش نہ پھر / ہے محل بندے کو مولے پر نہین الزام کا

کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت خودکام کا / استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا

اے تپ غم گور مین لے چل جوانی مین مجھے / دوپہر ہے موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج ہے / وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی / زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہین نہین آنکھین تری / نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا

خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یان / لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا

گیسوون نے کر دیا دہ چند حسن روئے یار / نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

طوق زرین گردنون مین قمریون کی چاہیئے / سیر گلشن کو ہے عزم اُس سرو سیم اندام کا

عرصۂ روئے زمین ہو جائے دشت کربلا / یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی / گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا

داخل کعبہ ہوا اکثر عدم سے برہنہ / پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین مثل ماہی بے آب سیر / یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا

ہے سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی / حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست / ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ / حال بدتر تھا کتان سے جامہ احرام کا

زخم کاری کے جو کھانیکو مرا دل دوڑا / سر کے بل مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پہنچائی ہے / دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا

نہ ہوئی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات / پھاڑ کھانے کو سگ کوچۂ قاتل دوڑا

اے نسیمِ سحری دھیان کدھر ہے تیرا
تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا

دشتِ پرخار میں تا چند رہوں سرگرداں
بس زیادہ نہ اب اے دوریِ منزل دوڑا

رونقِ بزم تجھے کہتے ترے لینے کو
تا درِ خانہ ہر اک صاحبِ محفل دوڑا

بے خبر دل کو کیا یوں صفِ مژگانِ خراب
دوڑ جیسے کسی دد پہ کوئی غافل دوڑا

منزلِ عشق کی وہ راہ ہے رکھتے ہی قدم
لے کے قزاق ہر اک حور شمائل دوڑا

ملک الموت نے پیری میں کرم فرمایا
کشت پختہ ہوئی آتش کہ محصل دوڑا

دوست دشمن نے کیے قتل کے ساماں کیا کیا
جانِ مشتاق کے پیدا ہوئے خواہاں کیا کیا

آفتیں ڈھاتی ہے وہ نرگسِ فتاں کیا کیا
داغ دیتی ہے مجھے گردشِ دوراں کیا کیا

پھر سکی میرے گلے پر نہ چھری ہے ظالم
ورنہ گردوں سے ہوئے کار نمایاں کیا کیا

حسن میں پہلوئے خورشید مگر دابے گا
دور کھنچتا ہے ہمارا مہِ تاباں کیا کیا

روئے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعویٰ
سامنے ہو کے ہوا آئینہ حیراں کیا کیا

آنکھیں گیسو کے تصور میں رہا کرتی ہیں بند
لطف دکھلاتا ہے یہ خوابِ پریشاں کیا کیا

گردشِ چشم دکھاتا ہے کبھی گردشِ جام
میری تدبیر میں پھرتا ہے یہ دوراں کیا کیا

چشمِ بینا بھی عطا کی دلِ آگہ بھی دیا
میرے اللہ نے مجھ پر کیے احساں کیا کیا

دوست نے جب نہ دمِ ذبح سسکتا چھوڑا
میرے دشمن ہوئے ہنس ہنس کے پشیماں کیا کیا

گردشِ نرگسِ فتاں نے تو دیوانہ کیا
دیکھو جھانکا، اے کنوئیں چاہِ زنخداں کیا کیا

جل گیا آگ میں آپ اپنے میں مانندِ چنار
پیستے رہ گئے دانت ارّہ و سوہاں کیا کیا

کچھ کہے کوئی میں منہ دیکھ کے رہ جاتا ہوں
کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیراں کیا کیا

گرم ہرگز نہ ہوا پہلوئے خالی بے یار
یاد آوے گی مجھے فصلِ زمستاں کیا کیا

کوئی مردودِ خلائق نہیں مجھسا آتش
کیا کہوں کہتے ہیں ہندو و مسلماں کیا کیا

چشمِ یاراں میں مرے بعد نہ خونناب اترا
یاد آیا نہیں پھر دھیان سے جو خواب اترا

شرط ہے رتبۂ مردان خدا کا انصاف
ڈوبا فرعون وہین موسیٰ وہین پایاب اترا

ہو گیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل
سان پر چڑھ کے اگر دشنۂ قصاب اُترا

روز روشن شب تاریک ہوا آنکھو مین
بام پر سے جو وہ خورشید جہان تاب اُترا

عشق اُس چاہ زنخدان کا ہوا جسدن سے
مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اُترا

قتل ہستی مین کیا دوست جو مجھسا اُس نے
دشمن جان سے مری نشۂ احباب اُترا

سامنا روئے منور سے ہوا ہے کس کے
چہرۂ ماہ ہے کچھ اے شب مہتاب اُترا

وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج
دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اُترا

آتش عشق مین ثابت دل بیتاب رہا
آنچ کھا کھا کے ہر قائم یہی سیماب اُترا

بوسۂ لب کا مزا لے کے پیا ہے مین نے
حلق سے میرے ہے جب شربت عناب اُترا

برق وش دیکھکے گیسوئے سیہ کو تیرے
چشم انصاف سے ہے ابر سیہ تاب اُترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

اک جا کہین مین مثل ریگ رواں نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا

اللہ رے جذب الفت یوسف کو چاہ مین سے
باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا

اے زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین
قیمت مین مشک و عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا

پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے
مریخ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا

تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صید گاہ مین اے ابرو کمان نہ ٹھہرا

اے چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی
خوش تیرے گھر مین دو دن اک میہمان نہ ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق اے باد صرصر اس کو
بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا

عزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا

پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا

میری ہو خاک بر کی منہ زوری اُسنے آتش
ہر دن سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

فزون ہوتا ہے جمعیت سے زیر آسمان کھٹکا
درخت باروَر مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا

بجا یاد الٰہی مین ہے شب بیداری زاہد
یقین ہے نیند اُڑ جاتی ہے ہوتا ہے جہان کھٹکا

نہ تم بیزار ہو ہم سے نہ ہم بیزار ہون تمسے
محبت کا مزا کیا ہے جب آیا درمیان کھٹکا

زمین کو زلزلہ آیا جو میری بیقراری سے
ستارے کیسے کیسے بھڑکے کیا کیا آسمان کھٹکا

در و دیوار کو دیکھا جو دزدیدہ نگاہون سے
مری آنکھون سے اُسکو مین نہایت پاسبان کھٹکا

بدی کس روز اُس گلرو نے شرط دوستی مجھسے
سنو ہر آنکھون مین یا دشمن کے بین کانٹا سا کہان کھٹکا

رہے انسان شب بیدار دنیا کے خزانے مین
مسافر کو ہے اس ویران سرا کے درمیان کھٹکا

خدا حامی ہے اپنے بندۂ عاجز کا مشکل مین
نہ وان کھٹکا ہے کچھ ہمکو نہ کچھ ہمکو ہے یان کھٹکا

بغل مین لے کے یوسف کو اکیلا وانسے گذرا مین
قدم رکھتے ہوئے جس راستے مین کاروان کھٹکا

محبت دل نے کی کس بے یقین عیار سے آتش
جو کچھ نیکی بھی کی ہمنے کبھی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان و یمن دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبون کو رخ زرد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پاؤن شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دمِ مرگ نہ بیمار رہا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلا دے گا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان ہمہ لقا یار کے لب سے لیتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مین نے شب وصل اُسے عریان رکھا
آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا

دل کو اُن آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی جا ہے گا تو اس سے یہ چھُٹے گی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دِکھلایا

اپنی زبان کو بلبل اندوہگین جلا
یا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

بھڑکایا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے
گلچین کا ہاتھ آتش گل سے نہین جلا

تو تو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر
تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا

میرا جگر جلائے سے کیا ہاتھ آئے گا
اُس در کا پردہ اے نفس آتشین جلا

ہفت آسمان پھنکے جو مرے دود آہ سے
کیا کیا بخار دل سے بخار زمین جلا

مین بھی تو دیکھون گرمی تری شکل آتشین
مشعل کیطرح سے تو مری آستین جلا

کیا کیا پری اُتاری ہین شیشے مین آہ نے
حن کو بنا فتیلہ سے اپنے نہین جلا

دنیا مین ہم سا سوختہ قسمت کوئی نہین
دیکھا جو اپنا حال دل شتانہ مین جلا

لیلےٰ کے زلف سا ہے دھوان کچھ بلند آج
مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا

روئے صبیح یار کا دھوکہ نہ دل کو دے
وہ نازکی کہان نہ مجھے یاسمین جلا

کس لعل آتشین کا ہو دل اپنا شگفتہ
جس پر ہمارا نام کھُدا وہ نگین جلا

آہ شررفشان کا برا ہو شب فراق
لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین جلا

لالہ رخون کے عشق مین گل کھانا جسم پر
نایاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا

اندھیر ہے نہووے اگر دل مین روشنی
آتش چراغ کونسے گھر مین نہین جلا

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا
گذر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا

ہزار بوسے ہر اک لب کے گنکے لونگا مین
جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا

خضر سے راہ وطن کیا سمجھ کے پوچھو مین
مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا

جرس کیطرح سے نالے کرینگے بلبل باغ
اگر وہ یوسف گل پیرہن نظر آیا

ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا
سفید رنگ رخ یاسمن نظر آیا

دکھائی آنکھون نے سیر جہان رنگارنگ
قفس کے چاکون سے مجھکو چمن نظر آیا

گرگئی برق جمال اسکی نہ آنکھوں کو
وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہے ظلمت میں چشمۂ حیوان
شب وصال ہمیں وہ دہن نظر آیا

اُڑھائی چادر آب اسکو میں نے رو رو کر
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا

پیالہ پانی کے دکھلائی دینگے کاسۂ چشم
رُولائیگا جو وہ چاہِ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرۂ پر نور کا
چاندنی میں یاں اثر ہے مرہم کافور کا

سختی ایام ہے میرے لئے سامان عیش
خشت بالیں کو سمجھتا ہوں میں زانو حور کا

کچھ نہ حاصل ہوئے کیسی ہی مشقت کیجئے
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا

میں وہ سرکش ہوں چمن میں جسکی صورت دیکھکر
آب ہو جاتا ہے شیرہ دانۂ انگور کا

داغ سینے ہوتے ہیں گل کھاتے ہیں عاشق ترے
گرم بازار اندنوں ہے مرہم کافور کا

دیں نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے اُلجھا جھاڑ کب بلّور کا

آکے سینے سے لبوں پر دم اٹکتا ہے عبث
ٹھہرنا اچھا نہیں جب ہو ارادہ دُور کا

پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہوں یاد آتا ہے جب
موسم سرما گذرنا بے تکلف عور کا

تشنۂ خوں ہی گیا مجھ ناتوان کا تیر یار
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہے بے مقدور کا

ہو نہ اُس بیلے وحشی کا دل دیوانہ محو
سبد مجنوں سے کہاں پیوند نخل طور کا

کس کے داغ دل سے محشر میں ملایا جائیگا
روز اک خورشید کو ملتا ہے خلعت نور کا

رنج سے راحت نصیب طبع شیریں کار ہے
بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا

دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصر تن
دخل ہمارا ہمیں ہرنے دخل ہے رزدور کا

مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہیئے
سونگھ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زنبور کا

عہد پیری میں کروں کیونکر میں ترک جام مے
دفع کرتی ہے صبوحی درد سر مخمور کا

صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہے آتش رشک چشم
یاں سفیدی پر سیاہی سے ہے عالم نور کا

دھیان رہنا شرط ہے اُس دلبرِ مغرور کا
فکر سے نزدیک ہو جاتا ہے مضمون دور کا

منہ نہین دیکھا ہمارے سینے کے ناسور کا
رنگ اُڑ جائے گا روئے مرہم کافور کا

نرم ہو کچھ تو دل سخت اُس بُتِ مغرور کا
کہتے ہین فریادرس اللہ ہے مجبور کا

بوسۂ لب مین دو چار تیر مژگان دل ہوا
نیش کھلوایا طمع نے شہد کے زنبور کا

درد زخم فرقت اتنا خون رُلاتا ہے مجھے
روزنِ دیوار بنجاتے ہین منہ ناسور کا

سامنے اپنے تصور سے سمجھتا ہون تجھے
دور بین نزدیک دکھلاتی ہے انسان دور کا

حوصلہ دل کو ہوا جو درد سر کا عشق کے
آنکھون نے پیدا کیا انسان حسن حور کا

محفل عشرت مین خستہ خاطرون کو جا نہین
تاک مین خوشہ نہ دیکھا زخم کے انگور کا

رنج اُٹھا دے گو رقیب مبتذل محرم ہے
نعمتون مین خوان کے حصہ نہین مزدور کا

کون سے دن سیکڑون عاشق ترے مرتے نہین
مشک سے سوداگران ہے آجکل کافور کا

بادہ کا دھوکہ دیا اُس مین پسینے نے مجھے
ناف ساقی پر ہوا شک ساغر بلور کا

حق تلف حقدار کا ہووے نہ دورِ نیک مین
چاندنی مین رزق ہوتا ہے عسل زنبور کا

فی سبیل اللہ مے ساقی نے کی ہے خیر خم
دست سائل مین پیالہ چاہیے بلور کا

آمدِ خط پر تو بوسہ کا نکر انکار یار
شام کو ملتا ہے روزینہ ہر اک مزدور کا

میرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے
خاک کا پتلا ہے یوسف یار بکّا نور کا

یار کے دل مین کب اس سے راہ پیدا ہو سکے
آہ مین میری ہے عالم گردنِ مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو
نام اک عالم مین چینی نے کیا فغفور کا

بوسۂ عناب لب کیجیے نہ عاشق سے عزیز
توڑنا اچھا نہین ہے خاطر رنجور کا

غلغلہ حرف انا الحق کا ہے قلقل کی صدا
بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہے منصور کا

اُڑ کے آتش سے کہان مضمون عالی جا سکے
شاہ تیر انداز کب چوکا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہے اُس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہے اجل
غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اس رخ رنگین کے انظار سے لگی
بھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

جوش وحشت ہے پئے قطع تعلق مقراض
سنگ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہے قدر
عدم آب سے ارزان ہی بہا گوہر کا

عاشقون سے طلب بوسہ کہان جاتی ہے
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

آفت جان ہر فرومایہ کو طاقت ہوتا
چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا

نالہ عاشق دل سوختہ ہے آفت جان
بھڑکے خوب آگ جہان ڈھیر ہے خاکستر کا

دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ
زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا

عہد طفلی ہی سے ہے مشق تواضع لازم
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوب تر کا

خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا
موج چشمہ خورشید سے بھی عنبر کا

کیا اثر ہو مری آہون سے بتون کے دل مین
صدمہ کھینچے نہ رگ سنگ کبھی نشتر کا

آخر کار کیا ہے اسے مستی نے خراب
ہو سکا ضبط نہ آدم سے مے کوثر کا

جا بیٹھے آتش اگر اہل جہان تجھ سے پھرے
مرد چھپایا نہ کرین بھاگے ہوئے لشکر کا

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا
جو پہنی پھولون کی بدھی تو درد شانہ ہوا

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا،
اڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا

شب اٹھ سکے اٹھی گیسو کا جو فسانہ ہوا،
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا

نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی،
ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

تونگرون کو مبارک ہو شمع کافوری
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

گناہگار ہین محراب تیغ کے ساجد
جھکا یا سر تو ادا فرض پنجگانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
ادھر تو آنکھ بھری دم ادھر روانہ ہوا

دکھاوے زاہد مغرور کو بھی اسے صنم آنکھ
جمال حور کا حاسے سوا فسانہ نہ ہوا

بہار سبز شیشہ دل کو نسبت سے
خدا کا گھر تھا جہان وان خرابہ نہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے مرے غبار کا ساتھ
یہ گردِ راہ کہاں خاکِ آستانہ ہوا

خدا کے واسطے تو یار چین ابرو در
بڑا ہی عیب لگا جس کمان میں خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوبِ خشکِ صحرا ہوں
لگا کے آگ مجھے کارواں روانہ ہوا

نگاہِ نازِ بتاں سے نہ چشمِ زخم بھی رکھ
کسی کا یار رہیں فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپشِ دل نے آخر اُس کو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے پتا اگر کوئی کھڑکا
سمند بادِ بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے میری کھلوائی
میں قفل بن کے کلیدِ درِ خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغلِ برق اندازی
چراغِ زندگیِ خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہِ ذقن میں مرا دلِ وحشی
کنوئیں میں جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخِ نیلی کو
یہ بیکسوں کے مزاروں کا شامیانہ ہوا

نہیں ہے شکلِ صدف مجھ سا دوسرا کمبخت
نصیبِ غیر مرے مُنہ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھوں سے چوٹی کو کھولتا ہے یار
کہاں سے پنجۂ مرجاں حریفِ شانہ ہوا

دکھائی چشمِ غزالاں نے حلقۂ زنجیر
ہمیں تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

دردِ دل سے اسقدر کاہیدہ میں غمگین ہوا
جسمِ زار آخر کو تارِ بستر و بالیں ہوا

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
آہ کا سایہ بھی ہم پر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خونی کی بو ہمیں آتی ہے تجھ سے اے نسیم
ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

دم بھی اس مہمان سرائے دہر میں لینے نہ پائے
آتے ہی یاں توسنِ عمرِ رواں پر زیں ہوا

مر گیا سُنتے ہی اسکے نالۂ مرغِ سحر
وصل کی شب میرے حق میں سورۂ یٰسین ہوا

بل بے بے تاثیر کر دیتا لبِ تیشہ کو بند
خون ہی ہونا ترا اے کوہکن شیریں ہوا

عاشقوں کے مرغِ دل کے خونِ ناحق کے لئے
پنجۂ مژگانِ جاناں پنجۂ شاہیں ہوا

روزِ اوّل سے دلِ بیتاب میرے ساتھ ہے
صورتِ سیماب میں پیدا ہی بے تسکین ہوا

خردِ نیک انسان عاقل ہو بزرگ بد نہ ہو
شور دریا سے ہے بہتر چشمۂ حبِّ شیریں ہوا

ناز کیا کیا کچھ کیے اس پادشاہِ حسن نے
عاشقوں کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا

عطرساز آئے جو اس گل پیرہن کو دیکھنے
عنبرِ سارا وہ گیسو خال مشکِ چیں ہوا

تول دیکھا میں نے میزانِ خرد میں بارہا
کوہ سے اے نازنیں بھاری ترا تمکین ہوا

آسماں تک اُڑ کے پہنچے تھے ہمارے چند اشک
کہکشاں اک نصف اک نصف ان میں سے پرویں ہوا

ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد میں نہیں کل بہرِ فرش
خوش نہ ہو گو آج بندہ صاحبِ قالیں ہوا

منہ دکھا اتوا سے اللہ رے تسکینِ جان
دل کی بیتابی سے عاجز آتشِ مسکیں ہوا

خوش ہوتے ہیں ناداں پہن کر کمخواب کا جوڑا
کفن ہے عاقبت اس عالمِ اسباب کا جوڑا

شعاعِ حسن سے پوشاک کا عالم دگرگوں ہے
تمامی کا نہیں اس فتنۂ احباب کا جوڑا

نہیں کچھ قدر اسکی صاحبِ اکسیر کے آگے
ہوس سے بنے ہر چند آب و تاب کا جوڑا

شبِ فرقت ہوا عنقا الٰہی روزِ محشر تک
جدا ہووے نہ جفتک کی طرح سرخاب کا جوڑا

پھٹے کپڑے گزیجے اس سے ہم بہتر سمجھتے ہیں
اگر اترا ہوا ہوئے تنِ نواب کا جوڑا

فسونگر کوئی ان مطرب بچوں سے کیا فزوں ہو
سرِ مجلس اتروا تے ہیں شیخ و شاب کا جوڑا

حنا کا رنگ بھی ہو بار جس نازک طبیعت پر
بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤں میں جراب کا جوڑا

شبِ فرقت میں کافر ہوں جو میری آنکھ جھپکی ہو
عبث بہتان غش نے آکے مجھ پر خواب کا جوڑا

لگاؤں ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے اے آتش
ستاروں کا وہ پائے مہرِ عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو اے گلِ رعنا دکھلا
پتلیوں کا کسی ناداں کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردشِ چشم بھی اے نرگسِ شہلا دکھلا

آسماں اور زمیں کا ہے تفاوت ہر چند
اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

اے جنوں تجھ سے مری آنکھ جھپکنے کی نہیں
قید خانہ تو دکھایا مجھے صحرا دکھلا

قلزم عشق مین کبتک رہون اے حسن تباہ
لب دریا جو نہین تو نہ در یا دکھلا

چوٹی اُس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ چلنے لگی
صبح محشر بھی بھراب اے شب یلدا دکھلا

باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجھکو قد یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہون آفت طلب اے گردش چرخ
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

کالے کوسون نظر آتی ہے ولا منزل گور
آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا

عاشقون سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی
رُوئے خورشید قیامت کو کف پا دکھلا

دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے
کہتی ہے فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا

چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازان
لب بام آن کے تو بھی کف پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

آنکھون سے اُس پری کے دل ناتوان گرا
شیشہ ہمارے طاق سے اے آسمان گرا

چشم پرآب نے تن خاکی کو ڈھا دیا
سیلاب کی رسائی ہوئی جب مکان گرا

منڈلا رہی ہین کیون یہ ہما چیل کی طرح
شاید دہان سگ سے مرا استخوان گرا

جلتا ہے کیا اکڑ کے ابھی سے دم خرام
سر کس کا تیرے پاؤن پر اے نوجوان گرا

گلچین کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی
الزام رکھیے تو نہ مرا آشیان گرا

نکلی نہ جان زار فراق بتان مین بھی
کہسار سے لپٹ کے نہ مین ناتوان گرا

بجلی وہ بحر خرمن مرغ چمن بنا
ہو خشک ہو کے شاخ سے برگ خزان گرا

حسرت مین خواب وصل کی نہ بیخودی رہی
پہرون ہی مجھکو ہوش نہ آیا جہان گرا

دیکھا تھا کیون ان آنکھون نے آتش ذقن کا چاہ
لے کر مجھے کنوئین مین دل خستہ جان گرا

منتظر تھا وہ تو حسرت وجو مین یہ آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا

ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونیکی ہمین
حاصل اس آئینہ خانہ مین فقط نظارہ تھا

جب شب مہ مین چکور اُڑتا ہے مرجاتے ہین ہم
پتلیون کا اپنی بھی تارہ کوئی رخسارہ تھا

کھول کر دل جب مین روتا تھا فراقِ یار مین
چشمِ تر منبع تھی ہر موے مژہ فوارہ تھا

سیلِ گریہ نے یہ کس کے دی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک واژگون نقارہ تھا

ایک شب تو وصلِ جانان کی تواضع ای فلک
چار دن مہمان تیرے گھر مین مین بیچارہ تھا

روز و شب کے حال کا لکھتا تھا پرچہ سوز و شب
کاتبِ اعمال پیری تیری داڑھی کا ہرکارہ تھا

پیٹتا سر اپنے ماتم مین عزیز و یار کا
قلعۂ کنجِ لحد کی فتح کا نقارہ تھا

عہدِ طفلی سے جنونِ عشق کامل ہے شفیق
شاخِ نخل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا

جانِ شیرین مزد جوے شیر مین تیشہ کو دی
حوصلہ سے اپنے باہر کوہکن بیچارہ تھا

حالتِ دل کو بیان کرتا کسی سے مین تو کیا
عشق مین اک مصحفِ رخسار کے سیپارہ تھا

یہ ہوا ظاہر انا لیلی مجنون سے ہمین
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

حال اپنا اے صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

کوچۂ قاتل مین جب شوق شہادت لے گیا
سر نہ تھا گردن پر اپنے بار صد سیپارہ تھا

لوٹتا تھا اُس مین بدخوئی سے مین مانند شک
شوخی طفلان سے جنبان مرا گہوارہ تھا

شانِ عشق اولیٰ ہے مجنون دودمانِ عشق سے
ناخلف ناقابل و نالایق و ناکارہ تھا

اہلِ عالم سے ہمیشہ آتش ایذا مین ہوئین
مردمِ دنیا نمک تھے مین دلِ صد پارہ تھا

گل سے خوشرنگ ہر اک داغ بدن مجھکو دیا
آتشِ عشق نے بنجارِ چمن مجھکو دیا

عاشقِ مردہ ہے شاید کہ چراغِ مردہ
نہ تو رویا کوئی مجھکو نہ کفن مجھکو دیا

زخمِ کاری نے کیا بند زبان کو میری
زخم نے پنبۂ پئے زخمِ دہن مجھکو دیا

گردشِ چرخ نے غربت مین بھی پہنچایا رزق
جائے نان داغِ عزیزانِ وطن مجھکو دیا

بوسۂ لب جو ترے وصل کی شب ای محبوب
حاصلِ ملکِ بدخشان و یمن مجھکو دیا

زلف و ان افعی ہے یان داغ جگر مہرہ ہے
حسن نے سانپ اُسے عشق نے من مجھکو دیا

جا کے اس غمکدہ سے یاد کرون گا مین بھی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجھکو دیا

میوہ خوردن مین ترے مین بھی ہون ای نخلِ مراد
تو نے عناب لب و سیب ذقن مجھکو دیا

دے گے اک بوسہ خال لب شیرین ای دوست
تونے سونا قدر آہوئے ختن مجھکو دیا

دم نکل جائے گا اُس زلف کے سودے مین مرا
سونگھنے کو جو کبھی مشک ختن مجھکو دیا

حسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
ڈوب مرنے کے لئے چاہِ ذقن مجھکو دیا

لعب بازی کی بھی حسرت نہ رہی ای آتش
میرے اللہ نے بازیچۂ تن مجھکو دیا

آئینہ رُخ کا دکھا مردم کو آنکھ اوپر اُٹھا
سکہ بٹھلا یار اپنا نقش اسکندر اُٹھا

سکبہ دل جلتا تھا زیر خاک میری قبر سے
شب کو شعلہ بیشتر دن کو دھوان اکثر اُٹھا

سامنے ہوتی نہین اُس شمع رو کے اپنی آنکھ
اے صبا محفل سے پروانہ کی خاکستر اُٹھا

یار نے منھ دیکھکر آئینہ توڑا وقتِ صبح
بدمزاج انسان ہوتا ہے جہان سوکر اُٹھا

مثل عنقا نام تو مشہور عالم مین رہا
گو کہ اس میلے سے مجھ آزاد کا بستر اُٹھا

اے دل دیوانہ صابر کو خدا رکھتا ہے دوست
اُف نکر داغ حسینان بدی پیکر اُٹھا

اپنی آنکھون مین وہی گو ناز نین ہے ای صنم
لعل اُٹھا اب رنود پیدا کر کے یا گوہر اُٹھا

جبر کر بے اختیار دن پر نہ اے برق سقر
سبزہ کی گور غریبان سے نہ تو چادر اُٹھا

ہوگیا دنیا ہی مین گردون کشی کا انتقام
پائے قاتل پر سے جھک کر پھر نہ اپنا سر اُٹھا

تشنۂ دیدار مجھسا دوسرا کوئی نہین
سب سے پہلے مجھکو اے ہنگامۂ محشر اُٹھا

دل مین قاتل کے مرے شوق شہادت کا ہے نقش
سرنگون پایا مجھے جب کھینچکر خنجر اُٹھا

چارپائی لے کے آئے یار ہنگامہ ہوا
کیا کہون مین بیٹھکر اُس کوچہ سے کیونکر اُٹھا

صد سر رنج خمار آتش کہانتک کیجیے
شیشہ و ساغر برائے ساقی کوثر اُٹھا

مین نے عریان تجھے اے رشک قمر دیکھ لیا
دیدہ و دل کو جو تھا مد نظر دیکھ لیا

نزع مین یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو
دشمن درد دست کو ہنگام سفر دیکھ لیا

لے گئی وحشتِ دل گور غریبان کی طرف
ہمنے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا

خون کیا غیر کے دل کو مری جانبازی نے
یار نے چیر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا

دہن یار سے اک شعر کسی دن نہ سنا
بھر گیا دامن نظارہ گل نرگس سے

ہمنے اس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا
آنکھ اُٹھا کر جو کبھی تو نے ادھر دیکھ لیا

رو برو رہنے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا
حوصلہ باقی نہیں ہے آسمان فریاد کا

شوق دید رخ نے کھلوایا ان آنکھوں کا فریب
اُلفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا

عرصہ محشر مین جاتے ہی جہنم مین پڑا
اور الٹے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا

دیکھکر مجھکو اکڑتے ہین بہت بالا بلند
کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا

قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو ناز
حکم سلطان سے ہر خون ریزی عمل جلاد کا

مل نہین جلتے ہین کج طبعون سے ہرگز راست باز
چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا

زال دنیا تنگ کرتی ہر نہایت ہی مجھے
ہے مگر اس بیسوا کا کیا بدن فولاد کا

دوستی ہنستی نظر آتی نہین محبوب سے
نازیان اٹھتا نہین وان نخل ہے بیداد کا

اسقدر ایذا ہمین دی ہے بتون کے عشق نے
حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا

قامت موزون سے قصد آگے نکل چلنے کا ہی
تاڑ سے تا مین گے قد اک روز ہم شمشاد کا

دام مین لاکر کیا جب بن چھری اُسنے حلال
باغبان بھی ہو گیا عاشق مرے صیاد کا

ضبط جوش گریہ سے کرتا ہون اشک آنکھو مین جذب
گرد ہون دشمن ہون لیکن سیل کی بنیاد کا

یاد دور افتادگان ہر آتش اس بت سے بعید
دھیان کب مولا کو آیا بندۂ آزاد کا

آشیانہ ہو گیا اپنا قفس فولاد کا
آب و دانہ نے دکھایا گھر ہمین صیاد کا

حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا
روئے گل بھولے جو منھ دیکھے مرے صیاد کا

گردش چشم بتان سے ملگیا مین خاک مین
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

وصف چشم حور کرتا ہے خدا قرآن مین
گلشن فردوس مین بھی دخل ہے صیاد کا

رہ گیا تسمہ جو گردن مین لگا تو رہ گیا
کھینچکر دامن مین کیا دل توڑتا جلاد کا

بارِ عشق اُسنے اُٹھایا اور سیلی کی نہ آنکھ
حوصلہ تو دیکھو مشتِ خاکِ بے بنیاد کا

شوخ مہندی سے گنہگارون کے خونکا رنگ ہو
ہاتھ ملوانا ہمین منظور ہے جلاد کا

بے نوایانِ محبت پر گمان بد نہ کر
چار ابرو سے بھی یان دل صاف ہو آزاد کا

گرد رہ سے گو سمجھتے ہین مجھے آدم ذلیل
آنکھون مین گھر ہے مری خاکستر برباد کا

قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا

خاک مین ملوا دیا سیکرڑے سبزہ بن نے مجھے
شکر ہے کشتہ ہی ہونا خوب تھا فولاد کا

پھوڑنا سر کو ہوا حجت کمالِ عشق پر
تیشۂ فولاد سے جوہر کھلا فرہاد کا

اے پری رو کون ہے تیرا جو دیوانہ نہین
شہر پر عالم ہے صحرائے جنون آباد کا

قبر پر شیرین لے جاوے اگر انصاف ہو
سُنڈ چڑھا شاگرد ہو وے کوہکن اُستاد کا

اب بھی او بت آ جو آنا ہے خدا کیواسطے
غم کلیجہ کھا رہا ہے آتشِ ناشاد کا

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گم نام و نامی کا
یہ لکھوا تا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا

لہو کا اپنے مثلِ کوہکن مین اب پیاسا ہون
مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا

بلا سے مجھکو ایذا ہو پرائے جوشِ جنون پہونچے
زبان خارِ صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا

گیا گو جان سے مین ہائے سوزِ غم پہ شکر کرتا ہون
کباب دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا

گلوئے نالہ کو کرتا ہون وقفِ تیغ خاموشی
مبادا بارِ خاطر ہو کسی طبع گرامی کا

تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسی کی حامی کا

حلاوت کچھ تو ہے جو دیکھے اپنی جانِ شیرین کو
مزا چکھتے ہین ہر دم جانکنی کی تلخ کامی کا

شکار اپنے بیمار پڑے حسن کا شاید کہ کھیلے گا
پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن دو دامی کا

بسر ہو جانے گی کملی کے سایہ مین فقیر دنگی
مبارک اہل دولت کو ہو نگیرہ تمامی کا

ابھی سیفِ زبان سے لون مین کار ذوالفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہو جائے گا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائے گا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا
بھیک کا کاسہ اُسے دست دعا ہو جائیگا

تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا
زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائے گا

حالت اُسکی اور میرے استخوان کی ایک ہے
شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائے گا

پیس ڈالا دل کو خالِ عنبرین یار نے
کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائے گا

کیمیا ہے مہربانی صاحبِ اکسیر کی
اِس کیا پارس سے جب آہن طلا ہو جائے گا

بحرِ غم سے پار اُتارے گی ہمین کشتی مے
بادبان ابر اور ساقی ناخدا ہو جائے گا

خون مسلمانون کے کرتے ہو بہت ملکر اُسے
دل سے کافر کے سیہ رنگِ حنا ہو جائے گا

میکشی سے یار کے کیونکر نہ ہو دل کو سرور
نشہ مین اُس کے ہمارا مدعا ہو جائے گا

عیبِ عریانی چھپاکر کیا قیامت کیجئے
اطلس ہفت آسمان صرفِ قبا ہو جائے گا

ضد دلاتا ہے عبث آنکھین چھپاکر مجھکو یار
سوزِ دل سے جسمِ خاکی توتیا ہو جائے گا

اسقدر نازان نہ ہو لے شیخ اپنے زہد پر
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائے گا

یار نے وعدہ فراموشی جو ہے کی تو کی
موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہو جائیگا

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس ہنین صورت انسان پیدا

سحرِ وصل کریگی شب ہجران پیدا
صلبِ کافر ہی سے ہوتا ہے مسلمان پیدا

دل کے آئینہ مین کر جوہر پنہان پیدا
در و دیوار سے ہو صورتِ جانان پیدا

خارِ دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہے
چاک کرنے کو کیا گُل نے گریبان پیدا

نسبت اُس دستِ نگارین سے ہنین کچھ اسکو
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا

نشۂ مے مین کھلی دشمنی دوست مجھے
آبِ انگور نے کی آتشِ پنہان پیدا

باغ سنسان نکر ان کو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوئے ہین مرغ خوش الحان پیدا

اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

روکے آنکھون سے نکالون ہین بخارِ دل کو
کر بچے ابرِ مژہ بھی کہین باران پیدا

نوحہ زن کنجِ شہیدان مین ہو بلبل کی طرح
آبِ آہن نے کیا ہے یہ گلستان پیدا

نقش ان کا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
میرے منہ مین ہوئے تھے کس لئے دندان پیدا

خوف نافہمی مردم سے مجھے آتا ہے
گاؤ خر ہونے لگے صورتِ انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا

بیجا بون کا گمر شہر ہے اقلیمِ عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا

اک گل ایسا نہین ہووے نہ خزان جسکی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شبِ ہجران پیدا

اس کے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا
بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا

کوئے جانان مین بھی اب اسکا پتہ ملتا نہین
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

جانبِ کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

نے کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

واہ رے اندھیر بے روشنی شہر مصر
دیدہ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

نشہ ہی مین یا الٰہی مسکتون کو موت دے
کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا

اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا
دردِ دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا

حسن کھو کر آشنا مجھسے ہوا وہ نونہال
ہو چکے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا

رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین
کب تپِ شیر اتری کسدن دردسر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار
دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

زیبِ حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا
خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

قبائے گل کو پھاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا
بن آئی کچھ نہ غنچہ سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا

نہین ہے جر سنہنا اسقدر زخم شہیدان کا
تری تلوار کا منھ کچھ نہ کچھ اے تیغ زن بگڑا

تکلف کیا جو کھوئی جان شیرین پھوڑ کر سر کو
جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا

کسی چشم سیہ کا جب ہوا ثابت مین دیوانہ
تو مجھسے مست ہاتھی کی طرح جنگلی ہرن بگڑا

اثر اکسیر کا مین قدم سے تیرے پاتا ہے
جذامی خاک رہ مل کر بنا تے ہی بدن بگڑا

تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکرین کھائین
چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا چلن بگڑا

زوال حسن کھلواتا ہے سوے کی قسم تجھسے
لگا یا داغ خط نے آنکر سیب ذقن بگڑا

رخ سادہ نہین اُس شوخ کا نقش عداوت ہے
نظر آتے ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا

جو بد خو طفل اشک اے چشم تر ہین دیکھنا اکدن
گھروندے کی طرح سے گنبد چرخ کہن بگڑا

صف مژگان کی جنبش کا کیا اقبال نے کشتہ
شہیدون کے ہوئے سالار جب ہمسے تمن بگڑا

کسیکی جب کوئی تقلید کرتا ہے مین رُدتا ہون
ہنسا گل کی طرح غنچہ جہان اُس کا دہن بگڑا

کمال دوستی اندیشۂ دشمن نہین رکھتا
کسی بھونرے سے کسدن کوئی ماریاتن بگڑا

رہی نفرت ہمیشہ داغ عریانی کو پہلے سے
ہوا جب قطع جامہ پر ہمارے پیرہن بگڑا

رگڑ دامین پہ مجھسے ایڑیان غربت مین وحشت نے
ہوا مسدود رستہ جادۂ راہ وطن بگڑا

کہا بلبل نے جب توڑا گل سوسن کو گلچین نے
الٰہی خیر کیجو نیل رخسار چمن بگڑا

ارادہ میرے کھانیکا نہ اے زاغ و زغن کیجو
وہ کشتہ ہون جسے سونگھے سے کتون کا بدن بگڑا

امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک
نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

جہان خالی نہین رہتا کبھی ایذا دہندون سے
ہوا ناسور نو پیدا اگر زخم کہن بگڑا

تونگر تھا نہی تھی جبتک اُس محبوب عالم سے
مین مفلس ہوگیا جس روز سے وہ سیم تن بگڑا

لگے منھ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان جسدن
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منھ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

کسکو ہے گلگون سے بے یار کے مطلب تھا
خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہیے کٹی کیونکر اے بت شب تنہائی
اللہ غنی گاہے گہ نعرۂ یارب تھا

غماز سے خلطہ ہے اس بت کو تو کیا غم ہے
درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا جہان مین ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اس نے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا

ایذا جو ہو اُس خال و گیسو سے تعجب ہو
وہ افعی بے دندان بے نیش بہ عقرب تھا

خون شہدا سے تھی اُس پر جو شفق پھولی
ہمدوشِ کبود چرخ اُس ترک کا مرکب تھا

اُس قدِ کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
اک مصرعِ موزون مین سو بیت کا مطلب تھا

موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
اولیٰ تھا یہی میرے حق مین یہی انسب تھا

پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو
تھا داغ سفید اپنی آنکھون مین جو کوکب تھا

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا
مین اور رقیب آتش یکجان و دو قالب تھا

نچھوٹے گا جھگڑا اگر اس کو اے قاتل نہ بن لڑکا
وفا دارون کے خون کا داغ کیا دھبا ہی کپڑے کا

شراب لالہ گون سے ساقیا جامِ صبوحی بھر
شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا تڑکا

زوال حسن ہر عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
بہارِ باغ ہوتی ہر خزان موسم ہے پت جھڑ کا

عجب محبوب باشوکت ہے اے باد بہاری تو
صدائے خندۂ گل ہے سواری کا تری کڑکا

جو چاہے سینۂ روشن تو سوزِ عشق پیدا کر
شعاع مہر ہر اک تار ہے مشعل کے گودڑ کا

زلیخا کو دکھائے آسمان تصویر یوسف کی
یہ دل دیوانہ ہے حسن کا پری پیکر ہے وہ لڑکا

بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہے
قلم ہے شاعرون کا یا کوئی نے رہرو ہے بیہڑ کا

مسک سمجھو نہ آہ عاشق شیدا کو بیدردو
اگر کی بو دھوان دیتا ہے اس قلیانکے گگڑ کا

روا رکھ کلفت ایام مین بھی قدر سنکون کی
پھٹے کپڑون مین بھی انکو سمجھ لے لعل گودڑ کا

خزان کے جور سے ایمن بہار فکرِ رنگین ہے
چمن کا اپنے صرصر سے کبھی تنکا نہین کھڑکا

گل و بلبل کی حالت پر بجا ہے گریۂ شبنم
اسے گلچین کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا

دکھا سکیو نہ زور اپنا اکھیڑین خاک کے پتلے
رگِ جان زمین ریشہ ہے ہر اک پیڑ کی جڑ کا

چھپے ہین حلقہ گیسو جو اُس رخسار روشن پر
بغل مین ظلمت شب نے لیا ہے نور کا تڑکا

بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا
ہوا تو مین جوان بڈھو مین بڈھا لڑکون مین لڑکا

نگاہِ خشمگین آگے کہان تھی دل جلانے کو
سمجھ کر عاشقِ شیدا مجھے وہ شعلہ رو بھڑکا

دلِ وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
قفس کی تیلیان ٹوٹین گی یہ طائر اگر پھڑکا

ترے فیل فلک رفعت سے تھا وہ لبکہ دلبستہ
کمیت خامۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا

لئے رہتا ہے زر مٹھی میں میرے مول لینے کو
وہ بلبل ہوں کہ طفل غنچہ کا مجبیر ہے دم بھڑکا

ہماری قبر سے شاید کہ بوئے شیر آتی ہے
دگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہیں بھڑکا

سمجھ لیتے ہیں مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہو جب سے دست یار میں ساغر شراب کا
کوزے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا

دریائے خون کیا ہے تری تیغ نے رواں
حاصل ہوا ہے رتبہ سروں کو حباب کا

جو سطر ہے وہ گیسوئے حور بہشت ہے
خال پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا

نو آسمان ہیں صفحۂ اول گے تو لغت
کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا

اے موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو
دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا

بھجوائیے نہ چاندنی میں بام پر پلنگ
منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا

اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہے
زنجیر میں ہمارے ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہے زمانے میں روشنی
شب ماہتاب کی ہے تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے میں مجھے نشہ لیگیا
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے
دم بند ہو وے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہے دل داغدار کو
طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

معمور جو ہوا عرق رخ سے وہ ذقن
مضمون ملگیا مجھے چاہ گلاب کا

پاتا ہوں ناف کا کمر یار میں مقام
چشمہ مگر عدم میں ہے گوہر کی آب کا

آتش شب فراق میں پوچھوں گا ماہ سے
یہ داغ ہے دیا ہوا کس آفتاب کا

کہتے ہیں عطر جس کو یہ مردم گلاب کا
اے ترک درد ہے تری جھوٹی شراب کا

خط دیجیو مجھے یار کے ہاتھوں مین نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا ہی تو نے سامنے رکھکر جو اُسکی منھ
آئینہ برج بنگیا ہے آفتاب کا

کیا کیا تڑا رے توسن جلاد نے گئے
بوسہ لیا جو مین نے ترے پکڑ رکاب کا

مشق خرام مین عرق افشان ہے روئے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا

ساقی کی دور کھینچنے سے رکتا ہی دم مرا
انگور سے خوش آتا ہی کھینچنا شراب کا

حرص دہواکو سینہ مین غافل جگہ ندے
مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا

خانہ خرابی پر کمر موج بندھ چکی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا

زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہین سجدہ اُسکی طرف کیا سمجھکے لوگ
کعبہ ہے نام ایک کنشتِ خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہون گا مین
یوسفؑ کے مُنہ سے لطف ہی تعبیر خواب کا

دریا مین ڈال دو مرے رویکو دوستو
آباد ہوا اسیر سے زندان حباب کا

غنچے کا عقد اس کو سمجھیو نہ ای صبا
ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا

اُڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح سے تار
کھینچے گا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی آرزو یہی اے شہسوار ہے
اُسکا غبار سُرمہ ہو چشم رکاب کا

ہاتھوں مین یار کے نہین ساغر شراب کا
دست مسیح مین ہی قدح آفتاب کا

آنکھوں مین تیرے چاہنے والوں کے داغ ہی
شبنم پسند ہوویگا حُسن آفتاب کا

دو نعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

اندیشہ گفتگوئے نکیرین کا نہین
رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا

چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا

بے معنی شعر مین نے کسی کا اگر سُنا
اُسیر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا

اُس ترک تک سے ہو بچنے کی تدبیر ہی یہی
تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا

پروانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر
شمعون کو عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترک نوجوان نے کیا ہے یہ شوق تیر
تڑپتا ہے بازوں سے پر اک عقاب کا

حد سے نکل چلا ہے بہت سرمہ پوچھیئے
لگتا ہے داغ موئے مژہ کو خضاب کا

خورشید حشر کا جو کیا ہو کسی نے ذکر
دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا

دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا

دریا میں غسل کے لئے اُترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیوں نے بجایا حباب کا

جو چاہیں لکھ لیں کاتب اعمال چار دن
دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا

بجز دہ ہونگے مدعی شور و شر پسند
افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا

آتش کی التجا ہے یہی تمسے یا علیؑ
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

چمن میں شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا
یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

اُن انکھڑیوں میں اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھک کے کروں گا جو پھر حجاب آیا

میں موج ہوں لب ساحل ہیں آسمان و زمین
کبھی جو جوش میں دریائے اضطراب آیا

اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو
جگایا نالوں سے صیاد کو جو خواب آیا

بسر ہوئی مری اوقات آئینہ کی طرح
ملا نہ دانہ جو مجھکو میسّر آب آیا

صدائے رعد سے ظاہر ہے برق اندازی
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا

خیال صبح میں سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی
دکھانے آئینہ جبتک نہ آفتاب آیا

شب فراق میں کار محال مجھسے ہوا
اُڑی یہ نیند مری قدسیونکو خواب آیا

کسی کی محرم آب رواں کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

ہمیشہ بلبل و قمری سے بحث نالہ رہی
کسی کمان سے چھوٹا تیر میں جواب آیا

شب فراق میں مجھکو سلانے آیا تھا
جگایا میں نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

بلا ذہین و ذکی ہے وہ طفل ابجد خوان
گیا جو سامنے ملا سے حساب آیا

جو علم چاہے تو ہو اہل علم کا پیرو
کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا

وہ کوہ اُس ہت سبدیں کا کوہ تمکین ہے
ہزار ہمنے پکارا نہ کچھ جواب آیا

گمان ساقی پہ صیاد کا ہوا مجھکو
حضور یار جو بولے کہ لطف شراب آیا

چکور حسن مہ چاردہ کو بھول گیا
مراد پر جو ترا عالم شباب آیا

اصول دین جو سنے گوش نے زبان نے کہا
مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا

ہماری قبر سے آویگی یہ صدا تا حشر
یہ مردہ آیا کہ مجھپر کوئی عذاب آیا

گلال مل کے ڈرا مین رخ سنور پر
یقین ہوا یہ مجھے یار کو عتاب آیا

مقام رشک ہے الفت مین طالع طاؤس
چمن مین قلۂ کہسار سے سحاب آیا

عدم سے ہستی مین جاکرہی کھونگا مین
ہزار دن حسرت زندہ کو گاڑ داب آیا

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

رنج و راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا
مشتعل براہ عدم داغ عزیزان ہوگا

گیسوؤن سا نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا
خال ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سے سیاہ
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا

عود کرنے کی نہین روح نکلکر تن سے
پھر نہ آباد یہ گھر ہوگا جو ویران ہوگا

نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر
دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا

بوئے مے رکھتی ہے اس میکدہ مین کیفیت
محتسب توڑ کے شیشے کو پشیمان ہوگا

تیری فریاد کا محتاج مین واماندہ نہین
اے جرس میرے لئے قافلہ نالان ہوگا

سایہ مین اس کے مری گور رکھیگی لیکن
ای پری رو تری دیوار کا احسان ہوگا

آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا

خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر
عارض گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا

دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون خنجر
ایکدن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا

بعد میرے نہ گرفتار ملے گا مجھسا
زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا

بے نیازی سے فریب اے بت عیار نہ دے
ہم نہ مانین کے خدا صورت انسان ہوگا

اس کے عاشق ہین نہ بس خرد و بزرگ اے آتش
رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

ہنگام نزع محو ہون تیرے خیال کا
مشتاق ہون فرشتۂ صاحب جمال کا

پیراہن اس جوان نے جو پہنا ہے چھال کا
ملتا نہین چمن مین مزاج اک نہال کا

آلودہ بیگناہون کے خون سے ہے تیغ چرخ
نافہمون کو گمان ہے شفق مین ہلال کا

شانہ بنین گے بعد فنا اپنے استخوان
عقدہ کھلے گا گیسوون کے بال بال کا

بینی سہیل مشتری و زہرہ گوش ہین
قطب شمال حسن ہے تل تیرے گال کا

کس کس بشر کو لائی ہے دنیا فریب مین
کیا کیا جوان مرید ہے اس پیر زال کا

لاتی ہے وان قضا و قدر مرغ روح کو
پانی جہان قفس کا ہے دانہ ہے جال کا

امرد پرست ہے تو گلستان کی سیر کر
ہر نونہال رشک ہے یان خرد سال کا

اکدم مین جا ملون گا عزیزان رفتہ سے
کیا عرصہ ہے زمانۂ ماضی سے حال کا

سُرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہے آشکار
وہ جسم نازنین ہے عبیر و گلال کا

اے دل قضا نہ آئے اُدھر ٹکٹکی نہ باندھ
گولی کا سامنا ہے یہ نظارہ خال کا

بوسہ دئے سے حسن مین ہوگی کمی نہ یار
ہوتا نہین زکواۃ سے نقصان مال کا

وہ چشم ہی نہین دل وحشی کی فکر مین نا
ہر ترک کو ہے شوق شکار غزال کا

زنجیر و طوق ہر برس آکر پہنا گئی
دیوانہ ہون مین باد بہاری کی چال کا

روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا

رونے کی بدلے حال پر اپنے ہنسا کئے
پروا ہوا نہ خاش ہمارے ملال کا

دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہوگیا
وہ روئے سادہ نقش ہے صاحب کمال کا

کرتی ہے یان زبان کمر یار مین کلام
معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اُٹھون گا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہون مین یار کے حسن و جمال کا

اُس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا
خنجر زبان بنگئی نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا
حدِ ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا
کھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا

سیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک
گیسوئے یار جادۂ راہ عدم ہوا

اقلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب
منحوس چغد سے بھی ہما کا قدم ہوا

یاد آیا طوف کعبہ مین سندوستان مجھے
کوے بتان کا سایہ لباس حرم ہوا

بیڑا اٹھا رہے قتل کا کیونکر اُٹھاؤ گے
کسکر کمر بندھی ہر تو دردِ شکم ہوا

وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائے گا
دیکھین گے روئے یار جو آنکھوں مین دم ہوا

ٹوٹے ہین لاکھ شیشۂ تیزاب ہر قدم
کانٹون پر آبلون سے ہمارے ستم ہوا

دنیا مین نیک سے ہے فزون بد کا امتیاز
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا

شغلِ تصرف آج کس اہلِ نظر کو ہے
ہر آئینہ سکندر و ہر جام جم ہوا

نقشِ دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل
کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

جرحِ دنی نے داغ کیا نذرِ دل مدام
دستِ تخجل سے مجھے حاصل درم ہوا

مضمون میرزا منشی تک قلم ہے بند
زرنگین فکر عراق عجم ہوا

وابستہ خاطری نے کیا داخلِ بہشت
صحرائے بے تعلقی باغ ارم ہوا

تاریخ تیسری کا مگر چاند یار ہے
جسکو نظر پڑا اُسے اندوہ و غم ہوا

ناگفتنی ہے حال بہار و خزان باغ
اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور نم ہوا

رکھی تھی اکدن اُسکی چھڑی تونے ہاتھ مین
ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا

نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ
چھوٹا کمان سے تیر تو ہمپر کرم ہوا

چرکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز
قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا

نورانی چہرہ پر ترے ابرو کے نقش سے
محراب بیت کعبہ کا طغرا رقم ہوا

رکھا تھا پاؤن اِکدن اُس بدمزاج نے
چین جبین جادہ نشان قلم ہوا

ماتم کدہ ہے اپنا الٰہی کہ بتکدہ
ہر سنگ سینہ کوب ترشکر صنم ہوا

آثار عشق آنکھون سے ہونے لگے عیان
بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا

راحت سے ایکدن نہ ہوا عشق مین بسر
غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا

دنیا کو آتش آگ کے اوپر نہین قرار
یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا
یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا

روئے زمین پہ ایسا مین بسمل تپان ہوا
اڑ کر مرا لہو شفق آسمان ہوا

اس بت وش کا عشق نہانی عیان ہوا
ابر سیاہ آہون کا میرے دھوان ہوا

پیری مین مجھکو عشق حسین جوان ہوا
بار دگر کبادے مین زور کمان ہوا

اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا
کس روز برج ماہ مین فرش کتان ہوا

معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا
افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا

دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے
گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا

دیکھا جو مین نے اس کو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا

ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا
کچھ ان دنون مین مشک کا سودا گران ہوا

خوش چشمون کے فراق مین کھائے یہ پیچ و تاب
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤن
جوش جنون مرے لئے تخت روان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور
کثرت سے مشتری کی یہ سوداگران ہوا

پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین
پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا

پھینکا گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا

تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی
استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع
سمجھے سبک اسے جو کسی پر گران ہوا

اس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی
کانٹے پڑے زبان مین جو سیل بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع
زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا

انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا
بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے استخوان
چمکی ہمارے پیسنے کو آسمان ہوا

قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی
آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند
آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

جوہر اپنے آئینہ رخسار کا دکھلائے گا
سبزۂ خط یار کا تنکے مجھے چنوائے گا

بوسے لیتا ہون لب شیرین کے مین جس شوق سے
فاقہ کش موسن نہ اس رغبت سے حلوا کھائیگا

لالہ رو کہکر لگاتے ہین گل اندامونکے داغ
روز محشر شاعرون کا پوست کھینچا جائے گا

کشتۂ مژگان خوش چشمان مردم کش نہ ہو
شیر کے پنجہ کے زخمی کی طرح چلائے گا

ہے سزاوار اہل دولت سے فقیرون کا غرور
ہاتھ کو جو کھینچ لے گا پاؤن کو پھیلائے گا

کون چھینے بت کو توڑے برہمن کے دلکو کون
اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائیگا

راہ مین وقفہ کرے گا جو نہ مثل آفتاب
پاشکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب جائیگا

یہ صدا آتی ہے شور بحر ہستی سے مجھے
گوہر مقصود اس دریا سے باہر جائے گا

طفل کے مانند اس پر رال ٹپکے گی مری
باغ عالم مین مجھے شفتالوِ لب بھائے گا

گوشت کھا کر استخوان میری نہ اے صیاد پھینک
دام مین رکھ دیکھ انھین زندہ ہما ہاتھ آئے گا

گرمی خورشید محشر کیا جلا دے گی ہمین
ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائے گا

پوست اس کا صرف کفش اے یار ہوگا بعد مرگ
آتش اپنے ہاتھ تیرے پاؤن تک پھیلائیگا

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائے گا
سبزہ پر اس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا

دسترس انگشت تک اس سیم تن کے پائیگا
نقش اپنا خانہ زر مین نگین بٹھلائے گا

چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹھکیلی کی چال
پاؤن مین موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا

حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین
چشم موسیٰ سے جو دیکھے گا اسے غش آئے گا

آسیا کی گردش اور اس کی سکونت ایک ہے
سیکڑون دل کوہ تمکین سے ترے پس جائیگا

ایک عالم سے رسا سنتا ہون مین مجنون آسے
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئے گا

سردی وے کا یہ ہنگامہ نہین رہنے کا گرم
آتش گل دامن باد صبا بھڑکائے گا

چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کس قدر
شش جہت کو تنگ کردے گا جو دل گھبرائیگا

ہوش ہے اس بادشاہ حسن کا تخت روان
وہ صنم کوتل کیوں جمجخ کو دوڑائے گا

بعد مردن بھی رہے گا زلف مشکین کا خیال
گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

خم لگانے منھ سے ساقی لب تو تر ہو دن مرے
مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی نے لائے گا

اپنی زلفون کے الجھنے سے خفا وہ شوخ ہے
جس نے سیدھی بات کی الٹا اسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک
اک نہ اکدن ابر آب آتشین برسائے گا

یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے
امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائے گا

آستان یار سے اٹھنے کا قصد آتش نکر
چھوڑکر اس درکو سر دیوار سے ٹکرائیگا

عیسی سے نالہ درد دل کی خبر نہ کرتا
ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا
دیوار پھاند جاتا مین درگذر نہ کرتا

زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا
اسم مبارک اس کا جو نامور نہ کرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا
قاتل ادھر کی دنیا کوئی ادھر نہ کرتا

حسن اس کو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا
خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا

اے آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو
منھ پھیر تا جدھر سے پھر منھ ادھر نہ کرتا

صندل کو مول لے کر کس کی بلا رگڑتی
مین درد سر کی خاطر یہ درد سر نہ کرتا

آنکھین دکھائین تونے دیوانے ہوگئے ہم
یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا

آئینہ مین پری سے چہرے کو دیکھئے تو
کیونکر بھلا محبت تمسے بشر نہ کرتا

شیرینی ان لبون کی رکھتا جو تو ہرگز
پانی سے تجھکو پتلا اے نیشکر نہ کرتا

بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران
دو روز ہفتہ اک گل ہنسکر بسر نہ کرتا

اے آسمان کفن کے دینے مین دیر کیا ہے
قسمت کے لکھے ہین تو شام و سحر نہ کرتا

ملجاتے خاک مین گو سوداز دے بلا سے
زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا

جادو کہن کا اس پر چلتا جسے چلے گا
گرد اپنے یہ حصارِ ہالہ قمر نہ کرتا

بلبل کا عشق حسن گل سے نہین خوش آتا
تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا

تریاق کا ہے جوہر اس جسم سخت جان مین
کالا بھی کاٹتا تو مجھ کو اثر نہ کرتا

اُن دانتون کی صفا کا عالم جو اس مین ہوتا
کس کس کو غرق دریا شوق گہر نہ کرتا

عالم دکھا کے اپنا دہ نحچہ خنائی
سیپارے جو اس خمسہ کو منتشر نہ کرتا

وہ تیر آہ اپنے سینہ مین ضعف سے ہے
جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا

بخت رسا جو زلف مشکین کی طرح رکھتی
سعدوم اپنی ہستی عشق کمر نہ کرتا

مرد فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو
مین ذکر ارہ زیر شاخ شجر نہ کرتا

لکھتا جو نامۂ شوق اس سیمبر کو آتش
تحریر اُس کو خامہ بے آب زر نہ کرتا

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا
بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا

حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق
زلفین وان منڈگئین یان حال پریشان نگیا

واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھنے
تیغ ابرُو نہ گئی خنجرِ مژگان نہ گیا

ہمرہی روح روان کی تنِ خاکی نے نہ کی
ساتھ یوسفؑ کے زمانے سے یہ زندان نگیا

صبح کی شام نظارہ مین رُخِ روشن کے
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نگیا

اُڑ کے پہونچا مرد جوش جنون سے وان تک
پاؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا

روز وشب زلف رخ یار کا افسانہ رہا
ذکرِ صبح وطن وشامِ غریبان نہ گیا

مرغ بسمل کی طرح رقص کرین گے طاؤس
چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا

کون سے دلمین نہین یادرہے عشق کا نقش
کس قلمرو مین شہ حُسن کا فرمان نہ گیا

صادق القول نہین دوسرا مجھسا میکش
شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نگیا

کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اس حُسن کا حیران نہ گیا

خاک پا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی چھڑکی
باغبان نرگسِ گلزار کا یرقان نہ گیا

مجھسا غم دوست نہ ہووے گا کوئی دنیا مین
کون سی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا

اے سفر رہون مقر آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا

پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین
تم سے شرمندہ مین اے خار مغیلان نگیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش
بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد و ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا

مردہ سے بدتر زبس احوال مجھ مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایکدن
نکہت گل پر گمان بوئے پیراہن رہا

آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک
چار دن جس گھر مین تو اے غیرت گلشن رہا

باغ عالم مین ہوا حُسن سیہ سے مجھکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا

صورت عاشق سے در پردہ اُسے بھی عشق ہے
غرفہ مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

شمع سان رو رو کے یاد گور مین شب بیزکی
جبتلک میرا چراغ زندگی روشن رہا

اسکو یرقان سیہ تو اُس کو ہے یرقان زرد
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا

چہرہ کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اُڑکر اسکی آنکھین بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لئے رہزن رہا

چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

دم مین دم جبتک رہا تیری جلو مین ای جنون
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا

سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا

دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

ظہور آدم خاکی سے یہ ہم کو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

ہمنشین تیرے کرم سے جام مثل برق ای ساقی
مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشہ مین اُتری کہیے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہے میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

حنا دیکھی تو بیٹھی چشم تیرے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیان مے کی تبان ہند کو ہووین
جہازون مین فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ گھبرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اس کا مکین آیا

نہایت تشنہ دیدار ہین خوب اُسکو جو سینگے
اگر اپنے لبون تک کوئی نعل آتشین آیا

یہ جنس دل مقرر اک نظر اس کو دکھا دینگے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہے راہ عشق مین ہمنے
پسینا پاؤن کا کس روز یان سر تک نہین آیا

بچھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے
سمجھ زیر زمین اُس کو جو بالائے زمین آیا

سگ کو سے شکار اُس کا یہان خوش نگہ کرتے
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوے چین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہنا اس کا
نعل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مری آنکھون سے اُس آئینہ کی صورت دیکھیگا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی ہیچ بین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوئے مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہے
گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان کچھبا نہین آیا
یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا

گیا شکرانہ آب بقا پی کر اُسے ہم نے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہے اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

جگہ دہن نے کی ہیلوے یار رشک طینت مین
الٰہی خیر کیجیو گرگ یوسفؑ کے قرین آیا

بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دل اپنا نذر لے کر سایہ دون کرسی نشین آیا

دکھائے جوہر اپنے آئینہ نے فکر نگین کے
مقر منکر ہوئے باطل گمانون کو یقین آیا

نہو گا حُسن کا مجھسا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا

صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُس کو
زبان پر میرے صدقے ہونے ماریاسمین آیا

ندیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہے
غنیمت جان جو بیٹھی نگاہِ واپسین آیا

گیا دجال کو پیوندِ خاک اقبال مہدی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

حُسن کس روز ہم سے صاف ہوا
گنہ عشق کب معاف ہوا

لے لیا شکر کر کے ساقی سے
درد اس مین ہوا کہ صاف ہوا

تیغِ قاتل پہ اپنا خون جسم کر
مخمل سُرخ کا غلاف ہوا

زہر پرہیز ہو گیا مجھکو
دردِ درمان سے المضاف ہوا

خاکساری کی ہو چکی معراج
سینہ اپنا زمین صاف ہوا

کمرِ یار نے دکھائی آنکھ
مردمِ دیدہ خال ناف ہوا

وعدہ جھوٹا لکر وہ مرد نہین
قول سے فعل حب خلاف ہوا

فاتحہ کو جو وہ پری آیا
سنگِ قبر اپنا کوہِ قاف ہوا

اُس کمر کے ثبوت مین عاجز
فکر کر کے مو شگاف ہوا

رند مشرب ہون مجھکو کیا ہوشے
مذہبون مین جو اختلاف ہوا

وہ دہن ہون نہ نکلا حرفِ غرور
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گرد اُس کوچہ کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قدِ راست کو اپنے نگون کیا
محرابِ قصرِ تن کا ہمارے ستون کیا

جامہ سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون
اب کی بہار مین اسے نذرِ جنون کیا

دیوانے تیرے یون تو ہزارون ہین اے پری
شیشہ مین جس نے تجھکو اُتار افسون کیا

مجھ صوفی کے جو نعرے سے حال اُس کو آگیا
مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغنون کیا

کس کس نگاہِ ناز سے دیکھا مری طرف
کیا کیا نہ چشمِ یار نے مجھپر فسون کیا

رگرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح دکھا
یوسفؑ سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا

آرائش اہل حسن کو جادو سے کم نہین
بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا

آئی بہار کیڑے لگا پھاڑ نے جنون
عاقل نے بسال حال کا اپنے شگون کیا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مرگیا
شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا

دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر
مثل حباب کاسۂ مے واژگون کیا

مضمون بندھا نہ ہم سے کبھی دلکے داغ کا
بیرون لبِ زبان سے نہ سوز درون کیا

جوہر وہ کونسا ہے جو انسان مین نہین
دے کر خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا

کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق بوسہ نے
کیف شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا

آنکھون سے جائے اشک ٹپکنے لگا لہو
آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

فرطِ شوق اُس بت کے کوچہ مین لگا لیجائے گا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لے جائے گا

کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھونکا اڑا لے جائیگا

روتے روتے جان جاوے گی فراق یار مین
اشک کا دریا مرا مُردہ بہا لے جائیگا

دل مرا مٹھی مین رکھتے ہو تمھارے ہاتھ سے
چھین کر اکدن اسے وزدِ حنا لے جائیگا

مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف نہین
دستِ اخوان سے چھُٹا تو بھیڑیا لے جائیگا

ایک گُل اس باغ کا بوئے وفا رکھتا نہین
سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لے جائے گا

وعدۂ صادق تو عزرائیل سے ہے دیکھیے
اس سرا سے مجھکو کبتک اس سرا لے جائیگا

باغبان گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہے بند
کون غنچہ کی کلہ گُل کی قبا لے جائے گا

استخوان اجرت مین دینگے ہم فقیرا ہی شاہ حسن
عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہما لے جائیگا

کشتی تن بحر ہستی مین رہی برسون تباہ
یار اسے اکدم مین اس کا ناخدا لیجائیگا

حسن دکھلا دیگا اے بت تجھمین شان اللہ کی
تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائے گا

بوسے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے
آتش مقتول اپنا خون بہا لے جائے گا

کیجیے برق تجلی کو اشارا اپنا
لا چکا حسن جہان سوز حرارا اپنا

یاد خاطر رہی جنبش تری مژگان کو صنم / گنگ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا

کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ / حق تو یہ ہے نہین تقدیر سے چارا اپنا

رنگ زرد و لب خشک و مژہ خون آلود / گنہ عشق ہین ہم ہے یہ کفارا اپنا

تیغ ابرو بھی چلے تیغ کیسا تھا اے قاتل / ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دوپارا اپنا

آئینہ صاف ہوا دور سکندر آیا / خود پسندون کو مبارک ہو نظارا اپنا

راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی / کشتی دہل سے نہووے گا گذارا اپنا

زیر دیوار ہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ / ہم زمین پر ہین فلک پر ہے ستارا اپنا

بحر ہستی مین ہے طوفان ہر علم چھٹنے سے / غوطے کھاتا ہے ساحل سے کنارا اپنا

صبح محشر بھی نہ ہون خواب لحد سے بیدار / منھ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش / اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا / صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا

وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا / آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح / منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا

کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو / ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے / کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ / پاؤن تھک کے ہون ہرچند کہ شل جاؤنگا

ضبط بیتابی دل کی نہین طاقت باقی / کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہے ٹل جاؤنگا

طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو / تیری حسرت ہی مین اے حسن عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے / حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا

شعلہ رویون کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آنکھو / موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا

چھلّے گل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجھکو / گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا / کیا سمجھتا تھا مین دو دن مین بدل جاؤنگا

وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش
مرکے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

شب خورشید رو نوروز کے دن میہمان ہوگا
خدا کے فضل سے برج شرف اپنا مکان ہوگا

کہین چھوٹ بھی سکے آلائش تن روح سے یارب
کہان تک اس خرابے مین یہ گنجینہ نہان ہوگا

دہن مین تیرے دقت ہووگی دقت پسند دلکو
تامل موشگافون کو کمر کے درمیان ہوگا

پیمبرؐ کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے
گذارا بام تک کسطرح سے بے نردبان ہوگا

حواس خمسہ دوری مین کسی کے منتشر ہونگے
فراق دوستان ہمسے نصیب دشمنان ہوگا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہی ڈراتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

عداوت کی تو کیا حاصل نہ تھا معلوم اخوان کو
نکلکر چاہ سے یوسفؑ عزیز کاروان ہوگا

ہوائے دہر اگر انصاف پر آئے تو سن لینا
گل و بلبل چمن مین ہون گے باہر باغبان ہوگا

نہین معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا مین
خدا سے کون بندے پر زیادہ مہربان ہوگا

فضیلت خانۂ کعبہ کو ہے سارے مکانون سے
کسی محبوب عالم کا یہ سنگ آستان ہوگا

فرو غصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اس نے
اسے رستم کہین گے ہم جو ایسا پہلوان ہوگا

قدم عباری ہمارا ہوگا سمپر باغ عالم مین
وہ ٹہنی پھٹ پڑے گی جس پہ اپنا آشیان ہوگا

نہین اسرار سے آتش یہ پتلا خاک کا خالی
یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیان ہوگا

کمر یار سے کھنچ کر ہوئی تلوار جدا
بیگناہون سے کھڑے ہووین گنہگار جدا

مرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا
روٹھ کر عیسیٰ سے ہوتا ہو نہین بیمار جدا

مول لے کر ہم اسے اپنے گلے کو کاٹین
کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جدا

نہین گفتار ہے عالم سے نرالی اس کی
طرز رفتار الگ بندش دستار جدا

ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہے وہ گل
یارب انسان کے گلے سے رہے یہ ہار جدا

حق تعالی نے جو چاہا تو دکھا دے گی صنم
زلف سے پیچ تری لٹپٹی دستار جدا

سوزشِ عشق سے ہووے گی نفاق انگیزی
چار عنصر کو کرے گی یہ تپ حار جدا

تنگ کرتی ہے قبا تجھکو نہایت اے گل
بند بند اس کا کرے گا یہ گنہگار جدا

سنش جہت مین نہین اُس ہے ے کتابی کا نظیر
معنی نو ہین ہر اک فقرہ مین دو چار جدا

حال دل کہنے سے کٹتی ہے زبان شمع کیطرح
لب سے لب کیجیو اس بزم مین زنہار جدا

خانۂ یار کا سن رکھ یہ نشان ای قاصد
تیرے سایہ سے کھڑی ہووےگی دیوار جدا

پیشگی دل کو جو دے لے وہ اُسے تحصیلے
ساری سرکارون سے ہے عشق کی سرکار جدا

بے بہا حسن کا اُس کے نہ بنے گا سودا
میرے یوسف سے کھڑے ہووین خریدار جدا

ہو نہ ہمسر تری زلفون سے بنفشہ سنبل
کس کے ہر پیچ مین اک دل ہے گرفتار جدا

یہی رونا ہے جوان خانہ خراب آنکھون کا
بام سے در ہے جدا در سے ہے دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش
فتنۂ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

بھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
گھسیٹے گا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا

روان رکھتا ہے خون آنکھون سے ہجر اک مہر تابانکا
شفق آلودہ رہتا ہے ہلال اپنے گریبان کا

یہی جو آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہے
جلا ہندو کے مردہ کی طرح زندہ مسلمان کا

حسینون کو دیا دل جس نے اپنی جان پر کھیلا
روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا

گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
ہمارا محضر خون ہے ہر اک پاٹ اسکے دامان کا

لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت
نہ وہ ہمسنگ ہے لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا

خط شبرنگ حجت ہوگیا جو اُس کی ظلمت پر
دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا

لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون یک قلم مین نے
تماشہ قتل گہ کا ہے مطالع میرے دیوان کا

بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُس نے
یقین ہے سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہے مہمان کا

چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہے
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا

عدم کو بازگشت روح ہے اکروز ہستی سے
ارادہ بندھ رہا ہے مصر سے یوسف کو کنعان کا

وہ جانے گا ہماری حالت دل جس نے دیکھا ہے
اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا

نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی
شہادت نامۂ بلبل ہے ہر پتا گلستان کا

اُٹھا دے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
مرے مرزا منش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا

کیا ہے خانہ زنجیر مین جو یاد صحرا کو
ہوا ہے دور بین ہر اک یہ زن سیر زندان کا

جنین ہین بسکہ دل سوداز دونکے تیری زلفونمین
ہر اک موئے رسا پر الکے عالم ہو رگ جان کا

عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر رکھتا ہے
بلند اقبال ہو تو آستانہ تیرے ایوان کا

ہوا ہے تیری خوش چشمی کا شہرا اے صنم ہرسو
عجب کیا اُڑکے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہان کا

قلمرو حسن عالمگیر کی یہ ربع مسکون ہے
کہ وہ مہ ہفت کشور زمین ہو تابع تیرے فرمان کا

خط نورس سنے دلوائے لب جان بخش کے بوسے
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا
جو آنکھین ہون تو نظارہ ہوا ایسے سنبلستان کا

جگر خون پان کھا کر کرچکے لعل بدخشان کا
ملو مہندی جو پھیرا جاتے ہو پنجہ مرجان کا

دل صد پارہ کو سودا ہو اک گیسوئے پیچان کا
نگہبان اُفعی سنگین ہو اس گنج شہیدان کا

خدا و پنجتن کے عشق نے اسمین جگہ کی ہے
نگین دل پر ہے اپنے نقش ہو مہر سلیمان کا

دل اُس کا ہو خیال یار اگر تشریف فرما ہو
قدم آنکھون کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا

فتیلہ اُس کا اُسکی ناک مین زنہار ہونمین مجنون
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خوان کا

خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشان رہتا نہین ہو نام رہجاتا ہے انسان کا

شب مہتاب مین منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے
ستارہ آجکل چمکا ہوا ہے ماہ تابان کا

کہان جاتی ہو یہ ہر چند بھاگے شوق منزل سے
ہمین آ گئے ہین جب چھپا کیا عمر گریزان کا

خوشا حال اُس کا امداد جنون سے جو برہنہ ہے
گریبان گیر ہے کوئی نہ دامنگیر عریان کا

جمال یار نے جو نقش اپنا اُسمین بٹھلایا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل ہین اطبا سُن کے بیمار اچھے ہوتے ہین
فسانہ تیرے عناب لب و سیب زنخدان کا

جبین پر اپنے افشان کو جو اُس محبوب نے چھڑکا
کتابی چہرے نے نقشہ دکھایا لوح قران کا

بھرے رہتے ہین مشتاقون سے اپنے آجکل وہ بھی
اُن آنکھون پر بھی سنا یہ پڑ گیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا اُدھر اُسکو فنا تھا دم ادھر اپنا
بلا ئے جان خفا ہونا ہے خوش اسلوب انسان کا

رُخ روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے
سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے نیر تابان کا

زبان سے اُسکے افسانہ دہان یار کا سُنتے
پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف رازِ پنہان کا

اسی سے عاشق اُس محبوب کی فریاد کرتے ہین
شکوہِ حُسن عالمگیر سے ہے رُتبہ سلطان کا

نشان تیرا اُن آنکھون کی محبت نے بتایا ہے
اُدھر پھر جاتے ہین ہم رُخ جدہر پھرتا ہے مژگان کا

کنوئین لبریز مین نے کر دیے ہین ایسا رویا ہون
خیال آیا ہے جو بے آبی چاہ زنخدان کا

جھپک جانے سے اس کے بند جو ہو جاتی ہین آنکھین
یہ دُھوکا برق دیتی ہے تمھارے روئے خندان کا

سنا کرتا ہون اس کو چھیڑ کر پاؤن سے مین مجنون
مری زنجیر کا نالہ ہے افسانہ بیابان کا

کتابی چہرہ کے نظارے سے آنکھین منور ہون
دل احباب کو کھینچے شکنجہ تیرے احسان کا

وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پر ٹالا
لیا تھا صبح مین نے نام کس کنجوس انسان کا

بہار آئی ہے سائل ساغر مے کا ہو ساقی سے
چمن سرسبز ہین آتش کرم ہے ابر باران کا

رُخ و زلف پر جان کھُو یا کیا
اندھیرے اُجالے مین رُو یا کیا

ہمیشہ لکھے وصف دندان یار
قلم اپنا موُتی پرُو یا کیا

کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر
مین جاگا کیا بخت سُو یا کیا

رہی سبز بے فکر کشت سخن
نہ جوتا کیا مین نہ بوُ یا کیا

برہمن کو باتون کی حسرت رہی
خدا نے بتون کو نہ گوُ یا کیا

مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھُو یا کیا

زنخدان سے آتش محبت رہی
کنوئین مین مجھے دل ڈبو یا کیا

گوش زد جس کے تمھاری چشم کا افسانہ تھا
آہوئے مست اُسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا

شب جو آنکھون کو خیال گیسوئے جانانہ تھا
پنجۂ مژگان کو حکم دست خشک شانہ تھا

خواب مین مجھکو خیال نرگس مستانہ تھا
آنکھ کھولی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا

اے پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا — یہ جو روشن ہی چراغ حسن بے پروانہ تھا
حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین — پردہ مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا
اُٹھتے ہی تیرے دگرگون ہو گیا رنگِ نشاط — جام خالی میکدے مین سنگ ماتم خانہ تھا
واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور — جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا
آجکل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین — عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا
نیند اُڑ جاتی جو سُنتا بار میرا حال دل — خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا
بحث علم عشق کے قابل نہ تھا دونو مین ایک — کوہکن بے مغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا
پردہائے گوش تک سُننے کو آجاتی ہی جان — کسقدر دلچسپ حسنِ یار کا افسانہ تھا
حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون — آفتاب ذرہ پر در جلوۂ جانانہ تھا
جوہر جام جہان مین سُن کے یہ روشن ہوا — بادۂ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا
لعل لب دونون تھے اے محبوب لعل شب چراغ — دانت تھا جو منہ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا
شوق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رُو — سیکڑون ہی تودۂ خاکستر پروانہ تھا
مصحف روئے حقیقت کی تلاوت سے کھُلا — عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا
ساقیا تعریف تیرے میکدے کی کیا کرون — ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا
سبکہ رکھتا تھا ہر اک المین سے ہیرے کی چمک — جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا
واہ ری نیرنگ سازیِ طلسم زندگی — محو بت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا
سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول — بادشاہ وقت زلفون مین تمھارے شانہ تھا
بھول کر تجھکو کسی مشکل مین کرتے یاد ہم — آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بیگانہ تھا
روشنی دل مین تصور سے تھی حسن یار کی — گنج کی دولت سے مالا مال یہ دیوانہ تھا

حسن دلبر عاشق شیدا دیے اللہ نے
ان بتون کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

عشق کہتے ہین اسے ہیچۂ ابرو کا — صورت زخم لہو تا دم آخر ٹہو کا
نشہ مین کرتا ہے کار دل وحشی وہ ترک — آتش مے سے لگاتا ہے کباب آہو کا

دم فنا دیکھنے والون کے کیا کرتا ہے — سیفی عامل کا اشارہ ہے تری ابرو کا
نگہ لطف کی حسرت یہ سکھاتی ہے ہمین — ڈھونڈھیئے سرمہ اُن آنکھون کے لئے جادو کا
کہتے ہین سنبل فردوس بھی شاعر اس کو — سلسلہ دُور پہونچتا ہے ترے گیسو کا
رُخ پر نور کے سودے مین مسلمان ہوئے زرد — خال کافر نے لہو خشک کیا ہندو کا
اُس پری رُو نے گھلایا ہے جو سُرمہ اُن مین — پُتلیان آنکھون کی پتلا ہوئی ہین جادو کا
کیا کہون اُس بت چینی کی صفا کا عالم — نام کو دخل نہین سارے بدن مین مُو کا
جان لے گا مری اُس چشم سیہ کا سودا — ڈر چھلاوے کا بھی رکھتا ہے شکار آہو کا
خط پشت لب یار آنکھون مین پھر جاتا ہے — دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنار جو کا
مصرع قد مین ترے یون تو ہین معنی بلند — اک لطیفہ ہے یہ اُس مین کہ ہے دو پہلو کا
کیا کہون آگئی ہے نیند کس آسائش سے — ملگیا سر کو جو تکیہ ہے کسی زانو کا
سیر گلزار محبت کی نہ لگا دل بے یار — خار اِس خو کا نہ دیکھا نہ تو گُل اس بُو کا
سارے نخلون سے شرافت مین ہو بالادستی — سرو شجرہ ہے مرے گل کے قد دلجو کا
تازہ ہو باد بہاری سے نہ بلبل کا دماغ — بوئے گُل پر جو پڑے سایہ تمھاری خو کا
یہی شوق آنکھون کو ہے سارے مہینے رہتا — ماہ نو دیکھ کے مُنھ دیکھیئے اُس خوشرو کا
سر محفل نکر اُس شوخ سے گستاخ ای شوق — چاہیئے خلوت اسے وقت نہین قابو کا

فکر کے زور سے باندھا نہین جاتا آتش
ہاتھ آیا ہے جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا — اے جذب دل جو کچھ تری امداد سے ہوا
مومن سے بہتر اُس کو سمجھتے ہین اہل دل — کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا
گُل پر شرف ترا رُخ خوشرنگ لیگیا — قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا
زلفون کے دام دیکھ کے گُل بھول جائیگا — بلبل کا سامنا نہین صیاد سے ہوا
تیرے الف سے قد نے کیا ہے جسے فقیر — مرشد وہی ہے فرقۂ آزاد سے ہوا
رُونا بھلا دیا مجھے ابرو کے عشق مین — خندان جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کس طرح کئے نازکئے حسب ظہور عشق
حسنُ و جمال یار کی ایجاد سے ہوا

تیغ قضا سے جبکہ نہ دیکھا کہین بچاؤ
باہر کھڑا مین قلعۂ فولاد سے ہوا

اے موت روز حشر کرے گا نہ پھر نمود
نخلِ حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا

فریادرس جو داد نہ دے اُس کی جو رضا
جب نے سُنا وہ غش مری فریاد سے ہوا

سیر اپنے باغ کی بھی نکرنے دی کفر نے
کارِ بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا

عیسیٰ النفس سے میرے یہ کہیو پیام بر
نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا

تیرے ہی گنج حسن کے سودمین چغد کو
شوقِ خرابہ کشور آباد سے ہوا

عاشق کو جنکے قتل نہ کیونکر کرے وہ شوخ
خون بیگناہ کا نہین جلاد سے ہوا

تاکوئے یار اشک بہا کر نہ لے گئے
نیکی کا اک عمل نہ بد اولاد سے ہوا

کیا کیا گناہگار محبت کئے ہین قتل
کس کس کا سرنگون مرے جلاد سے ہوا

آتش جو بے ستون کو بنایا تو کیا کیا
شیرین کے دل مین گھر تو نہ فرہاد سے ہوا

کشتہ ہو گرم جوشئ ہرجائی یار کا
مارا ہوا دل اپنا ہے فصلی بخار کا

نافہمی کی دلیل یہ تکیہ ہے دار کا
منصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا

بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا
عہد شباب مجھ کو مبارک ہو یار کا

زنگِ طلائی رکھتا ہے اندام یار کا
موے کمر کو رُتبہ ہے سونے کے تار کا

پہونچا دیا عدم شبِ تارِ فراق نے
دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا

کرتا ہے مجھسے ابلق ایام شوخیان
پہچانتا نہین مگر آسن سوار کا

خاموشی مین بھی باقی ہے گویائی کا نشان
طوطے کا پر ہے سبزہ ہمارے مزار کا

جلوے سے روئے یار کے ہے یہ مین روشنی
ماہ چہاردہ ہے چراغ اس دیار کا

اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
گُل چین کے ہاتھ کے لئے کھٹکا ہو خار کا

عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہے سامنے
پھرتا نہین ہے تیر سے منہ اس شکار کا

کشتہ تنگ مزاجی محبوب کا ہون مین
نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا

اہلِ صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز
روشن ہر حال آئینہ سے زنگ بار کا

چلنا پڑے گا ملکِ عدم کو پیادہ پا
اس راہ مین نہین ہے گذارا سوار کا

مطلب نہین ہر عاشقِ یوسف سے یار کو
وہ ترک آشنا نہین زخمی شکار کا

آتش یہ کس کی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغِ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا

دامانِ زین چھُوا ہے جو اُس شہسوار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا

سودا ہوا ہے مُرغِ جنون کے شکار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا

اُس بادشاہِ حُسن کے در کا فقیر ہون
ظلِ ہما سواد ہے جس کے دیار کا

پیری مین داغ عشق نہ کیونکر عزیز ہو
بےفصل کا ثمر ہے یہ گُل بے بہار کا

وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھون کو رُوگ دیگئے ہو انتظار کا

آتی ہے مجھکو شہرِ خموشان سے یہ صدا
تاریکیِ لحد ہے سواد اس دیار کا

فصلِ بہار آئی کہین قطع ہو چکے
دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا

دستِ علیؑ کی ضرب کا جنبش مین ہر اثر
اُن ابروون مین معجزہ ہے ذوالفقار کا

بعدِ فنا ہے کوچۂ گیسو کی جُستجو
سودا تو دیکھیو مرے مشتِ غبار کا

چلتی رہی چھُری تری اے تُرکِ صید پر
فوارہ چھوٹتا رہے خون شکار کا

گیسو نے قربِ آئینۂ روے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا

پیچھے نہ پاؤن معرکۂ عشق سے ہٹے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا

باز آوین گے نہ مر کے بھی صورت کے عشق سے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا

پھندے مین زلفِ یار کے جب سے پھنسا ہے دل
دیتا ہے صدمہ رُوح کو بستہ شکار کا

بے یار داغ ہوتا ہے لالہ کو دیکھکر
آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا

بیکر شراب موسم گل مین ہوا مین مست
حاصل کیا پیادہ نے رُتبہ سوار کا

اُس شمع رُو کی بعدِ فنا بھی ہے جستجو
ہر ذرہ اک چراغ ہے اپنے غبار کا

آتش نہ پُوچھ ہجر مین اک نونہال کے
سوزِ درون سے حال ہے کہنہ چنار کا

کرینگے افترا شاعر قباے یار پر کیا کیا
بندھین گے باندھنون اُس لٹ پٹی دستار پر کیا کیا

اندھیری رات مین ہوتے ہین صدقے کبک اُڑ اُڑ کے
تمھارے چودھوین کے چاند سے رخسار پر کیا کیا

گیا ہون بعد مدت کے جو مین دیوانہ صحرا مین
پڑی ہے آبلون کی آنکھ نوکِ خار پر کیا کیا

شبِ فرقت مین اس کانِ ملاحت کے تصور نے
نمک چھڑکا ہے زخمِ دیدۂ بیدار پر کیا کیا

نہ طاؤسون کو یہ طرزِ روش آئی نہ کبکون کو
قدم مارا نہ کس کس نے تری رفتار پر کیا کیا

سُونگھا کر تو نے جو سیبِ ذقن اچھا کیا اُس کو
ہوا رشک اہلِ صحت کو ترے بیمار پر کیا کیا

گیا وہ ماہ جو صبحِ شبِ وصل اپنے گھر مین سے
اُداسی برسی ہے بام و در و دیوار پر کیا کیا

ہوا تجھسے نہ عشق اے حُسن کس کس کو زمانے مین
ستم تو نے کیے ہین کافر و دیندار پر کیا کیا

لبون پر مسّی وہان کیسے کیسے رنگ لائے ہین
بسا ہے سُرمہ تیری نرگسِ بیمار پر کیا کیا

صفا آئینہ کی وہ چہرۂ محبوب رکھتا ہے
پھسلتی ہین نگاہین یار کے رخسار پر کیا کیا

کمان سے دی کبھی تشبیہ ہمنے تیغ سے گاہے
کہی ہین پھبتیان اُس ابروے خمدار پر کیا کیا

فنا کی جان مصری کے عوض مین زہر کھا کھا کر
موئے طوطی تری شیرینی گفتار پر کیا کیا

چمن مین جا کے رُویا مین جو یادِ روے رنگین مین
گری ہین اولے اشکون سے مرے گلزار پر کیا کیا

مٹانے یادگارون کو تری خنجر کے آیا تھا
مرے زخمون نے تھوکا مرہمِ زنگار پر کیا کیا

جِلانے کو جو سنگ اے ترک اُس سے تو نے گھسیٹا ہے
شہادت خواہ پھڑکے ہین تری تلوار پر کیا کیا

رُکی وان بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی
چمن مین گُل سے کھٹکا ہو نہین قربِ خار پر کیا کیا

ہوا جو گوش زد افسانہ حُسنِ یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربتِ دیدار پر کیا کیا

گلون نے کپڑے پھاڑے ہین قباے یار پر کیا کیا
حنا پس پس گئی ہے دست و پاے یار پر کیا کیا

کیے ہین غیر کے سجدے جفاے یار پر کیا کیا
رہا ہے دل مرا راضی رضاے یار پر کیا کیا

گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدانِ محبت نے
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خفاے یار پر کیا کیا

خیال آتا ہے اُس خوشرد کو جو صورت نمائی کا — ہوئے ہین آئینے حیران صفائے یار پر کیا کیا
جزائے خیر دے خالق انھین پان اور مسی نے — دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا
کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پیشتر ہم نے — ہوا ہے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا
سُبھا رکھا ہے احوال قیامت ہمنے آنکھون کو — بندھے گی ٹکٹکی اپنی لقائے یار پر کیا کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا — اڑے مفلس در دولت سرائے یار پر کیا کیا
کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر — ملین ہین ہمنے آنکھین لپٹ پائے یار پر کیا کیا
کیا ہے اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے — گریبان چاک ہوتے ہین قبائے یار پر کیا کیا
قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے — ہماری جان نکلی ہے ادائے یار پر کیا کیا
اُٹھانے دی نہ آنکھ اور شب وصل اس پری رُو کو — چڑھا ہے جن مری ضد سے حیائے یار پر کیا کیا

نہین آنیکا میرے بعد شانہ کا خیال آتش
پڑینگے پیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

معاف ہو دیگا جو کچھ کہ ہے قصور ہمارا — گناہ بخشے گا اللہ ہے غفور ہمارا
ترے جمال کے نظارے سے ہوئے ہین یہ روشن — زبان جو ہو کہین آنکھین تو ہے نور ہمارا
عدم سے شوق تمھارا کشان کشان ہے لے آیا — کہو تو شب نہین رہ جائین گھر ہے دور ہمارا
اندھیری رات مین نکلے تو نور روز ہو شب مین — چراغ خانہ ہے وہ رشک شمع طور ہمارا
شراب عشق نہ اک قطرہ بھی ٹپک کے بہے گی — ہزار شیشہ دل ہووے چور چور ہمارا
قرار کرتے ہین صورت سے تیرے دلکی جو غم ہین — نشاط و عیش ہمارا ہے تو سرور ہمارا
مآل کار کا دھیان آ گیا کمال ہی رُوئے — گذر ہوا جو کبھی جانب قبور ہمارا
سمایا دیدۂ مشتاق مین وہ غیرت یوسف — پسند کس کو کیا واہ رے شعور ہمارا
کھلا یہ آپ کی آرائش جمال سے صاحب — حنائی ہاتھون سے خون ہو گا بے قصور ہمارا
گئے جو ذرون مین اے رشک آفتاب ترا نے — بہت ہے مرتبہ اتنا ترے حضور ہمارا
تمھارے تکیہ سے یہ عرش پر دماغ ہے اپنا — تمھارے لطف و کرم سے ہے یہ غرور ہمارا
بہشت مین بھی نہ بے یار کے لگے گی طبیعت — مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا

یہ حسن و عشق سے رسوائے ہند گر ہوئے ہم تم
گناہ اس مین تمھارا نہ کچھ قصور ہمارا

جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھیے کمر اپنی
سفر زیارت کعبہ کو ہے ضرور ہمارا

مزا صیاد لوٹین گے ہمارے شعر موزون کا
نشیمن ہے قفس ہے آشیان ہے مرغ مضمون کا

رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت موزون کا
نہ ایسا طاق کسریٰ تھا نہ قصر ایسا فریدون کا

چمن آئینہ ہے گل عکس ہے رخسار گلگون کا
رہا جو سرو پر چھاوان ہے تیرے قد موزون کا

تری دیوار کے سایہ کو مین سر پر سمجھتا ہون
جو دھیان آتا ہے خوش اقبالی بخت ہمایون کا

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی وہ کرتے ہین
لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا

کہن سالی مین بھی الفت وہی ہے نوجوانون کی
وہی عشق آج تک ہے مجھکو حسن روز افزون کا

زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجیے کیفیت
بہار آخر ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا

لب جان بخش کی جنبش یہ ایما ہے اُن آنکھون سے
تمھارے اور اپنے فرق ہے اعجاز و افسون کا

نگہ سیری نہین مدنظر ہے غیر کے پڑتی
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا

قرار اس کو نہین آتا ہماری بیقراری سے
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا

سیہ شوخی سے اپنی ہوکے مہندی اُس پری کی
حنا پیدا کرے گی رنگ مجھ سودائی کے خون کا

تلاش اے نوگل خندان ہے تیری جسقدر مجھکو
نہوگا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا

بنایا صبح سے تا شام اُن کو آئینہ رکھکر
بلا سے اس مین سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا

محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارون کا

نشاط و عیش کا سامان ہے تجھ بن مرگ کا سامان
صدائے چنگ گولی تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا

نہایت دل مرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہے
قضا دکھلا چکی مُنہ مجھکو میرے تشنۂ خون کا

گھلا دے ہڈیان سوز فراق یار جب جا ہے
سگ لیلیٰ کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا

بنایا ہے زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
وہ رُخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا

جنون لے چل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

مزا ملتا نہین نعمت سے اپنی بدنصیبون کو
نہ دیکھا لالۂ داغی کو اکدن نشہ افیون کا

صفا کے واسطے سنجن رہ بت دانتون مین ملتا ہی
خدا حافظ ہے آتش آبروئے در مکنون کا

تری زلفون نے بل کھایا تو ہوتا
ذرا سنبل کو لہرایا تو ہوتا

رُخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا
گل لالہ کو شرمایا تو ہوتا

چلے گا کبک کیا رفتار تیری
یہ انداز قدم پایا تو ہوتا

نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم
قیامت قد ترا لایا تو ہوتا

بجا لاتے اُسے آنکھون سے ایدوست
کبھی کچھ ہم سے فرمایا تو ہوتا

تری صورت سے ہنسنا تھا نہ لازم
گلون نے منھ کو بنوایا تو ہوتا

اکڑنا بھول جاتے سرو شمشاد
یہ قد بوٹا سا دکھلایا تو ہوتا

کہے جاتے وہ سُنتے یا نہ سُنتے
زبان تک حال دل آیا تو ہوتا

صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو
نہ گڑ جاتا تو پتایا تو ہوتا

سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہوجائیگا
جو کڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہوجائیگا

نام تیرا حسن کو ورد اے گلبدن ہوجائیگا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہوجائے گا

موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑے کھائینگے
دھجیان پینے کے قابل پیرہن ہوجائیگا

تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
سُرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہوجائیگا

حُسن کا عالم دکھا دے گی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہوجائیگا

عشق شیرین مین عبث دونون کو ہی آپس مین رشک
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہوجائے گا

خلعت شاہی نہین اے بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اُس کو یہ جامہ کفن ہوجائیگا

بعد مردن بھی رہے گا شوق عریانی مجھے
رُوح کو جسم مثالی پیرہن ہوجائیگا

ہمکنار اکدن مری تمثال ہوکے یار سے
آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہوجائیگا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن زر دوزش کا دلق کہن ہو جائے گا

چشم کے چشمون مین اُنکا اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا

موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے
پھٹ کے اُتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا

روئے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نڈال
سامنا قصاب کا اے برہمن ہو جائے گا

سکۂ داغ وفا اکدن مرے کام آئین گے
عشق کے بازار مین ان کا چلن ہو جائے گا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہو وین گے ترے
آب زہرہ دیکھ کر چاہِ ذقن ہو جائیگا

چار دن ہے گرم بازار شباب اے نونہال
کوڑیون کے مول یہ سیبِ ذقن ہو جائیگا

شاعرون کے کہنے پر اترا نہ اے گیسوئے یار
عنبر سارا نہ تو مشکِ ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر تھی روئے رنگین پر کسے
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

دختر رز ہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

دم فنا اپنا کرے گا کوہکن سر پھوڑ کر
غمزۂ شیرین فریبِ پیرزن ہو جائیگا

ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمال یار کو
رُوح سے بہتر لطافت مین بدن ہو جائیگا

وجد ہو گا ہر شجر کو دیکھ کر اسکی بہار
لالۂ غربت مرا داغ وطن ہو جائے گا

دم مین دم جبتک ہے چھٹنے کا نہین مین یار سے
میرے اُس کے اتفاق رُوح و تن ہو جائیگا

قفل بے مفتاح کا عالم کرے گی خامشی
مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا

منزل مقصود دکھلاویگی توفیق ازل
دوست دشمن ہون گے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائے گا

ہلال عید ہے بے یار جانی نعل ماتم کا
نہین ہے غرۂ شوال عشرہ ہے محرم کا

نہ رکھی دولت دنیا کی خواہش خاکساری نے
خدا نے کردیا حاکم مجھے اکسیر اعظم کا

تصور یار کے دندان کا ہیرے کا نگینہ ہے
ہماری آنکھ کا حلقہ جو ہے حلقہ ہے خاتم کا

حیائے حسن کی عفت کو لعل یار سے پوچھو
مسیحا سا ہے شاید پاکدامانی مریم کا

شکستون پر شکستین چوٹ پر کھائی ہے چوٹ سینے نے
کھلونا ہے ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

تصور سے اسے ایوان دل میں میں لگاؤں گا
صفا سے پیکر یار آئینہ ہے قد آدم کا

جنازہ ہو چکا تیار اے سرو رواں اپنا
شگوفہ پھولنا باقی رہا ہے نخل ماتم کا

ہوائے فصل گل بھڑکا رہی ہے آتش گل کو
چمن میں کر رہا کار روغن آب شبنم کا

خموشی قتل کرتی ہے صنم للٰلہ گویا ہو
لب جان بخش پر ہوتا ہے شک عیسیٰؑ ہیدم کا

ہوا ہوں مو سے لاغر میں پڑے ہیں آنکھوں میں حلقے
پریشان کر رہا ہے حال سودا زلف پر خم کا

جُڑانے سے ہوگی دیو کے زیر نگین کشور
تکلف ہے تو انگشت سلیمان میں ہے خاتم کا

چمن میں جا نکلتا ہوں جو بے اُس جو جبت کے
حرارہ آتش گل لاتی ہے نار جہنم کا

عتاب یار سے رنگ رُخ مریخ اُڑتا ہے
نگاہ خشمگین کرتی ہے زہرہ آب رستم کا

بلائے جان ہوا تیرا بگاڑ اے مایۂ شادی
بنایا کاہشوں نے ہجر کی پتلا مجھے غم کا

وہ بت بھی راہ مولا دے اگر بوسے تو بہتر ہے
سخاوت سے زمانے میں ہے ذکر خیر حاتم کا

تری ابرو کا دل اے ترک کشتہ ہو نہ ہے طالع
خوشا حال اس کا جو چور نگ ہو اس تیغ خوش خم کا

فقیری نے دیا ہے رتبۂ اعلی بادشاہی سے
دو عالم میں مرا دل ہے جہان میں جام تھا جم کا

بھر آیا زخم دل منھ چومنے سے یار جانی کے
نہ تھا معلوم شہد لب اثر رکھتا ہے مرہم کا

نگاہ زہر آلودہ سے اُنکا یہ اشارہ ہے
کہاں تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہے اس سم کا

ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر
گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا

کف افسوس مل مل کر گریبان چاک کرتا ہوں
خیال آتا ہے اے رشک پری جب تیری محرم کا

لہو پانی کیا ہے شوق نے اُس کعبۂ کو کے
ہمارے دیدۂ تر پر ہے عالم چاہ زمزم کا

زبان پاک اگر پیدا کرے انسان اے آتش
ہر اک نام الٰہی میں اثر ہے اسم اعظم کا

تصرف

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا
درد مندوں نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھا

تیرے پھرتے ہی اُداسی سی چمن پر چھائی
رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا

گوئے منھ کی ترے یاد آئی سنہری افشان
لوح سیمین پہ اگر کام طلا کا دیکھا

سامنے آئینہ رکھتے تو غش آ جاتا
تمنے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

دست و پا یار کے چومون گا یہ تحفہ دیکر
نوچتا ہون جو کہین پڑ حنا کا دیکھا

نازِ معشوق سے غمزہ مین زیادہ کلمے
آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا

جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا

تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے شہ حسن
عرش پر ہم نے دماغ اُس کے گدا کا دیکھا

پھانسی دینے مین احبا کے نہ کوتاہی کی
حوصلہ ہم نے تری زلف رسا کا دیکھا

اے شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا

پھر گئین آنکھین ہماری طرف کوچۂ یار
جانب کعبہ جو رُخ قبلہ نما کا دیکھا

ہر ستارے سے لڑی آنکھ ہر اک گُل سُونگھا
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا

ذرہ کی طرح سے ہم نے بھی لڑائین آنکھین
رُخ جب اپنی طرف اُس مہر لقا کا دیکھا

جوہر لوح کیے نشہ مے نے روشن
ٹوٹتے ہنسے طلسم اُن کی حیا کا دیکھا

سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا

سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
قدِ بالا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا

التجا کرتا ہون اللہ سے وصل بت کی
ہاتھ اُٹھائے جو محل مین نے دعا کا دیکھا

روئے گُل دیدۂ بلبل سے گرا ای محبوب
رنگ مہندی سے جو تیرے کفِ پا کا دیکھا

چھلکے یاقوتِ لب کو ترے بیخود ہوئے ہم
نشہ معجون مین مے ہوش ربا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا آتش
گرم جس نے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو کس و بیش ہو ارزان و گران کا

دل سے یہ دم فکر ہے قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا

مفدون سے تو سودا نگیا حسن بیان کا
دانتون سے مگر کاٹنا باقی ہے زبان کا

عقدہ کُھلے اس گُل کے جو غنچہ سے دہان کا
موہوم سمجھتا ہون تصور اپنے گمان کا

شک ہے کمر یار کے اوپر رگِ جان کا
کیسی رگ گل رشتۂ باریک کمان کا

سنہ تمنے شب وصل مین کس واسطے ڈھانکا
بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہے کہان کا

تشبیہ نہ دون ترے گیسوئے رسا کو
اُترا ہوا چلہ کہون ابرو کی کمان کا

لہرا کے نہ اُلجھے مژۂ یار سے گیسو
سوزن نہین دے سکتی ہے زنجیر کا ٹانکا

اک ترک کے ابرو کے اشارے کا ہون بندہ
درکار مرے گوش مین ہے حلقہ کمان کا

فرقت مین تری صبر نہین ہونے کا مجھسے
بوجھ اُٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا

قد سرو ہین رخسارے ہین گل آنکھین ہین نرگس
رفتار مین عالم ہے تری باغ رزان کا

تفتیش جو کرتے ہین مرے حالت دل کی
در پردہ تہ پوچھتے ہین تیرے مکان کا

سودا زدون کی طرح کیا کرتے ہین باتین
بے مقصد گذارا نہین اب اپنی زبان کا

پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے تجھسے
مشتاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا

اک آبلہ پک پک کے خموشی سی ہوئی ہے
کیا شعر کہون قافیہ ہے تنگ زبان کا

زیبندہ سخن گویون مین ہی خواجگی ہم کو
ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا

غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل وہ کمر ہے
اندیشۂ باطل ہی ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے
کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچہ مین ترے قبر ہماری
دروازہ کھلا اپنے لئے باغ جنان کا

طوفان نہ کرائے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رُلوا
بھاری ہی چمن پر قدم اس آب روان کا

بے مثل ہی یکتا ہے جو تصویر ہے اُس کی
کھینچا ہوا کس کا یہ مرقع ہے جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جس نے بنایا
جنت مین نہ نکلے گا جواب اسکے مکان کا

لطف دو جہان حسن سے ہی یار مین میرے
چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا

جان بر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر
آخر مین دق اول مین مرض ہی خفقان کا

بنیاد فنا دون کی ہے آغاز سے اس کے
انجام قیامت ہے جہان گذران کا

پیری مین جوانی کے کہان چہچہے آتش
اب اپنی غزل خوانی ہی غل برگ خزان کا

سر سے حاضر منقبت مین بے تامل ہو گیا
مدح حیدر سے کمیت خامہ دُلدل ہو گیا

زلفِ پیچان سے پریشان حال سنبل ہو گیا
گُل ترے آگے چراغ لالہ و گل ہو گیا

جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہو گیا
مجلسِ جمشید برہم ہو چکی قل ہو گیا

انتہائے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہان
ابتدائے عشق مین چندے تحمل ہو گیا

لے لیا جس نونہال حُسن نے بوسہ دیا
رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہو گیا

کون ہے جو اُس کی جانب کو کھنچا جاتا نہین
حُسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہو گیا

نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روئے یار مین
گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہو گیا

مرغ دل مارا پڑا چشمِ سیاہِ یار سے
پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہو گیا

تو نے رکھوائی جو کاکل اے بت بالا بلند
طرۂ شمشاد باغ حُسن سُنبل ہو گیا

جب وہ شاہ حُسن نکلا گرد پیش اُسکے رہا
عشقبازون سے سواری کا تجمل ہو گیا

کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
مومنین کا مصحف رُو سے ترے قل ہو گیا

تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا یہ رنگ سُرخ
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گُل ہو گیا

بے تکلف بند کھولون گا قبائے یار کے
جامہ سے باہر جو شوق بے تامل ہو گیا

لسکہ انگشتِ حنائی مین رہا تھا مدتون
لالہ بیداغ چھلّے کا ترے گُل ہو گیا

بڑھتے بڑھتے تا کمر پہونچے وہ موئے مشک بو
رفتہ رفتہ مغز سر سودائے کاکل ہو گیا

جوش پر آیا جو ہجر یار مین دریائے اشک
تہ ہوا سطح زمین کا آسمان پل ہو گیا

خط نکلنے پر صفا چاہے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہو گیا

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہے جو اے قاتل قضا
زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا

زندگی مین کر دیا ہے مجھکو مردہ عشق نے
میری قبض روح کو آتی ہے لاحاصل قضا

خواب غفلت مین نہ کھو ہنگام پیری اگان
چونک ہوتی ہے نماز صبح اے غافل قضا

دل نہ دون گا پیشتر سے دیکھا ہون یار کو
جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا

بگینہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری
کر چکی تیرے شہیدون مین ہمین داخل قضا

بزم دنیا سے اٹھاتی ہے تو غم اس کا نہین
عالم ارواح کی دکھلائے گی محفل قضا

عشق کا صدمہ نہین اُٹھ سکنے کا معشوق سے
پہلے مجنون سے کرے گی لیلی محمل قضا

عاشق حسن بتان سنتی ہے برہون سے مجھے
دق کرے گی خون تھکوا کر نہ پے گی سل قضا

نزع کی ایذا سے ہوجاوےگی اکدم مین نجات
سہل کر دے گا خدا ہر چند ہو مشکل قضا

مین اُسے بھولا ہوا ہون وہ مجھے بھولی نہین
مین تو غافل ہون مگر مجھسے نہین غافل قضا

پاس اپنے وعدے کے اوپر سمجھتا ہون آئے
دور ہو ہر چند مجھسے سیکڑون منزل قضا

حسن سے اک شمع رو محبوب کے ہو دل کو عشق
مثل پروانہ سمجھتا ہون سرِ محفل قضا

آجکل ہونا ہے سوزِ عشق سے جل جلکے خاک
کھیلتی ہے شمع سان سر پر ترے اے دل قضا

پھر قبضِ روح آتش حور بنکر آئے گی
عشق بازی مین اگر سمجھی مقبین کامل قضا

طرہ اُسے جو حسن دل آزار نے کیا
اندھیر گیسوئے سیہ یار نے کیا

گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا
مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا

نازو ادا کو ترک مرے یار نے کیا
غمزہ نیا یہ ترک ستمگار نے کیا

افشان سے کشتہ ابروِ خمدار نے کیا
جوہر سے کام یار کی تلوار نے کیا

قامت تری دلیل قیامت کی ہو گئی
کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا

میری نگہ کے رشک سے روزن کو جا نہ دی
رخنہ یہ قصر یار کی دیوار نے کیا

سودائے زلف مین مجھے آیا خیال رُخ
مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا

حسرت ہی بوسہ لب شیرین کی رہ گئی
میٹھا نہ منھ کو تیرے نمک خوار نے کیا

فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین
پانی مرے لہو کو اس آزار نے کیا

سیماب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج
اکسیر مجھکو میرے خریدار نے کیا

قدمین تو کر چکا تھا وہ احمق برابری
مجبور سرو کو تری رفتار نے کیا

حیرت سے پا بگل ہوے روزن کو دیکھکر
دیوار ہم کو یار کی دیوار نے کیا

پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن
کافر تجھے ترے بت پندار نے کیا

کاوش مژہ نے کی رُخ دلبر کی دید مین
پائے نگاہ سے بھی خلش خار نے کیا

عاشق کی طرح ہیں جو لگا کرنے بندگی
آزاد داغ دے کے خریدار نے کیا

اعجاز کا عجب لب جان بخش سے نہیں
بیمار اُس کو مصحف رخسار نے کیا

طرّہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ میں
کس کس لپیٹ سے تری دستار نے کیا

آنکھوں کو بند کر کے تصور میں باغ کے
گلشن قفس کو مرغ گرفتار نے کیا

نالان ہوا ہیں اُس رُخ رنگین کو دیکھکر
بلبل مجھے نظارهٔ گلزار نے کیا

ہکا کے مجھسے بات جو اُس دلربا نے کی
کس حسن سے ادا اُسے تکرار نے کیا

اُٹھا اُدھر نقاب تو پردے پڑے ادھر
آنکھوں کو بند جلوهٔ دیدار نے کیا

لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا

نا صاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے
روشن یہ حال ہم کو جلا کار نے کیا

حلقہ کی ناف یار کے تعریف کیا کروں
گول ایسا دائرہ نہیں پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابرو خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ نباتی ہے سنگ کا

سودائی ہے جو تیرے خط سبز رنگ کا
رہتا ہے اُس کو آٹھ پہر نشہ بنگ کا

اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
نازک مزاج شیشہ سے تپلا ہی سنگ کا

دریائے حسن چہرہ ہے اُس شوخ و شنگ کا
مژگان نہیں ہیں آرہ ہے پشت نہنگ کا

کلمہ پڑھیں گے دونوں مرے خانہ جنگ کا
زاغ کمان ہوا ہیں کہ طوطہ تفنگ کا

مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی
جیدے ہے دور دور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوئے عشق و جنوں میں گذر نہیں
ہوتا ہے تنگ حوصلہ یاں عار و ننگ کا

صوفی ہیں دور جام ہے جوش بہار ہے
خرقے ہیں اور داغ مے لالہ رنگ کا

اے بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ میں ضرور نہیں فرش سنگ کا

معجون آب و گل ہی سے رہتے ہیں مست ہم
کس کو دماغ ہے مے یاقوت رنگ کا

سمجھتا ہوں تختہ پھولا ہے نرگس کا باغ میں
آنکھیں لڑائیے جو ارادہ ہو جنگ کا

مرغ چمن کے نالون سے ہے یہ صدا بلند
قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا

رتبہ ہے پست تختِ سلیمان کا اے پری
پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا

وحدت پسند ہے تو زمانے سے کر گریز
یک رنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا

تیار رہتی ہین صفِ مژگان کی پلٹنین
رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا

چھرّون سے کم نہین شررِ آہ آتشین
طاؤس آسمان ہو شکار اس تفنگ کا

زورِ کمان ہے ابروِ خمدار یار مین
موئے مژہ مین توڑ ہے تیر خدنگ کا

رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لئے
آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات مین دل پر داغ کے نہین
آہو کو ہے ارادہ شکار پلنگ کا

بعد فنا بھی رنگِ طبیعت نجائے گا
تربت سے میری پیڑ اُگے گا پتنگ کا

یوسف کے حسن کے ہین وہ جو کاروان مین مست
نالہ سرود کا ہے اُنھین شور زنگ کا

ساقی نہ قطع سلسلہ دورِ جام ہو
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا

جو مصقلی دو ابرو خمدار یار سے تھے
دھبّا لگا نہ آئینہ رُخ کو زنگ کا

میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا

اس گنبد سپہر کو مین کیا کرون گا یار
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

مس کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا
کم ہے جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا

قابو مین یار عشق کی تاثیر سے ہوا
کیا حسن اتفاق یہ تدبیر سے ہوا

دل تنگ چھٹکے زلفِ گرہ گیر سے ہوا
سودا نکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

بے بار غم مغنی کی تحریر سے ہوا
کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردان عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے
شیرون کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شدّاد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ مین روئے یار نے
خورشید سرد قرص تباشیر سے ہوا

جھڑنے لگے جو منھ سے اُس آرام جان کے پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

مارا نگاہِ ناز سے اُس ترک نے اُسے
استادہ جو کہ فاصلۂ تیر سے ہوا

آئینۂ خیال کو منظور تو رہا ہے
جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

خمخانۂ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجھکو نشۂ مے شیر سے ہوا

اچھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

مارا پڑا مین جنبش ابرو سے بے گناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

بھڑکا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغاز خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی
انبوہ مور دانۂ زنجیر سے ہوا

اُس نوجوان کا ناز یہ کہتا ہے کیجیئے
وہ ظلم جو فلک کے بھی پیر سے ہوا

زندان مین اُس پری کا جو آیا کبھی خیال
کار سپند دانۂ زنجیر سے ہوا

حسن آڑے آگیا مرے بخشا کریم نے
شایان عفو عشق کی تقصیر سے ہوا

اے پیر عقل پھر نہین آتش ترا مرید
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا
سر شوریدہ کو پاے غزالان پر بھی دھر دیکھا

تجھے موجود پایا یار تجکو جلوہ گر دیکھا
ترا دیدار آنکھون کو جو تھا مد نظر دیکھا

تری مستانہ آنکھون کی نہ گردش کا اثر دیکھا
ے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا

تمھارے روبرو پھیکا رُخ شمس و قمر دیکھا
وہ نان بے نمک پایا یہ شیر بے شکر دیکھا

سواد گیسوے مشکین مین ظلمت شام کی پائی
بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا

محبت مین مزا ملتا ہے ایذا مین اُٹھانیسے
اُسی کو ہنسے پایا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا

دل سوزاں کی حالت سینۂ سوزاں میں یاد آئی
کسی مجمر میں ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آئے بھی بازار عالم میں
وہی سودا کیا ہمنے کہ جس میں درد سر دیکھا

نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیروں سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

حلاوت سے نہیں اک ذرہ موجودات کا خالی
گرہ میں قند کو باندھے ہوئے ہر نیشکر دیکھا

ہوئے ہیں کیا سمجھکر پردۂ فانوس سے باہر
مگر شمعوں نے پروانوں کو بھی بے بال و پر دیکھا

پھری نیت نہ ہرگز لاکھ کھایا مجھکو بے صرفہ
فراق یار سا کوئی نہیں جوع البقر دیکھا

خدا کی شان اے بت جلوہ گر ہے حسن سے تیرے
تجلی طور پر دیکھی جو تجھکو بام پر دیکھا

جگر خوں ہوگیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی میں بھی مظلوموں کے نالے کا اثر دیکھا

خبر اک دن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے فقیروں کا
وہ شاہ حسن ہمنے بادشاہ بے خبر دیکھا

یہ مستغرق تصور میں ہوئیں اُس طاق ابرو کی
پھریں اپنی نگاہیں جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

تڑپتے دیکھکر مجکو کہا ہنس کر یہ اُس بت نے
خدا کے دوست کو رنج و الم میں بیشتر دیکھا

فراق یار میں جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہے
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشاں دم میں چھپاتا لگائے غوطے دریا میں
نہ لب سا لعل اے آتش نہ دنداں سا گہر دیکھا

کھینچے جو رنگ عاشق کو نگاہِ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا

صوفیوں کو وجد میں لاتا ہے نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا

یہ اشارہ ہمسے ہے اُن کی نگاہِ ناز کا
دیکھ تو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

گفتگو بڑھ جائے گی تقریر عیسی سے جو کی
وہ لب جاں بخش بھی دم بھرتے ہیں اعجاز کا

پڑ گئے سوراخ دل میں گفتگو سے یار سے
ہے کنایہ سے کہیں اک قول اُس طناز کا

زندہ اُن آنکھوں کے کشتے کو نہ دو لب کر سکے
اس فسوں پرداز پر چلسکتا نہیں اعجاز کا

روح قالب سے جدا کرتا ہے قالب روح سے
ایک ادنی سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا

سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتشِ سودائے یار
دیکھنے والا تری چشمِ فسوں پرداز کا

بہر پامالی عاشق ہوتی ہے مشقِ خرام
شور ہے خلخال پائے یار کی آواز کا

مُنھ سے بیدل کے اشار لیسے نکلتا کچھ نہین
مثل نے محتاج ہے اپنا دہن دمساز کا

حیرت آنکھون کو ہے نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہے کس انداز کا

یہ اشارہ کر رہی ہے ابرو خمدار یار
کام مُنھ چڑھنا ہے اس تلوار کے جانباز کا

اے زبان کیجیو نہ شرح حالت دلکا خیال
منکشف ہونا نہین بہتر ہے مخفی راز کا

غیبت عاشق کے سُننے کا دماغ اسکو نہین
بند ہو جاتا ہے پیش یار دم غمّاز کا

کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروانہ ہو
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا

کھینچ دیتا ہے شبیہ شعر کا خاکا خیال
فکر رنگین کام اس پر کرتی ہے پرداز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

بلائے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا
چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا

گرو ہوا تو اُسے چھوٹنا محال ہوا
دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا

کمی نہین تری درگاہ مین کسی شے کی
وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا

دکھا کے چہرۂ روشن وہ کہتے ہین سرشام
وہ آفتاب نہین ہے جسے زوال ہوا

دُکھا نہ دل کو صنم التجا در کھتا ہون
مجھے ملال ہوا تو تجھے ملال ہوا

سجھایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون مین
خیال یار مرا شعر کا خیال ہوا

ترے شہید کے جیب کفن مین ای قاتل
گلال سے بھی ہے رنگ عبیر لال ہوا

بلند خاک نشینی نے قدر کی میری
عروج مجھکو ہوا جب کہ پائمال ہوا

غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی
بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا

یقین ہے دیکھتے صوفی تو دم نکل جاتا
ہمارے وجد کے عالم مین ہے جو حال ہوا

وہ ناتوان تھا ارادہ کیا جو کھانے کا
غم فراق کے دانتون مین مین خلال ہوا

کیا ہے زار یہ تیری کمر کے سودے نے
پڑا جو عکس مرا آئینہ مین بال ہوا

دکھائی تھی نہ تمھین چشم سرمگین اپنی
نگاہ ناز سے وحشت زدہ غزال ہوا

دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی
خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

جنون مین عالم طفلی کی بادشاہت کی
کھلونا آنکھون مین اپنی ہر اک غزال ہوا

سُنا جمیل بھی تیرا جو نام اے محبوب
ہزار جان سے دل بندہ جمال ہوا

لکھا ہے عاشقون مین اپنے تو نے جسکا نام
پھر اُس کا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا

گنہ کسی نے کیا تھرتھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوئے ہم حس کو انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کونسا ہے وہ جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

تمھاری ابروئے کج کا تھا دوج کا دھوکا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا

دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی
فراق تلخ تو شیرین تجھے وصال ہوا

وہی ہے لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا

ہاتھون نے جو مہندی کو گلستان سے نکالا
سُرمہ کو اُن آنکھون نے صفاہان سے نکالا

کالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا

سوزن نے کیا خار کف پا سے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین سُنین اللہ کی مشتاق تھے جس کے
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قران سے نکالا

جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ
کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا

گردن مری اے دست جنون تو نے جھکائی
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا

کیونکر وہ شہ حسن کرے چین جبین دور
طغرا کو کسی نے نہین فرمان سے نکالا

وحشت نے کیا خانۂ زنجیر سے باہر
صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا

مسی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر
ظلمت نے ہے چشمۂ حیوان سے نکالا

دیوانہ ہوا دیکھ کے پریون کی ادائین
وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا

اے حسن محل دونون کو سمجھا جو ترا این
الفت کا مزا گبر و مسلمان سے نکالا

ہر چند کہ کاوش رہی مضمون مین اُس کے
پانی نہ ترے چاہِ زنخدان سے نکالا

لٹکایا ہے زلفون کو اُنھون نے بھی تری طرح
پریون نے بھی ہے سلسلہ انسان سے نکالا

نالان رہے ہم کوچۂ محبوب مین آتش
بلبل نے بجار اپنا گلستان سے نکالا

وصل کی شب رنگ گردون نوعِ دیگر ہو گیا
شام سے یار اور مین جامے سے باہر ہوگیا

عیسیِ مریم وہ لعلِ روح پرور ہوگیا
روے زیبا حسنِ یوسف سے پیمبر ہوگیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہوگیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہوگیا

اُس شہِ خوبان کو جب لکھا عریضہ شوق کا
اس قدر لوٹا ہما اُس پر کبوتر ہوگیا

تختۂ نردِ عشق دل کھیلا جو حُسنِ یار سے
اُڑ گئے ایسے مرے چھکے کہ ششدر ہوگیا

منتخب تو نے کیا لے کر قلم کو ہاتھ مین
صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہوگیا

روح کو تفریح ان دانتون کے دیکھے سے ہوئی
آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہوگیا

کوچۂ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم
بوے سُنبل سے دماغ جان معطر ہوگیا

جنبش اُن مژگان نے کی جھرجھری سی چل گئی
مرغِ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہوگیا

عشق کا قصہ کہین گے ہم حضورِ شاہِ حُسن
وقت شب دربار اگر اپنا مقرر ہوگیا

کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابون کی طرح
جیسے سودیکا ترے سر مین مرے گھر ہوگیا

رتبۂ سُنبل کو پہونچا خس و خاشاک کا
پیشِ زلفِ یار مٹی مشک و عنبر ہوگیا

صورتِ قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی
اپنی آنکھون مین ہلالِ عید خنجر ہوگیا

قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر
نقش جانبازی کا اپنی اُس کے دل پر ہوگیا

چھوٹ کر مرجع سے اپنے ہو پریشان حال روح
بھول کر گھر کو تباہی مین کبوتر ہوگیا

بوجھ سے حمّال کا قاتل سے اُٹھنے کا نہین
طول شرحِ شوق سے مکتوب دفتر ہوگیا

لعل و گوہر اس لب و دندان سے کھوئے گئے
پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہوگیا

فکرِ رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
برگِ گل صفحہ رگِ گل نقش مسطر ہوگیا

گوش عارف مین یہ گورستان سے آتی ہے صدا
آسمان سے وہ زمین کے جو برابر ہوگیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن میں صراحی دار گوہر ہو گیا

قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو
تیغ ہے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا

کشورِ دل کو کیا غارت خطِ شبرنگ نے
گردِ لشکر میں جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا

تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی ای آرامِ جان
استخوان جو تھا مرے پہلو میں خنجر ہو گیا

خطبۂ بلبل نے پڑھا تیرے بہارِ حسن کا
نام گلبن سنتے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا

شوقِ خود بینی ہوا تجھکو جو اے سلطانِ حسن
آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا

سامنا جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بیخود ہوا
جامِ چشمِ یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا

ایک الف سے قد کے سودیین ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

شادمانی میں نے کی غم جس قدر افزون ہوا
بادہ گلرنگ سے سمجھا اگر دل خون ہوا

گل سے رنگین تر ہمارے شعر کا مضمون ہوا
سرو سے سرسبز اپنا مصرعۂ موزون ہوا

کاکلِ مشکین کے سودے سے ہوا ہیں سر بجیب
سانپ نے کاٹا تو مجھکو نشۂ افیون ہوا

موسمِ گل کی ہوا نے دور کی قیدِ لباس
زائل اعجازِ جنون سے عقل کا افسون ہوا

مغز کے بدلے بھرا سودا جو عشقِ یار کا
کاسۂ سر پردہ پوشی کے لئے واژون ہوا

پھرتے پھرتے جستجوئے گوہرِ مقصود میں
بیٹھ کر دیا گھڑی بھر میں جہان جیحون ہوا

حکم سے اس کے کیا جو قتل مجھکو بے گناہ
یار کا شاکر تو میں جلاد کا ممنون ہوا

خون کیا غربت میں دل اپنا وطن کی یاد میں
شہر میں آئے تو داغ لالۂ ہامون ہوا

اے جنونِ عشق کالے کا اثر رکھتا ہے تو
گل ترے آگے چراغِ عقلِ افلاطون ہوا

تول دیکھا ہمنے میزانِ خرد میں بارہا
سرو نا موزون ہوا قدِ یار کا موزون ہوا

گاہ گریان گاہ خندان گاہ نالان گہ خموش
عشق کے نیرنگ سے حال اپنا گوناگون ہوا

آرزو مندِ شہادت مر گئے حسرت سے یار
بگینہ جب تیغ سے تیری ہمارا خون ہوا

فکرِ رنگین نے اسے باندھا عرس کی طرح سے
سامنے دزدِ حنا کا جب کوئی مضمون ہوا

یار جب آیا وہ ترک اڑنے لگا بے اختیار
رنگِ رو میرا مرے محبوب کا گلگون ہوا

نبگئی گور اسکی راحت کے لیے آغوش حور
داخل جنت تمھارے کوچہ کا مدفون ہوا

دیدۂ فرہاد سے شیرین اداد یکھا کیا
ناز لیلیٰ جب کیا تمنے تو مین مجنون ہوا

غائب آنکھون سے خیال یار ای آتش نہ ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تھا لازم ہی ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا

خار آنکھون مین ہین گل باغ جہان کے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہو گی بعد مرگ
سر مین سودا لے چلے ہین یار کے پابوس کا

نے سر بازار پکڑ ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہین ہی شیشۂ ناموس کا

موسم گل کی ہوا لیوا اسکے ہے رکھتی ہی مست
رقص دکھلا دیتا ہی ابر کرم طاؤس کا

پا کدامانی کا تیری جب گذرتا ہے خیال
کرنے لگتا ہی دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہے جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہے اس طاؤس کا

سرو پر ہوتا ہے آنکھون کو قد بالا کا شک
دیتی ہے دھوکا قبائے گل تری ملبوس کا

روشنی شمع رکھتا ہے خیال روے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا

کچھ نہین سنتا خبر جا کر کہے کیا یار سے
دم خموشی سے ہماری بند ہے جاسوس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع رو پردہ ترا فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہی خوشی
عید ہے جس روز چھپکا را ہوا محبوس کا

حسن مین تیرے خدا کی شان ہی اے نازنین
دیکھکر بت تجھکو نالا کرتے ہین ناقوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل ہتیاب ہے
سینہ کوبی مین ہمارے غلغلہ ہے کوس کا

ڈھونڈھتی ہین آنکھین اس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل شرف حاصل کرے پابوس کا

بوسہ جب مانگون تو منھ کو پھیر لیتے ہین بت
صورت الٹی ہی سخی کی دل مگر منحوس کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف شراب
رو کھلجاتا ہے آتش زاہد سالوس کا

آگیا مجھکو پسینا جب کوئی ملزم ہوا
خاک مین مین مل گیا جو سر کسی کا خم ہوا

یاد فصل گل مین آنکھون کا عجب عالم ہوا
اشک جو مژگان سے ٹپکا قطرۂ شبنم ہوا

مردے بھی دیکھے سے تیرے یار زندہ ہو گئے
جان مین جان آگئی دم مین ہمارے دم ہوا

نغمۂ بلبل کی خاطر کان تو رکھتا ہے گل
گوش صوفی سے سنا توحید کا عالم ہوا

نزع کی حالت ہے سن رکھیے وصیت مہربان
روح ہوگی شاد اگر تمکو نہ اپنا غم ہوا

اُس پری رو نے کئے سنڈ وا کے زلف آزاد اسیر
سلسلہ سودا زدون کا درہم و برہم ہوا

جب نظر آیا کوئی رخسار آئینہ سے صاف
دم بخود مین رہ گیا سکتے کا سا عالم ہوا

کردیا صاف آئینہ سے مصقلی نے عشق کے
دل مرا حسن و جمال یار کا محرم ہوا

بوئے گل سے بد دماغ ان نازنین کو جب سُنا
اس قدر چھینکیے کہ نتھنون مین ہمارے دم ہوا

چشم وحدت بین سے سیر عالم کثرت جو کی
ذرہ بھی اپنی نظر مین نیر اعظم ہوا

کالے کے کاٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار
سونگھنا اُس گیسوے مشکین کا مجھکو سم ہوا

ہاتھ مین رکھنے سے تیرے قدر انگشتر کھلی
نام اقدس سے نگین تاج ہر خاتم ہوا

دوسرا ہمسایہ پایا جب کوئی ہمدرد دوست
زخم پہ اپنے نمک کافور کا مرہم ہوا

ایک بوسہ مانگنے پر دے کے لاکھون گالیان
بخل مین قارون سخاوت مین وہ حاتم ہوا

جب رہا عقدہ کھلا جس کو دہان یار کا
ہو گیا وہ گنگ جو اس راز کا محرم ہوا

مرگیا سودائے گیسوے مسلسل مین جو مین
خانہ زنجیر مین چالیس دن ماتم ہوا

جلوۂ یوسف دکھایا حسن روے یار نے
وہ لب جان بخش نور دیدہ مریم ہوا

پھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

زور مردانہ اکھاڑا ہے اکھاڑا عشق کا
چار دن کشتی لڑا جو اس مین وہ رستم ہوا

عاشقون سے جھک کے کب ملتا ہے وہ بالا بلند
قمریون سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا

دیکھیے پھانسی مجھے بے تقصیر گو گیسوے یار
گردن اہل ندامت کی طرح سے خم ہوا

شعر رنگین میرے بلبل نے جو اے آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینا قطرۂ شبنم ہو اٹھا

قبضہ ہے اس پر تمھارے حسن سے خونریز کا
کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نرگس خونریز کا
مہر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا

حب لب شیرین سے گالی دی ہے مجکو یار نے
ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آمیز کا

تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی
عشق ہے روز ازل سے حسن شور انگیز کا

بے ستون پیچھے بنا کھودا اس کو پہلے کوہکن
دل مین شیرین کے ہوا ہے وہ جو گھر پرویز کا

چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے
دل کو لہراتا ہے جوبن سبزۂ نوخیز کا

عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے
رنگ گلگون کر دیا اُس ماہ کے شبدیز کا

نشہ مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہے وہ ترک
کام کرتی ہے شراب تند تیغ تیز کا

بھولتی آنکھین نہین اکدم مجھے ای شہسوار
یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا

حب سے دکھلایا ہے آنکھون نے ترا حسن شباب
نشہ رہتا ہے ہمین اک ساغر لبریز کا

کم نہین عباسیون سے مسند پرداز غیر
توڑیے دکھلا کے آنکھ اپنی غضب چنگیز کا

مہربانی حال پر میرے نفرمائین طبیب
درد سر ہوگا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا

خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار
ہاتھ سے قاصد کی آنا اُسکی دستاویز کا

صور اسرافیل کا پھکنا اسے افسانہ ہے
کشتہ ہے جو تیرے بالائے قیامت خیز کا

مین کنایہ بھی کسی سے گفتگو کرتا نہین
ناگوار آتش ہے سننا حرف طنز آمیز کا

باغ عالم مین نہین کون ثنا خوان تیرا
ذکر کرتا ہے ہر اک مرغ خوش الحان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہے تو ای محبوب
حق تو یہ ہے کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا

گل کو خوش رنگی مین نسبت رخ روشن سے نہین
طرۂ سنبل سے ہے گیسوے پریشان تیرا

جلوۂ حسن نے دریا کی دکھائین لہرین
ہاتھ مہندی سے ہوا پنجۂ مرجان تیرا

تو ہے محبوب سے ادنی ہو کہ اعلی اس مین
دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمان تیرا

لالہ ہی اک نہین ای یار غلام داغی
سرو آزاد بھی ہے بندۂ احسان تیرا

جان شیرین سے بھرے دل کو تمنا ہے یہی
آب شیرین کے عوض چاہ زنخدان تیرا

بات بے مصلحت وقت نہین تو نے کی
عین حکمت ہے وہ جو کچھ کہ ہے فرمان تیرا

کون عالم میں ہے ایسا جو نہیں سر بسجود — کسکی گردن کو جھکاتا نہیں احسان تیرا

باغ عالم میں ترے دم سے ہے اپنی ہستی — جلتے ہیں سونگھ کے ہم سیب زنخدان تیرا

خوش بیان لائے ہیں ایمان کلام اقدس — کلمہ پڑھتے ہیں وہ سنتے ہیں جو قرآن تیرا

جسم خاکی سے ہے دشوار رسائی تجھ تک — گرد اڑ کر نہیں چھو سکتی ہے دامان تیرا

بانٹ جاہے جسے دولت دو جہان کی اے دوست — چاہتا تیرے سوا کچھ نہیں خواہان تیرا

عشق نے آنکھوں کو دیدار دکھایا آخر — پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا

نیت اہل توکل ہے کرم نے بھر دی — سیر نعمت سے دو عالم کی ہے مہمان تیرا

چھوڑتا عاشق شیدا نہیں بے قتل کیے — تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا

کس پری رشک کا دیوانہ ہے تو اے آتش — چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آ کر رہ گیا — کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہ گیا

باغ میں میں بلبلون کو جو اڑا کر رہ گیا — خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہ گیا

ہو چکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار — خواب سے سر فتنۂ محشر اٹھا کر رہ گیا

کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود مین — مین بگولے کی طرح سے خاک اڑا کر رہ گیا

بڑھ چکے تھے دست گستاخ اس کمر کے درمیان — شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہ گیا

سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اف نہ کی — صورت تبخالہ دل ہونٹون پہ آ کر رہ گیا

کر چکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب — خون ضبتا تھا بدن مین جوش کھا کر رہ گیا

جب کسی لیلی شمائل کا سنا کانون سے ذکر — بید مجنون کی طرح مین تھرتھرا کر رہ گیا

ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مجھ پر باغ مین — پانی پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہ گیا

شہر خوبان مین رہا کرتا ہون مین خانہ بدوش — شب ہوئی جس کوچہ مین بستر لگا کر رہ گیا

جب نہ رہنا تھا دلا فکر وہان یار مین — دل اٹھنا تھا جگہ محبت کی پا کر رہ گیا

ٹھوکرون سے راہ کی ازبسکہ حالت غیر کی — پاؤن اپنا یار کے کوچے مین جا کر رہ گیا

سامنا شوق شہادت نے کیا چھوٹا جو تیر — جب کھنچی شمشیر مین گردن جھکا کر رہ گیا

تونے منھ بھر اسوال بوسہ پر مجھسے جو یار
ہونٹھ کیا کیا اپنے دانتون سے چبا کر رہگیا

سمعسان اظہار کا یارانہ آتش کو ہوا
سرگذشت اپنی زبان تک لانی لاکر رہگیا

شب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا
بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا
مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی
سحر تک مہ و مشتری کا قرآن تھا
وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی
زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا
نکالے تھے دو چاند اُس نے مقابل
وہ شب صبح جنت کا جس پر گمان تھا
عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل
فرحناک تھی روح دل شادمان تھا
مشاہد جمالِ پری کی تھین آنکھین
مکان وصال اک طلسمی مکان تھا
حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی
کھُلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا
کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا
کمر کی طرح سے جو غائب دہان تھا
حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی
نہان جس کو سمجھے ہوئے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

دل شب فرقت مین ہے از بسکہ خواہان مرگ کا
اشتیاق یار سے افزون ہے ارمان مرگ کا
چاہیے خال پری بہر سپند چشم غول
یہ چراغ گور ہے مجھسے بیابان مرگ کا
موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف جنون
دیتی ہے پیغام تنگی گریبان مرگ کا
کیا بیان درد دل پیش اطبا کیجئے
کچھ کسی سے ہو نہین سکتا ہے درمان مرگ کا
جب کہا مر جاوے گا اپنے گلے کو کاٹ کر
ہنس کے فرمایا نہین مختار انسان مرگ کا
حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجھکو دی
جب کہین دیکھا ہے کیا مین نے سامان مرگ کا
اس قدر اے گردون مری قید گریبان ہے تنگ
پھر نہ چھوڑون ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا
دانت ملتے ہین ہوئے ہین موئے سر سارے سفید
گور ہنستی ہے سمجھکر مجھکو شایان مرگ کا
شام ہوتے ہی شب فرقت مین آ نکلے اگر
صبح محشر تک رہے گا مجھ پر احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندھون کمر
پیر ہون در پیش ہے طے کرنا سیدان مرگ کا

روے مژہ ان آنکھون نے دل کو دکھا دیا
صیاد نے شکار چھری سے لڑا دیا

تشبیہ دی جو چہرۂ قاتل کی خال سے
گولی نے بے تفنگ نشانہ اُڑا دیا

کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دل کو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا

دل دے کے بوسۂ لب لعلین کیا خرید
بازار عشق مین سے یہ اُکر لیا دیا

ٹھہرا حضور یار نہ ماہِ چہار دہ
دن ہو گیا نقاب جو شب کو اٹھا دیا

قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم
بجلی گرائے گا جو کبھی مسکرا دیا

تل کیا بنا یا یار نے روئے صبیح پر
فرعون کو تختِ علاج کے اوپر بٹھا دیا

ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سُنکر اُسے گلال ساتم نے اُڑا دیا

سودائے زلف یار کی سر مین جگہ ہوئی
دام بلا مین دل کو قضا نے پھنسا دیا

بے داغ ہونے نے رخ پر نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبہ لگا دیا

احسان مانو حسن خدا داد کا بتو
پتھر تھے تم کو شیشہ سے نازک بنا دیا

خط سے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ
بجھنے نے اس چراغ کے دل کو بجھا دیا

پوچھا ہے عارفون سے جو ہمنے مکان یار
آنکھون کو بند کر کے ہے دل کا پتا دیا

مغرور ہو نہ حسن جوانی پر آدمی
پیری نے آسمان کی کمر کو جھکا دیا

خلخال پائے یار سے ہے یہ صدا بلند
غافل جو سوتے تھے انھین ہمنے جگا دیا

اللہ رے شوق دل کو زنخدان یار کا
غش آگیا جو سیب کسی نے دکھا دیا

آتش خرام یار بھی ہے دولت کثیر
اکسیر تھا وہ خاک مین خس کو ملا دیا

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا
گام اول مین قدم کعبہ کے اندر ہوتا

گوش خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا

حق ہے اے جان کہ تجھسا نہین دلبر ہوتا
دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

نہین معلوم اُنھین دلجوئی نہین جو کرتے
کہ ثواب اس کا ہے سوج کے برابر ہوتا

اس قدر اہل جہان کو ہے محبت زر سے
پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا

اُس پری تک جو خط شوق مرا لے جاتا
تاج ہُدہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا

خال کی بو بھی ہے اُس رُخ کے پسینے کے شریک
شامل عطر ہے فی الواقعہ عنبر ہوتا

توڑتا پانون کو جو تخت کی خواہش کرتے
کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا

قابل دید ہے ہر چند صفا سے وہ رُخ
آئینہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا

بحر ہستی مین نظر آتے نہ مانند حباب
خالی اک لحظہ ہوا سے جو ترا سر ہوتا

میٹھی باتون کا عجب کیا ہے دہن سے اُن کے
بیشتر پستہ ہے آلودہ شکر ہوتا

میرے زندان مین کرم باد بہاری کرتی
نکہت گل کی طرح جامے سے باہر ہوتا

جام بھر بھر کے مئے ناب سے دیتا جمشید
آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا

تیری فرقت مین شب ای ترک یہ تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغر مے کا طلبگار نہین ای ساقی
دونون آنکھون سے تری مست دو ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو پے غارت دل
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہے
لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزش عشق مین یہ دل ہی ہے قائم آتش
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

ردیف بائے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب
روبروے یار ہے اک قرص کافور آفتاب

یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ
دیدۂ خفاش کو کرتی ہے بے نور آفتاب

منھ نہ دیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہو نہین
ای صنم جب پوچھتے ہین گبر منظور آفتاب

مہر طینت مین تبان مہر طاعت کی نہین
سبز کر دیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سے لگتے ہین ہجر یار مین تار شعاع
آسمان نیلگون چھپتا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہے جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہ ہو
چشم حربا مین پری بن جائے یا حور آفتاب

حسن غازہ گر سے نسبت کون دیتا ہے اُسے
تا بہ کہ آہن ہے پیش روئے پر نور آفتاب

بام پر وہ مہروش آتا ہے صبح عید ہے
پردۂ شب سے نہ نکلے تا بمقدور آفتاب

سربلندون کے لئے ہے عیب بھی آتش ہنر
آسمان کا داغ پیشانی ہے مشہور آفتاب

چھین سکتا ہے کوئی جائے خیال یار خواب
تیری قسمت مین نہین اے دیدۂ بیدار خواب

حالت بد مین نہین کوئی کسی کا آشنا
کوچ کر جاتا ہے پیش از مردن بیمار خواب

پرتو ہے یہ مگر حسن لطیف یار کا
آنکھوں مین ہے پر نظر آتا نہین زنہار خواب

دیدۂ خانہ خراب اب روتے روتے چھوٹ جائین
اُڑ گیا پانی ہی ہوئے انتظار یار خواب

دامن دایہ اُسے شاید کہ سمجھا کو ہکن
جلتے ہی آیا میان دامن کہسار خواب

سایۂ طوبی مین لے چل مجھکو اے خواب اجل
کھینچئے تا چند زیر سایۂ دیوار خواب

خفتگان مجھکو نظر آتے ہین مردے سے پڑے
صبح تک دکھلاتی ہے یہ چشم شب بیدار خواب

بعد مردن بھی نہون گے بند روزن کی طرح
میری آنکھون سے بہت کھاتا ہے ننگ و عار خواب

زیست مین راحت کو کیا روؤن بعد مرگ بھی
گور مین آنے نہ دیگا وعدۂ دیدار خواب

وقت شب ہو بادہ ہو تنہا مکان یار ہو
کس کو دکھلاتا ہے ایسا طالع بیدار خواب

نیند آتی ہے مرے جاتے ہی آتش یار کو
ہو گیا ہے جان کو میری غریب آزار خواب

کیا دیجیے گا عاشق دلگیر کا جواب
خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب

آئینہ لے کے صنعت اسکندری کو دیکھ
تصویر ہے کھنچی ہوئی تصویر کا جواب

مژگان یار تیر ہین ابرو کمان ہے
نے اس کمان کا مثل نہ اُس تیر کا جواب

خط دیکے کہیو اب کی زبانی یہ نامہ بر
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

اللہ جانتا ہے اسے خوب کیا کہوں
میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب

زنداں میں شب کو ڈر کے جو اُس نے کیا ہے غل
میں نے دیا ہے نالۂ زنجیر کا جواب

لکھتا ہوں بیت ابرو محبوب کی جو شرح
شمشیر کھینچتا ہوں میں شمشیر کا جواب

گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع
تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب

آتش کہاں تک اپنے نوشتہ کو روؤں میں
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اُس رُخ کا حل ہوا مطلب
شرح سے متن کا کھلا مطلب

تو وہ مرجع ہے جس سے رکھتے ہیں
کافر و رند و پارسا مطلب

منزل گور میں وصال ہوا
گوشہ میں چھپ کے ہو گیا مطلب

التجا ہے یہی زبان سے مجھے
گوش سے ہو نہ آشنا مطلب

بیت ابرو کی کیا کروں تعریف
سوجھتا ہے نیا نیا مطلب

دہن زخم کشتگان سے ہے
میرے قاتل کو مرحبا مطلب

برہمن سے نہ پوچھا اک بت نے
کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب

بند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا
ہم نے جب کھول کر لکھا مطلب

اے شہ حسن ہم فقیروں کو
ہے زبان سے تری دعا مطلب

دہن و زلف کا میں مائل تھا
کبھی اُلجھا کبھی رُکا مطلب

حسن سے عشق کون کرتا ہے
کس کو ہے درد بے دوا مطلب

فتنہ پرداز چشم کو اُس کی
مکر منظور ہے دغا مطلب

جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

شاعر حال گو تھا میں آتش
میرے ہر شعر میں بندھا مطلب

زعم میں اپنے یہ نافہم جو استاد ہیں سب
معترض ہو جیے تو قابل ایراد ہیں سب

صورت سیل یہ خوشتر و ستم ایجاد ہیں سب
خانہ بربادی احباب کی بنیاد ہیں سب

مکتب عشق مین جو ہین وہ فلاطون حکمت
کوئی شاگرد کسی کا نہین اُستاد ہین سب

آج کل چاہنے والون سے خفا ہے وہ شوخ
مستحقان کرم مورد بیداد ہین سب

روز اول سے ہین سایہ کی طرح سے ہمراہ
رنج واندوہ ملال اپنے یہ ہمزاد ہین سب

قطع ہو جائے اگر سلسلۂ مہر ووفا
پھر گرفتار نہین ہے کوئی آزاد ہین سب

دفتر عشق بھی کیا دفتر خوش طالع ہے
نظری فرد نہین اس مین کوئی صاد ہین سب

عشوۂ و غمزۂ و بدمذہب و ناز و انداز
واسطے تیرے گنہگارون کے جلاد ہین سب

آفت جان نہین مو کونسا اُن مژگان کا
خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہین سب

شوق ہے دل مین تو آنکھون مین تصور اُس کا
منزلین جلوۂ محبوب کی آباد ہین سب

صاف آئینہ سے ہین تیغ سے خونریز نگ
ان حسینون مین غرض جوہر فولاد ہین سب

کونسا دل ہے نہین جسمین غم عشق ای حسن
خوگر آہ و فغان نالہ و فریاد ہین سب

کیا تماشا ہے جو وہ سرو روان آنکلے
قد کشی کرنے کو استادہ تو شمشاد ہین سب

جگر و دیدہ و دل کا مین کہون کیا احوال
نامراد ان مین سے ہر ایک ہے ناشاد ہین سب

عاشق خستہ ترے ہجر سے تنگ آئے ہین
اُنشدُوا کی ہے صدا سائل امداد ہین سب

آئینہ لے کے حسینون نے بغلین دیکھین
دام مین اپنے اسیر آپ یہ صیاد ہین سب

تو جو لیلےٰ ہے تو مجنون ہین ترے دیوانے
تو جو شیرین ہے تو عاشق ترے فرہاد ہین سب

صورتین کشتون کی اپنے نہین بھولا قاتل
خواب دیکھے ہین جو یوسف نے مرے یاد ہین سب

اس جفاجو کو نہین قدر وفاداری کی
رائگان محنتین ہین کوششین برباد ہین سب

دل نہ کیونکر ہو حسینان جہان پر مائل
غیرت حور ہین سب رشک پریزاد ہین سب

قامت یار ہے بانی قیامت آتش
فتنہ پرداز یان اس چشم کی ایجاد ہین سب

ردیف پائے فارسی

بہتر دکھائی دین کہین شمس و قمر سے آپ
دیکھین جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ

ہوتے ہین گوش زد لب شیرین سے حرف تلخ
اپنے دہن کو صاف کرین نیشکر سے آپ

دربان غریب خاک کرے عرض یار یاب
کانون کو بند کرتے ہین میری خبر سے آپ

فریاد عاشقون کی گوارا نہ کیجیے
واقف نہین ہین آہ و فغان کے اثر سے آپ

آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا
دیکھین گے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ

خط نے غرور حُسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ

اُس نازنین کو دیکھ کے کہتے ہین غیب دان
کچھ نازکی مین کم نہین اپنی کمر سے آپ

آئینہ دیکھنے کا کہان ہے تمھین دماغ
زلفون مین شانہ کرتے ہین کس دردِ سر سے آپ

اچھا ہون یا بُرا ہون تمھارا ہون جو کہ ہون
آگاہ ہین غلام کے عیب و ہنر سے آپ

کیا کیا ہمارا طائرِ دل ہے پھڑک رہا
کس دن شکار کھیلنے نکلین گے گھر سے آپ

ہوش ایسے اُڑ گئے ہین خبر کچھ نہین رہی
آئے ہین کس طرف سے گئے ہین کدھر سے آپ

بدنام ہو گے تم بھی جو رسوا کیا ہمین
ہے خیر اسی مین باز رہین اب بھی شر سے آپ

زاری بھی کر کے اپنے نصیبون کو دیکھ لین
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہم کو نہ زر سے آپ

خانہ خرابِ عشق جو میری طرح کرے
ٹکرائین اپنے سر کو مرے سنگِ در سے آپ

آتش تمھارے گریہ مین ہوتا جو کچھ اثر
کرتے درخت خشک ہرے چشمِ تر سے آپ

ردیف تاے مثناۃ

تا صبح نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
نوچکیان چلین مرے سر پر تمام رات

سونے نہ جاؤ فتنہ جگا کر تمام رات
وعدہ ہے میرے آپکے دن بھر تمام رات

اللہ رے صبح عید کی اُس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات

گلشن مین آ گیا جو قدِ یار مجھ کو یاد
رویا مین زیر پاے صنوبر تمام رات

غفلت مین ہمنے عہد جوانی کو کھو دیا
اب بیٹھے ہاتھ ملتے ہین کھو کر تمام رات

کیا انتظارِ یار کی حالت بیان کرون
رہتی ہے جان آنکھون کے اندر تمام رات

بے یار دل کسی سے نہ میرا بہل سکا
کیا کیا حباب کے نکلے ہین اختر تمام رات

کرنے دے کرتے ہین جو ہوسناک گرمیان
باقی پڑی ہے اے دلِ مضطر تمام رات

مارا ہے پھانسی دے کے مجھے زلفِ یار نے
ہوگا عذاب قبر مقرر تمام رات

اے ماہ چاردہ یہ گریز اب نہیں ہے خوب
پہلے کیا تھا کس لئے خوگر تمام رات

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
کٹتی ہے ہجر یار میں کیونکر تمام رات

کھولے بغل کہیں لحد تیرہ روزگار
سویا نہیں کبھی میں لپٹ کر تمام رات

کنڈی چڑھا کے شام سے وہ شوخ سو رہا
ٹیکا کیا میں سر کو پس در تمام رات

تا صبح گفتگو بھی نگاہوں میں یار سے
آنکھوں میں دشمنوں کی کیا گھر تمام رات

بے یار فرشِ گل مری آنکھوں میں خار تھا
لوٹا کیا میں کانٹوں کے اوپر تمام رات

دیوانہ کونسے صنم باوفا کا ہوں
زنداں میں میرے آتے ہیں پتھر تمام رات

دن کو تو چین لینے دے اے گردش فلک
کافی ہے مجھکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بغیر یار
بالیں میں خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوئے دوست
ہڈیوں پر میری لڑتے ہیں سگان کوئے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
ذکر کو جنت کے میں سمجھا بیان کوئے دوست

تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق
آفت جان ہیں زمین و آسمان کوئے دوست

قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے
مجھکو گورستان کے اوپر ہے گمان کوئے دوست

ہمنشین کہتے ہیں افسانہ سے آجاتی ہے نیند
ہجر کی شب میں سنوں گا داستان کوئے دوست

رشک سے کہتے ہیں میں نے صاف اسے سمجھا رقیب
صورت دیوار اگر دیکھی میان کوئے دوست

نقش پائے غیر پاتا ہوں پس دیوار میں
آشنائے دزد نکلا پاسبان کوئے دوست

قاصدوں کے پاؤں توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلا یا نشان کوئے دوست

چاہِ رہ نقشِ قدم ہے خار رہ قزاق ہے
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوئے دوست

آتش اہل کربلا سے جلکے اب کہتا ہوں میں
اے خوشا طالع تمھارے ساکنان کوئے دوست

تار تارِ پیرہن میں بھر گئی ہے بوئے دوست
مثلِ تصویر نہالی میں ہوں پا پہلوئے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہین یہ سینہ مطلع ہے صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے نہین اُترے ابھی گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا رُوے دوست

واہ ری شانہ کی قسمت کس کو یہ معلوم تھا
پنجہ شل سے کھلین گے عقدہ ہاے موے دوست

داغ دل پر خیر گذری تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست

دو مرین گے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اُڑاتی ہے ہواے تند خاک کوے دوست

اُس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

نظر آتا ہے مجھے اپنا سفر آج کی رات
نبض چل بسنے کی دیتی ہے خبر آج کی رات

جلوہ گر ماہ ہے خورشید لقا دلبر ہے
جمع ہین گھر مین مرے شمس و قمر آج کی رات

بھولتا ہے کوئی بتیابی دل کا عالم
یاد آوے گی کل اے درد جگر آج کی رات

شام سے دل کو خیال رُخ نورانی ہے
خواب مین مجھکو دکھادیگی سحر آج کی رات

دو گھڑی بیٹھیے تکلیف جو کی ہے صاحب
بعد مدت کے کرم آپ نے ہوا ادھر آج کی رات

روشنائی مین مین پاتا ہون عدم کی ظلمت
اے قلم چھوٹے نہ مضمون کمر آج کی رات

صبح ہوتی نظر آتی نہین ہرگز آتش
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آج کی رات

رُخ رنگین کا تصور ہے تماشاے بہشت
بند کر کھول کے آنکھون کو نہ در ہاے بہشت

گل ترے چھلے کے اے حور ہین گلہاے بہشت
دیکھنے آتے ہین مشتاق تماشاے بہشت

کوچۂ حور لقا یار چھٹا ہے جب سے
ہاے جنت کبھی کہتا ہون کبھی واے بہشت

رند ہون مجھکو خرابات مغان جنت ہے
سر زاہد کو مبارک رہے سوداے بہشت

نہین ملتا لب شیرین کا جو بوسہ نہ ملے
حور کے ہاتھ سے کھاؤنگا مین خرماے بہشت

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہے مجھکو
روز اللہ سے کرتا ہون تقاضاے بہشت

عشق مین تیرے رہین اشکون سے آنکھین لبریز
یہی دو چشمے ہین دنیا مین دو دریاے بہشت

سائل کوے حسینان ہون خدا سے اپنے
کافر عشق ہون مجھکو نہین پرواے بہشت

گل جنت سے ہے خوشرنگ وہ روے رنگین
پست بالا کی بلندی سے ہے طوباے بہشت

حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو بھیجے
پھر وہ کافر ہے جو اس کو ہو پرواے بہشت

داور حشر سے محشر مین کہون گا مین بھی
یہ گنہگار بھی رکھتا ہے تمناے بہشت

محفل حور وشان کو یہی میری ہے دعا
تجھکو آباد رکھے انجمن آراے بہشت

تیرے کوچہ کی ہوا اس مین نہ چلتی ہوگی
مرکے بھی دیکھ لین مشتاق تماشاے بہشت

حور کی آنکھون سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین
صورت یار کے دیوانے ہین شیداے بہشت

دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے
اسکی ہمچشم نہین نرگس شہلاے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رندا ہے آتش
مئے کوثر کے لئے ہے مجھے سوداے بہشت

آوے بہار جاے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

تیشہ سے جب کرے گی تجھے پیرزن درست
صورت دکھائی دے گی مجھے کوہکن درست

منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین نہ ہم
اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست

سجدہ کرین تجھے بت و زنار توڑ کر
چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا
نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست

رکھتے ہین آپ پاؤن کہین پڑتے ہین کہین
رفتار کا تمھاری نہین ہے چلن درست

جو پہنے اس کو جامہ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست

عشاق و بوالہوس کو وہ پہچان جائین گے
چھپتی نہین ہے صورت بیمار و تندرست

صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ
نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست

آرائش جمال کو مشاطہ چاہیے
بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست

جامہ یہ اُس کے قطع ہوئی ہی قبائے ناز
ٹھیک اُس کو جانے سمجھے اُسے وہ بدن درست

آئینہ سے بنے گا رخ یار کا بناو
شانہ سے ہوگی زلفِ شکن در شکن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست

آئینہ رکھکے سجدہ مین اپنے جھکائے سر
بت کی طرح ترش کے جو ہو برہمن درست

بھاری نہ ہووین گی مجھے مجنون کی بیڑیان
پھر امام امام کا ہے پیرہن درست

پرچھاوان اُن کا عاشق و معشوق پر پڑے
برسون رہا معاملہ روح و تن درست

غربت زدون کے حال کا انسانہ چھیڑتے
ہوتی اگر طبیعت اہلِ وطن درست

طنز و کنایہ کی نہ رہے ہم سے گفتگو
اپنے شکستہ حال سے کیجیے سخن درست

مستون کے حلقہ سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا
اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست

مشق سخن نے بندش الفاظ حسیت کی
سچ ہی یہ بات کرتی ہی ورزش بدن درست

دنیا سی خانگی کوئی ہوگی نہ بیسوا
شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست

قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹتے گلا
آراستہ ہے گور ہماری کفن درست

وہ رشکِ باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
کہدو کہ ہورہین گل و سرو و سمن درست

پانی نہ نکلے جس مین سے ناقص ہی وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہِ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہی دماغ ہوائے چمن درست

کونسی جا ہی جہان تیرے نہین اے یار مست
دیکھیے جس کوچہ مین بڑ مارتے ہین چار مست

کہہ کے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرو دستار مست
سر برہنہ ہی جو مستون مین وہ ہی سردار مست

حُسن کے نظارے سے ہوتی ہی کیفیت حصول
عشق رکھتا ہی ہمین بے بادۂ گلنار مست

فصل گُل ہی ساقی یوسف لقا ہین ساتھ ساتھ
لالہ گون نے پیتے پھرتے ہین سر بازار مست

کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یادِ خدا
اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست

حسُن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین
مست ہو ہشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست

سکتہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہی مجھے
آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

زاہدون کی پنجگانہ سے فضیلت ہو اُسے / نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست
ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہین / دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے دیدار مست
دختر رز کے لیئے ہوتا ہو اکدن کشت و خون / محتسب پر کھینچتے ہین آجکل تلوار مست
منکشف ہو مجھکو احوال خرابات مغان / میرے آگے کہتے ہین میخانہ کے اخبار مست
عام ہو سودا الحذار گیسوے پرپیچ کا / روز زنجیرون مین جکڑے جاتے ہین دو چار مست
زاہدان خشک کو کیفیت دنیا نہین / ساغر گل سے ہوئے کس دن چمن مین خار مست
آگے آگے ہو کے یاد اُن کو دلا دیتا ہون مین / بھول جاتے ہین جو راہ خانہ خمار مست
خار خار دل کہے کس سے سنے بلبل کی کون / باغبان مست و صبا مست و گل و گلزار مست
روشنیٔ دل سمجھتے ہین زلال بادہ کو / درد مے کو جانتے ہین غازۂ رخسار مست
ترک عادت ہو عداوت آدمی کیواسطے / مے نہ دی تو نے تو اے ساقی ہوئے بیمار مست
واہ آتش کیا زبان رکھتا ہو کیفیت کے ساتھ / سامعین ہوتے ہین سن سن کر ترے اشعار مست

آئینہ کی طرف نہین آتا خیال دوست / قربان شان حسن عدیم المثال دوست
پتلی ہوا ہے آنکھ کی اپنے خیال دوست / یان تو یہ حال ہے نہین معلوم حال دوست
الطاف نامہ یار کا لے کر کرم کرے / صورت دکھاتے ہُدہُد فرخندہ فال دوست
حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز / ظاہر نہین ہوا ابھی ہم کو کمال دوست
سن کر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا / کرتا ہے چشم یار کو روشن جمال دوست
اُن ابروون کے حسن کی تعریف کیا کرون / ماہ چہار دہ سے ہین بہتر ہلال دوست
یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی / شب کو رہا تصور روز وصال دوست
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اے کریم / وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست
دل پر یقین ہوتا ہے مجھکو امین کا / جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست
وہ قد ہے مثل سرو ہمیشہ بہار پر / اندیشہ خزان نہین رکھتا نہال دوست
رخسار سے صباحت کا فور ہے عیان / بوئے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

جلین جبین یار سے بنتی ہے جان پر
ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست

مریخ کی طرح سے ہے خونریز عاشقان
پہنے لباس سرخ تو ہے حسب حال دوست

گڑ گڑ گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست

انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی
اک ایک سے ہے خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
تار نگہ سے اپنے بندھا ہے خیال دوست

دلکو خیال یار کا ہر آن چاہیے
آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست

مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے
اے یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست

رخسار یار پر ہے کسے آرزوئے خط
ہو روسیاہ اُس کا جو چاہے زوال دوست

خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح
دشمن پر اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست

آتش یہ وہ زمین ہے کہ ہمانے ہے کہا
خوشتر زگنج شوارہ بود گوشمال دوست

ردیف تائے ہندی

گل کو قبا پہن کے تو اے کج کلاہ کاٹ
مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ

شوخی حسن کا ہے اشارہ یہی مجھے
صورت دکھا کے رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ

مختار کر دیا مجھے اے مار زلف یار
سونے مین سو بگہ جاگتے مین خواہ مخواہ کاٹ

عاشق ہون بوسہ آج کا کل پر نہ ٹال یار
روزینہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ

اس ترک سا ہے کونسا خونریز دوسرا
کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ

کہتا ہے ہجر مین یہی اُس شمع رو کا دھیان
تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

اے ترک تیرے قبضہ مین ابرو سی تیغ ہے
چن چن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ

موئے مژہ ہر ایک چھری ہے بکنت کی
بد بین ملائین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ

بیوجہ عاشقون سے نہ منہ اے صنم چھپا
بیجرم و بے قصور نہ حق سیاہ کاٹ

قاضی کو عاشقون کی عدالت مین حکم ہو
سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ

آتش ہے خوش دل نہ کھینچیگا یار کا

بے معنی ہے یہ مصرع موزون آہ کاٹ

دو ٹکڑے کر چکے کہین تیغ دو سر کی چوٹ
سر کو جھکا کہ چل چکی قاتل کمر کی چوٹ

آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان
پتھر کی چوٹ ہے مجھے گلبرگ تر کی چوٹ

ٹکرایا کرتے ہین شب و روز اس سے متصل
سر ہی ہمارا اور ترے سنگ در کی چوٹ

درد اُس کو ہو گا سُن کے مری آہ دردناک
جس دل نے کھائی ہووے گی ترچھی نظر کی چوٹ

مشتاق درد عشق جگر بھی ہے دل بھی ہے
دکھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ

اے آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر
پیدا کیا ہے ہم نے بھی شمس و قمر کی چوٹ

بدبین کو اپنی بزم مین اے بت جگہ نہ دے
پتھر کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ

ہوتا ہے آہ سرد سے یون اپنے دل مین درد
پُروا ہوا مین دُکھتی ہے جیسے بشر کی چوٹ

دل کو لگی ہے چشم سیہ کی تری نظر
رکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ

مفلس کا کام یان نہین دولت کا کھیل ہے
دنیا قمار خانہ ہے چلتی ہے زر کی چوٹ

بدتر نہین ہے غم غم فرزند سے کوئی
دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ

صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو
اس کے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ

سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین
آتش بچا ہی دیتی ہے انسان کو سر کی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

دل مین گھر کر کے منہ آنکھون سے چھپاتے ہو عبث
ناز و انداز سے باہر ہوئے جاتے ہو عبث

چوٹی ایڑی سے مری جان بڑھاتے ہو عبث
بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث

اے بتو تم کو بھی دعوائے الٰہیت ہے
توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث

عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

قافلہ منزل دنیا ہے سرائے فانی
اس خطرگاہ مین تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث

مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین
ہکھو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث

صاحب سیب زنخدان وہ یہ غبغب ہو
کس زبان سے مین کہون تم مجھے بھاتے ہو عبث

جانب شیشہ جو دیکھوں تو مغاں کہتے ہیں ── آنکھوں میں دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث
بوسے لیتا ہوں تو کہتا ہے وہ بیشک یوسف ── گرگ کی طرح سے پھاڑے مجھے کھاتے ہو عبث
شاعر و ذکر وہاں کچھ سر یار نہو ── سر مخفی ہیں زباں پر انہیں لاتے ہو عبث
سایہ ساں لگ چلو آتش نہ بہت یار سے تم ── دشمن و دوست کی آنکھوں میں سماتے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے دل میرزا مزاج ── بہ جائے پانی ہوکے جو بدلے ہوا مزاج
اک دم رہے نہ باغ جہاں میں شگفتہ ہم ── پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج
دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئیں ہم ── بیگانگی سے اپنا نہیں آشنا مزاج
اکدن رکا نہ تنگ بغل میں لیا ہزار ── اُس گلبدن کا پاگئی ہے کیا قبا مزاج
پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اُسے شرف ── کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج
مشق ستم ہی اُس لئے اس طفل شوخ کو ── اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج
صحت نہیں نوشتۂ بیمار عشق میں ── چھٹ جاتی ہے غذا نہیں پاتی دوا مزاج
کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا ── افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج
ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا ── پھیرے مگر تلوّن کی طرف سے خدا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہوں میں دنیا کا خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہے یہ ہبوا مزاج

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج ── دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج ── فراغ سودا ہم کو دیتا ہے جنوں نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج ── گنج اُگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
تیرے کوچہ کا ہے اسے خانہ خراب افسانہ آج ── شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل ── عقل کل کہئے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج
خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم میں نہیں ── قیمت یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیعانہ آج

وصل کی شب ہے اندھیریکا ہے وعدہ یار سے / شمع کا ہونا نہین ممکن کہان پروانہ آج

وہ پری پیکر کرے جو ناز زیبا ہے اسے / شہر آباد اُس کے دیوانون سے ہے ویرانہ آج

نزع کی حالت ہے کوئی آشنا اپنا نہین / دیکھیے جس کو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج

آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین / شمع اُڑ جاوے جو ہاتھ آوین پر پروانہ آج

ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش نصف عیش ہے / مین کہون تو سُن جمال یار کا افسانہ آج

امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین / ایکسا ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج

جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین / ساتھ لے کر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج

تلوے سہلاتی ہین پریان خانۂ زنجیر مین / وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج

مجھسے دریا رنوش کو ساقی پلاتا ہے شراب / دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

نقش آسیب پری ہے صورت زیبا تری / ہوش مین آتا ہے تجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح / آئینہ اُن کا مصاحب ہے مقرب شانہ آج

کل ہمارا اور اُس کا امتحان ہو جائے گا / آشنائی کا ترے دم توبھرے بیگانہ آج

میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز / کس طرف جاکر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف / مین نہین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند / بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین / ہے زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

عرش پر ہے ان دنون مین اہل دنیا کا دماغ / کونسا گھر ہے نہین جس مین ہے بالاخانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک / گرگ و یوسف سے برابر ہے ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون / قیمت خرمن بھی گر دے کر ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نہ ڈر / شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج / رکھتی ہے دریا مین حال ماہی بے آب موج

غرق ہونا پار اتر جانا ہے بحر عشق سے / لے چلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج

ڈوبے ہیں دریا میں تیرے عاشق مہتاب بھی
شل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج

اپنا مہمان طفیلی جانتے ہیں ہم اُسے
آئے گی گھر میں ہمارے ہمرہ سیلاب موج

دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی کا ترک
آب دریا خشک ہو جاوے تو ہو نایاب موج

کیا سمجھ کر بحر ہستی میں کروں راحت طلب
دیکھتا ہوں روز و شب دریا میں ہے بیخواب موج

چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حسن
قدرت اللہ دیکھیے گی شب مہتاب موج

بحر الفت کے شناور ہو اگر میری طرح
خواب میں بھی پھر نہ دیکھے صورت گرداب موج

گنج باد آورد بہا لاوے جو خسرو ہو کوئی
اب بھی ہے آتش میان عالم اسباب موج

ردیف جیم فارسی

اک روز اس سرائے سے ہے لا کلام کوچ
سن تو سہی پکارتا ہے یہ مقام کوچ

حرص و ہوا الٰہی نہ دل میں مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کر جائیں عام کوچ

اک عمر سے رواں ہوں رہ کوئے یار میں
دکھلا چکی نہ منزل عالی مقام کوچ

اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہیں مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کوچ

بحر جہاں میں آب رواں سے کھلا یہ حال
استادگی کی جا نہیں یاں ہے مدام کوچ

منزل میں گور کی میں مسافر پہنچ چکوں
آخر ہو توشہ راہ کا ہووے تمام کوچ

مرتا ہے جاں بلب ہے مسافر ہے بے خبر
حضرت سے تیرے کرتا ہے اب یہ غلام کوچ

جب دیکھو رہروی میں ہوں ریگ رواں کی طرح
میرا مقام وہ ہے کہ جس کا ہے نام کوچ

دن رات روز و شب ہے وطن میں سفر ہمیں
وہ پختہ مغز سمجھے ہیں سودائے خام کوچ

آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہیں آجکل
ہندوستاں سے جانب بیت الحرام کوچ

ردیف الحاء

شفق صبح نہ دیکھی نہ سنی نوبت صبح
وقت کو ہاتھ سے کھوتی ہے مری غفلت صبح

شکوہ کس منہ سے زمانے کی دو رنگی کا کروں
رشک شب زلف سیہ چاند سا منہ غیرت صبح

دیکھکر آئینہ یار آنکھون مین پھر جاتا ہے
یاد آتی ہے مجھے بھولی ہوئی صحبت صبح

مئے گلرنگ سے بھر جام صبوحی ساقی
ظلمت گور مین یاد آئی یہ کیفیت صبح

وصل مین ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہے
شام سے پھرتی ہے آنکھون مین مری صورت صبح

کوچہ یار کو کہتے ہین بہشت اے قاصد
یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح

عہد پیری مین تو کر یاد الٰہی غافل
رات تو کٹ گئی غفلت مین شکوہ فرصت صبح

نور کا نام سیہ خانہ گردون مین نہین
گور مین ساتھ ہی لیجاؤن گا مین حسرت صبح

آتش اک رات جو تنہا وہ دلآرام ملے
سجدہ شکر کرون پڑھکے مین دو رکعت صبح

ردیف خا

ہوتی جو اے صنم ترے سیب ذقن کی شاخ
بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ

مارا پڑا ہون دیکھکے اک سیونی سا رنگ
لازم جبریدین کو ہے نسترن سی شاخ

جو خال عنبرین ہے وہ اک مشک نافہ ہے
آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرن کی شاخ

دیکھا جو سخت روئی ابنائے دہر کو
سمجھا مین نرم موم سے بھی کرگدن کی شاخ

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ

باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہے مرا
سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ

روئے صبیح یار کی الفت کے روگ سے
گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ

تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے
ہوتی جو خاردار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

مے نے کئے عذار بت شوخ و شنگ سرخ
کندن کا اور آگ مین ہوتا ہے رنگ سرخ

نسبت یہ گل سے ہے ترے جسم لطیف کو
ہمپلہ برگ گل سے ہو جیسے کہ سنگ سرخ

روئے نگار ہے جو ہے نقش محرم مرا
کانٹون نے کردیا ہے یہ تلوون کا رنگ سرخ

جوش جنون نے گو کہ مجھے زرد کردیا
چہرہ کو میرے رکھتے ہین لڑکون کے سنگ سرخ

گو صید ناتوان ہون پر اتنا ہی گرم خون
ہوجائے چھالے پڑ کے زبان خدنگ سرخ

تحریر وصف لعل نگارین یار مین
شنجرف سے ہوا ہے سیاہی کا رنگ سرخ

کیفیت شراب ہے جوہر شجاع کا
ہوتا ہے چہرہ غازیون کا وقت جنگ سرخ

لکھا جو ہے جواب خط شوق یار نے
قاصد کا مثل رقعۂ شادی ہی رنگ سرخ

کہتے ہین اشک خون شب ہجر یار مین
کشتے کی چارپائی ہے اپنا پلنگ سرخ

عاشق نشانہ رہتے ہین اس ترک شوخ کے
جبتک کہ گرم ہو کے نہ ہووے تفنگ سرخ

ساقی بہار گل کی رعایت ضرور ہے
لالہ کے پھول سے ہو شراب فرنگ سرخ

اُس طفل نے بڑھا کے شفق سے لڑا پتنگ
حسب زن قریب شام اُڑایا پتنگ سرخ

ہوگی تری طرح سے نہ اے ترک خوشنما
پہنے پھرے لباس سپاہ فرنگ سرخ

قاتل کو اپنی تیغ زنی کا جو شوق ہو
روئے زمین ہو صورت میدان جنگ سرخ

پھوٹا لحد مین دل کا پھپھولا تو دیکھنا
ہوجائے گا مزار کا آتش کے رنگ سرخ

قدرت حق ہی صباحت سے تماشا ہی وہ رخ
خال مشکین دل فرعون ید بیضا ہی وہ رخ

نور جو اُس مین ہے خورشید مین وہ نور کہان
یہ اگر حسن کا چشمہ ہے تو دریا ہی وہ رخ

پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اُسے
آئینہ سے دل عارف کے مصفا ہی وہ رخ

بزم عالم ہے توجہ سے اُسی کے آباد
شہر ویران ہی اگر جانب صحرا ہے وہ رخ

سامری چشم فسون گر کی فسون سازی سے
لب جان بخش کے ہونیسے مسیحا ہی وہ رخ

دم نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اس پہ
دولت حسن کے پیش آنے سے دنیا ہی وہ رخ

سایہ کرتے ہین ہما اُڑ کے پرون سے اپنے
تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہی وہ رخ

گل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط
کوئی ثانی نہین لاثانی ہی یکتا ہی وہ رخ

کونسا اُس مین تکلف نہین پاتے ہرچند
نہ مرصع نہ مرتب نہ مطلّا ہی وہ رخ

خال ہندو ہین پرستش کے لئے آئے ہین
پتلیان آنکھون کی دو بت ہین کلیسا ہی وہ رخ

کونسا دل ہے جو دیوانہ نہین ہے اُس کا
خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہی وہ رخ

اس کے دیدار کی کیونکر نہون آنکھین مشتاق
دلربا شے ہے عجب صورت زیبا ہے وہ رخ

تا کجا شرح کرون حسن کی اُسکے آتش
مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا ہے وہ رخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد
دہن زخم کہین خانۂ احسان آباد

کون ہے جو تری دوری مین نہین مرتا ہی
ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد

بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین سے کی
بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد

ہمین دل کے خرابہ کو ہوئی ہین دیکھین
پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ وہ ویران آباد

سیر وا کرتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوے
یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد

کوچۂ یار ہین ہو روشنی اپنے دم کی
کعبہ و دیر کرین گبر و مسلمان آباد

کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے
منزل دل کو کرین آکے یہ مہمان آباد

وہ شہ حسن پریشان ہمین کیون رکھتا ہے
چاہتا اپنی رعیت کو ہے سلطان آباد

کوئی پریون کا اکھاڑا جو نظر آتا ہے
مین سمجھتا ہون کہ ہے ملک سلیمان آباد

خوبرویون کا ہے آنکھون مین تصور رہتا
خانۂ چشم کو کرتے ہین یہ انسان آباد

جس طرف دیکھیے آتا ہے نظر وہ محبوب
جلوۂ یار سے ہے عالم امکان آباد

ساری رونق ہے دیوانون کے دم کی آتش
طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

مئے گلرنگ سے لبریز رہین جام سفید
چشم بدبین کو کرے گردش ایام سفید

بسکہ اُس بت کی طبیعت ہے زمانے سے خلاف
صبح پوشاک سیہ ہے تو سر شام سفید

کونسی شام نہین صبح ہوئی اے مغرور
ایک دن ہوتی ہے یہ زلف سیہ فام سفید

قطرۂ اشک مین سرخی کا کہین نام نہین
لہو تیرا ابھی ہوا اے دل ناکام سفید

دل کی تسکین کو مین پیغام صفا کا سمجھون
پرزہ کاغذ کا جو بھیجے وہ گل اندام سفید

چاندنی رات مین وہ ماہ جو یاد آتا ہے
کاٹنے دوڑتے ہین مجکو در و بام سفید

وصل کی شب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا
میں ادھر زرد اُدھر روئے دلارام سفید

نسبت اُس فتنۂ دوران سے کوئی اندھا دے
یار کی آنکھ سیہ دیدۂ بادام سفید

کسی حالت میں نہیں فکر سے دشمن غافل
آفت مرغ ہے رنگین ہو یا دام سفید

بس ہے اتنی ہی زمانہ کی دورنگی آتش
مئے گلرنگ سے لبریز رہیں جام سفید

قبر پہ یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجکو جزا میرے بعد

ہو گیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

یاس و حرمان و غم و درد یہ بڑھجائینگے
کسی کا نہیں لگنے کا پتا میرے بعد

رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہو گا
نہ رہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

زندگی تک ہیں قیامت کے یہ سارے جھگڑے
مجکو کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد

دوستداری کا گنہگار رہوں وہ دشمن جان
مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد

میں جو نوشہ تو وہ بن جائیگی آغوش عروس
گور سے آئیگی شہنا کی صدا میرے بعد

خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ
ہاتھ ملئے گا بہت ملکے حنا میرے بعد

قفس تن سے چھٹا میں تو چمن سے لاکر
بوئے گل کسکو سنگھا دے گی صبا میرے بعد

کلہ کج نہیں رہنے کی تمھارے سر پر
تنگ وحیت ایسی نہووے گی قبا میرے بعد

ہڈیاں کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی
صدقے ہوگا مرے قاتل کے ہما میرے بعد

میں نہوں گا تو نہ ہو گا یہ تمارا الفت
کوئی بدنے گا نہیں شرط وفا میرے بعد

گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز
قرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد

آئینہ رکھ کے بنانے کے نہیں شانے سے
مختصر ہووے گی یہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحے کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی رات میں کھوتوں جو تری خواب میں بند
عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب میں بند

شمع سان سوزش دل ہمنے کسی سے نہ کہی
رہ گئی اپنی زبان محفل احباب میں بند

یار کے واسطے لکھون جو خط شوقیہ
لکھے ہووین سیہ سیکڑون القاب مین بند

اپنے ہمجنس سے شاید کہ بہلے کوئی دم
دل بیتاب کو کیجیے چہ سیماب مین بند

ناز کرتا ہی وہ بت اپنے ہوا خواہون سے
برہمن ہوتے ہین وان خانہ قصاب مین بند

شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا
روح مستانہ ہے مینائے مئے ناب مین بند

آستین جوش مین کیا آنسوؤن کو روکے گی
ٹھہر سکتا ہے کہان آمد سیلاب مین بند

روز وصل آئے گا آخر شب ہجران ہوگی
کام رہنے کا نہین عالم اسباب مین بند

زمزمے کرتا ہی شاید کہ نگین ہین آتش
رگ گل سے قفس بلبل بیتاب مین بند

تا چند کرون سینہ مین مین آہ و فغان بند
کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند

اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
ذرات رہا مثل حباب اپنا مکان بند

ہم الفت دین ہے اسے ہم لذت دنیا
وہ گنج ہے دل جس مین ہی نقد دو جہان بند

منہ دیکھتا ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا
آنکھین تو کھلین ہین مری لیکن ہی زبان بند

گردش ہی جو قسمت کی وہ موجود ہی وان بھی
گو شیشہ ساعت مین رہے ریگ روان بند

پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچہ مین شب کو
تا صبح نہین ہوتی ہے آواز سگان بند

تنگ آ کے شب وصل مین ہو جائے برہنہ
اندام کو اس گل کی قبا کے ہون گران بند

سرسبز گلستان ہون چلے باد بہاری
کھولے اسے ساقی جو ہی مدت سے دکان بند

آواز یہی کوچۂ قاتل سے ہے آتی
ہوتا ہی جدا بند سے انسان کا یہان بند

سودے نے تری زلف مسلسل کے کئے ہین
زندان محبت مین ہزارون ہی جوان بند

دکھلائے گا اللہ مجھے یار کا کوچہ
مومن ہون رہے گا نہ در باغ جنان بند

قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی
آتش خفقانی کو قیامت ہے مکان بند

منہ لپٹیون مین تو دم کرے خیال یار بند
خواب بد دیکھون جو ہووین دیدۂ بیدار بند

جنبش ابرو سے آئینہ نہ ٹکڑے ہو نہ ہو
بیشتر کرتے ہین ساحر سحر سے تلوار بند

کیا کہوں وعدہ خلافی سے ترے احوال شب
کھول کر دروازے کو کرتا ہوں سو سو بار بند

دل میں آتا ہے کہ اک دن رو کے دکھلاؤں انھیں
روز لکھتے ہیں کراماً کاتبین دو چار بند

حسن جنس بے بہا اہل زمانہ تنگ چشم
آجکل کرتا ہے قحط مشتری بازار بند

تو نے اک بیچا سجا ہے ہاتھ سے اپنے جو یار
کرتے ہیں قالب تہی سن کر اسے دستار بند

پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
باندھی ہے اس پر کمر کھولوں ترا شلوار بند

دیر میں جاوے الٹ کر گر تو چہرے سے نقاب
مصحف رخ پر تصدق بت کریں زنار بند

گوش زد ہووے اگر تقریر تیرے مست کی
زاہدان خشک ہوں مثل زبان خار بند

موسم گل کی ہوا چلتی ہے ساقی جام بھر
شیشے میں تا چند رکھے گا مئے گلنار بند

روح حب قالب میں آئی مجھکو آتش کھل گیا
ہو چکا کنج قفس میں بلبل گلزار بند

خوبرو ہوتے ہیں سن کر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہم عاشق دلگیر سفید

وہ سیہ کار ہوں ظلمت کدۂ دہر میں میں
چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید

لب جانان کی کبودی جو انھیں دکھلاؤں
زرد ہووے گل سوسن تو طباشیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید

سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھوں
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید

عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

دل منور ہے خیال رخ نورانی سے
پرتو ماہ سے رہتی ہے یہ تعمیر سفید

کیا جوانمردوں کو اجلا یہ دنی رکھے گا
اوڑھ لے آپ تو چادر فلک پیر سفید

سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے
نہ چھڑے اور نہ منھ پر سے ہو شمشیر سفید

وہ شکر لب رہے آسیب نظر سے محفوظ
چشم بدخواہ ہو مثل قدح شیر سفید

کام فرمائیں تکلف کو جو دیوانے تو ہو
قصر منعم کی طرح خانۂ زنجیر سفید

شادی و غم سے ہے عالم کا مرقع توام
سرخ تصویر ہے کوئی کوئی تصویر سفید

عقل نے اصل حقیقت سے کیا ہے آگاہ
خون سمجھتا ہوں میں ہر چند کہ ہو شیر سفید

ہر زمین پر ہے نئی آب ہوا کی تاثیر / مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران پئے لیتا ہے لہو جونک کی طرح / کیون نہ ہو رنگ رُخ آتش دلگیر سفید

ردیف دال ہندی

رکھتا ہے یار ابروے خمدار پر گھمنڈ / اُس ترک تیغ زن کو ہے تلوار پر گھمنڈ
ہوگا خزان مین رنگ دگرگون بہار کا / گلچین کا بہ دو ہفتہ ہے گلزار پر گھمنڈ
عاشق ہین گرد رہتے ستارون کیطرح سے / زیبا ہے تمکو چاند سے رخسار پر گھمنڈ
کبر و غرور کی ہے سزا اور اسی کی شان / حسن و جمال ختم کرین یار پر گھمنڈ
تقریر اپنی اور روش یار کی ہے خوب / گفتار پر ہمین اُسے رفتار پر گھمنڈ
دو چار روز لالہ و گل کی بہار ہے / کیجئے قبا پہ اور نہ دستار پر گھمنڈ
یوسفؑ لقا سے میرے زیادہ نہ ہوئیگا / یوسفؑ کو اپنی گرمئ بازار پر گھمنڈ
عیسیٰ مریض عشق سے اپنے نہ پھیر مُنھ / لازم نہین ہے شربت دیدار پر گھمنڈ
آتش سخن شناس سے قدر سخن سمجھ / سارا ہے اس گہر کا خریدار پر گھمنڈ

ردیف ذال

زور بازو ہی کو بازو کا مین سمجھا تعویذ / بس ہے انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ
دشمن و دوست پس از مرگ ملین کے آنکھین / نقش حب کا ہے مرے سنگ لحد کا تعویذ
دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درپیش / نہ زرہ پہنی کبھی مین نے نہ باندھا تعویذ
جذبۂ دل سے پری رویون کو تسخیر کیا / نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ
ذقن یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی / لکھ کے کس روز کنوئین مین نہین ڈالا تعویذ
ے کی تکلیف نہ کیونکر کرین ان آنکھون کے جام / موے سر ابر سیہ برق سنہرا تعویذ
نہین ٹلتی کسی صورت سے بلائے مبرم / ڈھونڈھے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف راء

شانہ توڑتا تار گیسوئے معنبر توڑ کر
پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اُس نگہ سے دل کو سینہ مین نہین رکھو پناہ
قلعہ مین تیر قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے کیا تھا اسکہ بلبل کو اسیر
ہاتھ پر صیاد نے بٹھلا لیا پر توڑ کر

چھوڑنا تیشہ سے اپنا سر نہ تھا ای کوہکن
چھینا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فعل سے اپنے نہ بدمستی مین بھی
شیشہ کو منھ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

ایدل صد چاک اُلجھکر زندگی سے ہو نہ تنگ
پیچ کا اُن گیسوون کے شانہ بنکر توڑ کر

درد بازو مین رہے گا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تو نے لگا کر جام سے
محتسب رکھدے تری گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہے وہ لا اُبالی دیکھنا
پھیر دے گا چار دن مین اے سکندر توڑ کر

قید ہستی سے جو تنگ آتا ہون کہتا ہے دل
توڑ دے دیوار کو زندان کے لنگر توڑ کر

یاد آنے مین ستم اُس سنگ دل محبوب کے
توڑتا ہے دل مرا شیشہ کو پتھر توڑ کر

دیکھنے والا جو آر آتش کا مجھسا اُٹھ گیا
پھینکدو گے اے حسینون تم یہ زیور توڑ کر

دم فنا کرتا ہے آتش جنبش مژگان کا شوق
چھیدتے ہین دل رگ سودا پہ نشتر توڑ کر

جلد ہو سر سفر اے مہ کنعان تیار
ہو چکا تیرے لئے مصر مین زندان تیار

باغ عالم مین ہون مین وہ شجر سوختہ بخت
مری شاخون سے ہوئے سر و چراغان تیار

آبلہ پائی نے صحرا مین رُلایا جو مجھے
ابر مژگان نے کئے نخل مغیلان تیار

چل ولا وقت ہے سینہ کے سپر کرنے کا
برچھیان تانے ہوئے ہین صف مژگان تیار

سرشت پا کیون نہ یہ کونین کے اوپر مارے
دست قدرت سے ہوا پیکر انسان تیار

سر بلندی بھی ہے سرگشتگی بخت کیساتھ
خاک اُڑے اپنی تو ہو گنبد گردان تیار

رنج اُٹھانے مین زبس مین نے مزا پایا ہے
زخم کے واسطے رکھتا ہون نمکدان تیار

تو بھی اے گریہ دکھا چہرۂ رنگین حبیب / بارش ابر سے ہوتا ہے گلستان تیار
زور بھی خاک کے پتلے کو نہین چھپتا ہے / کشتی لڑنے کو ہوئے گبر و مسلمان تیار
غم عالم ہے شکار دل شوریدہ مزاج / مین نے پہلو مین کیا شیر نیستان تیار
کون سے روز نہ دامن نے مجھے اُلجھایا / کب گلا گھوٹنے کو تھا نہ گریبان تیار

بعد مجنون جو گیا مین مرے سر پہ آتش
سایہ کرنے کو ہوئے بید بیابان تیار

بھاگو نہ مجکو دیکھ کے بے اختیار دُور / اے کودکان ابھی تو ہے فصل بہار دُور
مانند مرغ قبلہ نما پیش چشم ہے / وہ کعبہ مراد ہو ہم سے ہزار دُور
عیسیٰ نے نسخہ مین ترے بیمار کے لکھا / درد فراق کو کرے پروردگار دُور
اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث / چھُوٹا ہے مجھ غریب کا مجھسے دیار دُور
گردن نہ خم ہو شمع صفت گو جدا نہان / تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دُور
مضمون باندھ لاتی ہے فکر اپنی عرش سے / ڈھونڈھا ہے جب تو ہمکو ملا ہے شکار دُور
روپوش ہے جو ناز سے اُس کا گلہ نہین / نزدیک دل سے ہے رہے آنکھون سے یار دُور
کیف شراب مین ہے مزا فکر شعر کا / رکھتا پیادہ سے ہے ارادہ سوار دُور
بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے / کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دُور
تسکین کے لئے گئے منزل مین گور کے / پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دُور
وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے / وہ گُل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دُور
فرقت مین یار کے یہ سخن تکیہ ہے مرا / مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمتگار دُور

پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آتش صبوحی کرتی ہے شب کا خمار دُور

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر / پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر
ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہے / بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر
دونون ہاتھون کی ترے یار کرون کیا تعریف / بایان دہنے سے تو پھر بائین سے دہنا بہتر

یار کو دیکھین گے پہنا کے سب مہ مین اُسے ملگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر
نفس امارہ سا رکھتا ہے یہ سرکش دشمن آدمی کے لیے غافل نہین رہنا بہتر

ٹیڑھے سیدھے سے غرض رکھتے نہین ای آتش
جو کہے یار ہمین سُن کے یہ کہنا بہتر

خط سے کب جاتے ہین عاشق سوئے جانان چھوڑ کر کشت پختہ کو کبھی بھاگے نہ دہقان چھوڑ کر
کعبہ سان جلے ادب ہو چار دیوار لحد یان قدم رکھتا ہے تخت اپنا سلیمان چھوڑ کر
کھا لیا داغ فراق یار نے آخر مجھے ہو نہ غافل ملک پر عامل کو سلطان چھوڑ کر
مصحف روئے صنم سے منحرف زاہد نہو منھ دکھاوے گا خدا کو کیا تو ایمان چھوڑ کر
مٹ نہ بعد مرگ بھی اے داغ الفت ہی بعید صاحب خانہ کو سونا جائے مہمان چھوڑ کر
نیک بختون کو نہ دے رنج انقلاب روزگار واصل خورشید ہو شبنم گلستان چھوڑ کر
فرقت تن سے ہو شادان روح اہل حسن قدر خوش نہ ہوگا اس قدر دیوانہ زندان چھوڑ کر
چاند سے رخسار پر لہرا کے آنے دیجئے کھینچئے اندھیر زلفون کو پریشان چھوڑ کر
کار مردانہ کیا چاہے تو اے دست جنون کھینچ دامان پری میرا گریبان چھوڑ کر
شہد لب کا تیرے سن پایا تھا افسانہ کہین زہر کھایا مورچون نے شکرستان چھوڑ کر
باغ مین آکر کہان جاتا ہے ای رشک بہار گل کو خندان چھوڑ کر بلبل کو نالان چھوڑ کر
اے کمان کش ہو گستش سے دلکی اُمید قوی تیر پہلو سے مرے نکلے تو پیکان چھوڑ کر
کاٹھ کوچے قدم رکھ سرزمین عشق پر کھیت ہاتھ اُس کے ہو بھاگا جو نہ میدان چھوڑ کر
اُن لبون سے گیسوے مشکین کا قصد دل نکر تنگ ہوگا اس ختن مین یہ بدخشان چھوڑ کر
باغ عالم مین وہ ایسا کونسا محبوب ہے خاک اُڑاتی ہے صبا کس گل کا دامان چھوڑ کر

ہستی فانی ہے آتش چار دن مین نیستی
فکر عقبیٰ کا کرے دنیا کو انسان چھوڑ کر

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار آجکل چلنے کو ہے بادبہاری تیار
دل تو کہتا تھا نکل چلنے کو پر چلتے وقت پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

مجکو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغر پایا — کشتی لڑنے کو ہوئی باد بہاری تیار
اس قدر تنگ گریبان نہین زیبا پیارے — پھانسی دیجیے اسے گردن ہے ہماری تیار
سرمہ اندھیر حنا قہر قیامت مسّی — فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار
ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر — بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار
رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت — خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار
زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہ ہوئی — اے فلک تنگ نہ ہو گور ہماری تیار
اس زمانے مین سپاہی نہین بگاری ہین — نہ تو تلوار سجی ہے نہ کٹاری تیار
ضد سے دھجیان اس کو تکلف کا نہ آیا ہرگز — رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال — بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار
گر بار کا شک ان کی کمر پہ جو پڑا — پچھاڑ کھانے کو ہوے یہ زنگاری تیار

تخت تابوت کہان نکلے غبار اڑجاؤ — باد کے گھوڑے کی آتش ہے سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر — نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر
طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر — راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر
مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑے — لاوے پھرے حباب در و بام دوش پر
نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کو قرار — رہنے نہ دے گی گردش ایام دوش پر
زلف سیاہ یار کمر تک نہین گئی — صیاد کا مرے ہے ابھی دام دوش پر
بالاے بام ہو جو مسیحا نفس مرا — مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر
جلتے ہین کیا یہ مار کے مغرور ہو کر ہین — سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر
طفلی مین بھی مرا یہی عالی دماغ تھا — جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر
پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق — آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر
کاندھا مرے جنازہ کو کیا دے وہ نازنین — بھاری ہے جس کو زلف سیہ فام دوش پر
عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح — رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہیں اس بہار میں مستون کیساتھ ساتھ
ساقی سبو کی طرح لئے جام دوش پر

اے موت آکہین رہون تا چند منتظر
لادے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر

رہتے ہیں میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اٹھاؤن گا مین در و بام دوش پر

جھڑتے ہین پھول منہ سے اس تنگی دہن پر
غنچہ نثار تیری رنگینی سخن پر

بعد فنا کنوئین کے پانی سے غسل دینا
کھائی ہین مین نے جانین بسمرین چہ ذقن پر

دونون کلائیان دو پھولون کی ڈالیان ہین
گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر

کیونکر تری قبا سے تشبیہ دون مین اُس کو
دو بوٹے بھی نہین ہین اک گل کے پیرہن پر

ہمسے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہین
نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر

گھبراتی ہے یہ اس مین وہ اس سے حرکت رہا ہی
جادو کیا ہے غم نے کچھ میری روح و تن پر

دیکھے جو تل کسی کے نازک کلائیون کے
بھونرون کو مین نے سمجھا شاخ گل سمن پر

بھونکون کو سیب یہ مین راہ خدا کھلاؤن
بوسہ کو لب جو پہونچین اُن غبغب و ذقن پر

اُس ترک سے جو کی ہین صحرا مین جا کے آنکھین
جھنجھلا کے کیا ہی کتے چھوڑ آئے ہین ہرن پر

کشتون کو تیری قبرین دیکھین جو دیکھ لینا
زندون کو ہو گی حسرت مردون کی انجمن پر

دو ھبل ہوئے ہین پیدا اک نخل حسن مین سے
بادام پستہ صدقے اُس چشم اُس دہن پر

ملتا ہے کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اک دو وجب زمین پر اس یکدو گز کفن پر

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر
نشہ کا ڈورا بلائے جان ہے اس تلوار پر

شرم سے وہ سرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین
رات بھاری ہو گئی ہے مردم بیمار پر

خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر

چھیڑ سکتا ہے کوئی ابرو کو شانہ مثل زلف
ہاتھ پھیر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر

کھینچتا ہے آپ کو دُور اس قدر کیون آفتاب
سایہ کیا سورج مکھی کا ہے کسی رخسار پر

کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان
چاہ مین اک پاؤن ہے اک پاؤن ہے دیوار پر

سہرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سرکشو
پھونک ہی دے گی گریگی جبکہ بجلی خار پر

حسن کے منہ کی نقاب اُلٹین گے بیماران عشق
مہر توڑین گے جو کی ہے شربت دیدار پر

کیون نہ پھانسے عاشقون کے دل وہ طفل برہمن
طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر

رو دیا ہے عاشقون نے ابر باران کیطرح
تمنے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر

رنگ شب اُڑتا ہے گیسوئے سیہ کو دیکھکر
داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر

لٹپٹی پگڑی سے قاتل کی مین کیا تشبیہ دون
داغ کا دھبہ لگا ہے لالہ کی دستار پر

تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کیلیے
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر

تیرے دانتون سا کوئی موتی سمندر مین نہین
لعل لب سا اک بدخشان کے نہین کہسار پر

دوست کو لے کر بغل مین رات بھر سوتا نہین
رشک ہے دشمن کو میرے طالع بیدار پر

یار کی فرقت مین روکر قصر تن کو ڈھاؤنگا
پانی پھر جاویگا اس گھر کے در و دیوار پر

دام مین لاکر کرے صیاد بے پروا حلال
بلبل بیتاب صدقے ہو چکی گلزار پر

خود غلط ناحق ہون تقلید آتش سے ہلاک
جو رگ منصور بن سکتا ہے کھنچکر دار پر

دکھائی حسن نے قدرت خدا کی آگے جوبن کے
چراغ طور کا عالم ہے تیرے روئے روشن پر

کرین گے اس سے صید اکدن بجائے تیغ قاتل کو
رگون کا جال یان پھیلا ہوا ہے اپنی گردن پر

دکھائی دختر رز نے یہ میخانہ مین نیرنگی
دم طاؤس کا عالم ہوا مینا کی گردن پر

نمازی کو شراب اُس نے پلائی جاکے مسجد مین
کلیسا مین گیا تو بت کو دے ٹیکا برہمن پر

کوئی پھینکے فلک اپنی طرف منہ اُس کا کرتا ہے
ہمارا نام کندہ ہے مگر سنگ فلاخن پر

بھلا دیکھین تو گو بازی مین سبقت کون کرتا ہے
ادھر ہم بھی ہین توسن پر ادھر تم بھی ہو توسن پر

مری آواز پا سُن کر فنا ہو جان موذی کی
وہ رہرو ہون کمر باندھی ہے جس نے خون رہزن پر

وہ بدگوئی مری کرتا ہے مین نیک اُسکو کہتا ہون
فرشتے میرے لعنت کرتے ہون گے میرے دشمن پر

نمود غیر ہے مقصود دل آتش مزاجون کو
یہ ساری گرمی حمام ہے موقوف گلخن پر

تماشا دیکھ گورستان مین نیرنگ زمانہ کا
جو گل ہین خندہ زن تو رو رہی ہے شمع مدفن پر

زمین پکڑی تو پھر چھوڑی نہ ہرگز بید مجنون نے
نشان داغ مجنون رنگیا صحرا کے دامن پر

عروج حسن بازاری پسند دل نہین ہوتا
مجرد ہون مگر رغبت نہین قحبہ کے جوبن پر

جنون لے چل بیابان کو مین باز آیا گلستان سے
خوش آتی ہے کسے چشمک زنی نرگس کی سوسن پر

یہ صرف سینہ کوبی ہے وہ صرف نعل ماتم ہے
مرے ماتم سے آفت رہتی ہے اک سنگ و آہن پر

ہر اک مصرع مین یان مضمون ہے آتش دوستداری کا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنے اپنے جوبن پر

نقاب اولٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرے چلین شمعون کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہین شیشہ کی گردن پر

حذر عالی مقامون کو ہے لازم خاکسارون سے
پیادے غالب آئے ہین سوار پشت توسن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہین ممکن کہ گرد اوڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر

سیہ چشم اکثر آتے ہین تماشا دیکھنے اسکا
کمند آہوے شہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اس نے دل جلایا ہے
جو بس ہووے تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر

ندیکھا سخت طینت کو کبھی سرسبز دنیا مین
شگوفہ پھولنا ممکن نہین دیوار آہن پر

زرہ جسبدن سے ای قاتل گلے مین تو نے ڈالی ہے
طلاؤ نقرہ کو اک رشک ہے اقبال آہن پر

نہانیکو نجا حمام مین ہمرہ رقیبون کے
لٹا دیگا ہمین رشک آتش سوزان گلخن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ اکدن سفید ای یار ہووےگی
یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی
ہماری خاک کے ذرہ کرینگے قبضہ روزن پر

جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش الکو بدبین کا
دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

اول سے حسن و عشق کو لایا ہے راہ پر
عاشق چکور روز ازل سے ہے ماہ پر

منکر ہین ذات صانع عالم کے دھریے
نافہمون کا عمل ہے فقط لا اِلٰہ پر

دکھلائی برق نے جو ترے دانتون کی چمک
مستی کا شک ہوا مجھے ابر سیاہ پر

مدفون ہین اس زمین مین ہزارون ہی تاجدار
کھپتا ہے تخت شاہ سر بادشاہ پر

کوچے سے یار کے نہ صبا دُور پھینکیا
مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر

اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روز حشر
مرتا ہے کیا سمجھ کے یہ انسان گناہ پر

قسمت کی خوبی دیکھیو اُس شاہ حسن کی
دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر

مین کشتی شکستہ دریاے عشق ہون
ہنستا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر

ہمسے خلاف ہے فلک تیرہ روزگار
حسن تو چڑھا نہین سر دیو سیاہ پر

یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا
بو سے دبے ہین دیدۂ مردم گیاہ پر

اے طفل ترک اُدھر بھی گذرگاہ ہو
تکیہ ترے فقیر کا ہے شاہراہ پر

آزار سہل بھی نہین موزی کے واسطے
دیکھا نہ گنج کو سر مار سیاہ پر

دیتے ہین خالی وار کو دشمن کی تیغ کے
تکیہ نہین ہے ہم کو سپر کی پناہ پر

صاحب کمال صوفی عالی مقام ہے
رقص اس کا کھینچ لاتا ہے مطرب کو راہ پر

ہالہ مین عاشقون کو ہوا ماہ کا یقین
باندھا جو شملہ یار نے زرین کلاہ پر

گوش بتان کے پردے پھٹے اسکے شور سے
رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہین اہل شرع
جائز رکھا ہے سجدہ انھون نے گیاہ پر

دندان یار جب سے سمائے ہین آنکھ مین
لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر

شہر بتان مین حوصلہ فرہاد کا نہ کر
یان رسم درّے پڑنیکی ہے دادخواہ پر

مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کرے
ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہون آسمان
ہوتا ہے برج دلو کا شک مجکو چاہ پر

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغراے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہے روے خندان بہار
تیر باران بلا ہے مجکو باران بہار

بے بقا ہے ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چشمک سے کم وقفہ ہے دوران بہار

زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیارہ چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہے شرط
باغ بے سنبل ہے بے شیرازۂ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہے
کھیت ہے تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

آب جو مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کیا تھا نیک
رزق زنبور عسل ہے ریزۂ خوان بہار

رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوئے
نقشبندان خزان و نقش بندان بہار

جان تازہ آتی ہے آتے ہی تیرے باغ مین
جاتے ہی تیرے نکل سی جاتی ہے جان بہار

لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن
سرو شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

پھر سبز باغ جاتا ہی جو تو اے شمع رو
صدقے ہوتے ہین پتنگے بنکے مرغان بہار

نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
نے سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

گرد کلفت جم رہی ہے ہر زبان بالائے سر
کیا زمین پیدا کرے گا آسمان بالائے سر

کیا عجب ہے داغ سودا کا مکان بالائے سر
میزبان رکھتا ہے پائے میہمان بالائے سر

برگ گل رکھون اگر مین ناتوان بالائے سر
دم چڑھے ہو صدمہ سنگ گران بالائے سر

برق سی چمکی تری تیغ اے جوان بالائے سر
اس ہما کا سایہ ہووے مہربان بالائے سر

کھینچتا ہے تیغ جب وہ دلستان بالائے سر
سارے تن سے کھنچ کے آ رہتی ہے جان بالائے سر

پار اتر جاؤن کرم سے تیرے اے باد مراد
زیر پا کب ہے کشتی بادبان بالائے سر

پھر بہار اے بے نیاز آوے پھرین پھر کو بکو
ٹوکرے پھولون کے رکھکر باغبان بالائے سر

رکھتے ہین اے بت ترے سر پر بٹھانے کیلیے
گنبد دستار سے زاہد مکان بالائے سر

خون ناحق کوچہ مین اس ترک کے ہوتے رہین
لاشہ تڑپے لاشہ پر سر ہو طپان بالائے سر

کون تجھسا پادشاہ حسن ہے اے مہروش
تاج زرین مہ ہے گلگی کہکشان بالائے سر

کیا سمجھ کر شمع سے مین یار کو تشبیہ دون
یان دہن مین ہے زبان وان ہے زبان بالائے سر

بلبل و قمری برابر دونون ہوتے ہین حلال
گل کو رکھتا ہے جو وہ سرو روان بالائے سر

عالم بالا کی نعمت کا اگر بھوکا ہون مین
آسمان پر سے فرشتے اترین خوان بالائے سر

اسقدر توسعی کرتا ہون مین راہ عشق مین
پاؤن کا میرے پسینا ہے روان بالائے سر

فکر کی گرمی سے جلتا ہے زبس میرا دماغ
جائے مو دکھلائی دیتا ہے دھوان بالائے سر

لکھکے خط حسرت مین قاصد کی ہے مین مجنون ہوا
چاہئیے ہدہد بنا دے آشیان بالائے سر

ایکدن تو بام پر سے روے نورانی دکھا
پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالائے سر

صورت یوسف ہے وہ طفل حسین ہر دلعزیز
آنکھون پر رکھتے ہین پیر اسکو جوان بالائے سر

کونسا گل دے ملے گا مہندی اپنے پاؤن مین
بوتے ہین نخل حنا کو باغبان بالائے سر

حسرت شاہی ترے در کے فقیرون کو نہین
تخت ہے ہمکو زمین چتر آسمان بالائے سر

کس جگہ زیر زمین قبرین نہین آہستہ چل
پاؤن پڑتے ہین ترے اےجان جان بالائے سر

سیل آرائش چراغ حسن کو دیگا فروغ
سرخ ہی باندھے گا وہ دلستان بالائے سر

یہ بھی دیوانہ کسی گلرو کا ہو دے ای کریم
آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالائے سر

تا بکے سر مین نہان رکھون مین سودا زلف کا
موے سر کے بدلے سنبل ہو عیان بالائے سر

آرزو ہے پاؤن پر اسکے ہمارا سر ہو اور
دست شفقت پھیرے وہ شوکت نشان بالائے سر

کونسا حلقہ ہے جس مین اک دل عاشق نہین
طرۂ گیسو ہے اس گل کو گران بالائے سر

نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین
کیون اٹھایا چاہتا ہے آسمان بالائے سر

اپنے عریانون کا پردہ رکھیگا وہ عیب پوش
روز محشر ہون گی چشم مردمان بالائے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے گلے مین ہے زرہ نے خود یان بالائے سر

خون دل کے ساتھ ہے لخت جگر کا انتظار
موئے مژگان کو ہے شاخ آسا ثمر کا انتظار

سرو قد یار کے مضمون کا رہتا ہے خیال
خشک کرتا ہو لہو مصرع تر کا انتظار

تارے گنتے گنتے شب کو صبح کر دیتا ہون مین
نیند اُڑا دیتا ہے اک رشک قمر کا انتظار

شب جو تنے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا
ہر گھڑی دل کو زیادہ تھا گجر کا انتظار

راہ سے آنکھون کے نکلے جان مضطر چاہیئے
شام سے فرقت کی شب مین ہے سحر کا انتظار

ٹکٹکی بندھوائے رکھتا ہے ہمیشہ سوئے در
مردم دیدہ کو اُس نور نظر کا انتظار

قطع کر رکھیو کفن اپنے لیئے اے آسمان
ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار

کود پڑنے کا زبس ہے یار کے گھر مین خیال
ہے اندھیری رات مین پچھلی پہر کا انتظار

عشق پیدا کر کمی کچھ حسن و خوبی کی نہین
سوے صندل ہے تیری دردسر کا انتظار

خود چلون گا یار سے لینے جواب خط شوق
اور مین کرتا ہون دو دن نامہ بر کا انتظار

ناتوان ہو جاتا ہی فکر سخن سے آدمی
رشتہ کر دیتا ہے آتش اس گہر کا انتظار

ردیف رائے ہندی

حیرت ہے ہو نہ زلف و رخ و یار سے بگاڑ
رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ

مثل نسیم ہون چمن روزگار مین
گُل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ

رنجیدہ جب سے ہم سے وہ خانہ خراب ہے
گھر سے بگاڑ ہے در و دیوار سے بگاڑ

پاتا ہون مین مزاج عناصر مین اختلاف
آپس مین ہوگا ایکدن ان چار سے بگاڑ

بوسہ طلب کرون تو مجھے گالیان ملین
بیوجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ

اس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی
غیرت سے مرگئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر
شیرینی کے لیئے ہے نمک خوار سے بگاڑ

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے
لازم نہین ہے خادم سرکار سے بگاڑ

اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے مجھے
رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ

دیوانے آجکل کے کچھ آتش نہین ہین ہم
عادت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف زاے معجمہ

ساتھ ہی بعد فنا حسرت فتراک ہنوز
دامن زین سے لپٹتی ہے مری خاک ہنوز

کپڑے پھٹتے ہین مری خانہ زنجیر مین بھی
پاؤن تو سُست ہوئے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

کون کہتا ہے بسر ہو گئے ایام جنون
اک گریبان نظر آتا نہین بے چاک ہنوز

آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی
نہین آلودہ ہماری نگہِ پاک ہنوز

عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر
مین نے جانا کہ زمانے مین ہین حکاک ہنوز

باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے
نظر آتے ہین چمن مین خس و خاشاک ہنوز

کیا کرون اُس کو جو نکلے نہ بخار اک دل کا
دو سمندر ہین مرے دیدۂ نمناک ہنوز

اسقدر قحط ہے کس واسطے مے کا ساقی
زیر دیوار چمن اینڈتے ہین تاک ہنوز

استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی
صاف ہوتا نہین اس پر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش مین شب و روز ہین افلاک ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز
پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز

پاتا نہین ہین یار کو میل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

برسون سے رو رہا ہون شب و روز متصل
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی
دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز

انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ
غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

عالم ان ابروون کی کجی کا جو ہے سو ہے
بل کھا رہی ہے زلف شکن در شکن ہنوز

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
اس نے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز

عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی
خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز

اپنے صفائے سینہ کا حیران کار ہے
دیکھا نہین ہے آئینہ نے وہ بدن ہنوز

ہر چند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم

آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

فیض سے ابر بہاری کے ہوئے گلزار سبز
ساقی میخانہ کو ہندھوا دیے دستار سبز

شدت درد جدائی سے دگرگون حال ہے
زرد ہو جاتا ہوں سو سو بار سو سو بار سبز

آپ سا دیکھا نہیں جاتا غرور حسن سے
آئینہ کے آگے ہو جاتا ہے روئے یار سبز

فیض نیکوں سے نہو اُن کو وہ جو ہیں بدسرشت
کیا کرے باران زمین شور مین اشجار سبز

ہوں میں وہ بلبل جواہر خانہ جس کا باغ ہے
سُرخ مثل لعل گل شکل زمرد خار سبز

زخم پہلو میں نے دکھلایا تھا اک دن کھول کر
ہو گیا ہیبت سے رنگ مرہم زنگار سبز

سوزش دل میں اثر ہے تابش خورشید کا
تاک کو کرتی ہے اپنے آہ آتشبار سبز

انقلاب دہر سے امن نہیں ہے حسن بھی
سبزہ خط سے ہوئے ہیں لالہ گون رخسار سبز

چار دن جوش جوانی کے غنیمت جانیے
خشک ہو کر نخل پھر ہوتا نہیں زنہار سبز

میکدہ میں سیر نیرنگ جہان دیکھیں گے ہم
جام ہوں تیار ہیں بھر بادۂ گلنار سبز

سیکہ اشکوں سے نمی ہے میرے گھر میں روز و شب
منہدی کی ٹٹی سے رہتی ہے ہر اک دیوار سبز

دیکھیے کس کس کو وہ زرین قبا کرتا ہے قتل
سُرخ اک ہیچا غضب ہے قہر ہے شلوار سبز

کون کہتا ہے نہیں عناب لب سے اس کے عشق
چہرۂ آتش ہے مثل چہرۂ بیمار سبز

ردیف سین مہملہ

کرتے ہیں عبث یار سراغ پر طاوس
زخمی کو نہیں اُس کے دماغ پر طاؤس

صیاد بھی زخمی بھی اسے باندھیں گے دونوں
جو دم ہے غنیمت ہے فراغ پر طاؤس

محتاج نہیں روشنی عاریتی کا
داغ اپنا ہی ہے شمع و چراغ پر طاؤس

اے ابر ترے عشق میں یہ رنگ دکھایا
ہر داغ ہے اک لالۂ باغ پر طاؤس

دھویا کرے باران بہاری اسے آتش
چھٹنے کے پروں سے نہیں داغ پر طاؤس

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس
سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف سے زیبا نہین رخسار کے پاس
خوشنما کتنے ہین گیسوے کمر یار کے پاس

کوچۂ یار مین سایہ کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین
کس کی قسمت کا ہی پانی ترے تلوار کے پاس

مجکو دربانی کی خدمت ہو تو اے خانۂ یار
سایہ کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس

فکر مرغان چمن کی ہے بہار آئی ہی
جھونپڑ اڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

کب جواب آئے خط شوق کا دانستے دیکھون
روز ہوتا ہون ہر کارۂ اخبار کے پاس

کار زنجیر جو ان گیسوے پیچان سے ہوا
رو رہین گے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس

پھر گیا منھ تری ابرو کی طرف سے اُن کا
سینہ کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس

ایڑیان شوق شہادت مین کہان تک رگڑون
اب تو جلاد کو بھیجو او گنہگار کے پاس

حالت نزع ہے صورت کوئی بچنے کی نہین
اُٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس

باغ عالم مین جو رکھا ہے قدم اے آتش
خندہ زن گل کی طرح بیٹھکے ہو خار کے پاس

ردیف شین معجمہ

جلا مین شمع کے مانند عمر بھر خاموش
تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش

جبین کے نور سے اسلام یان ہویدا ہی
رہین گے مجھکو برہمن دیکھکر خاموش

نہین قرار زمانہ کو ایک حالت پر
جو دو پہر ہون مین نالان تو دو پہر خاموش

جنون مین بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی
رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش

نہ کعبہ مین نظر آیا نہ بتکدے مین تو
اُٹھا مین بیٹھ کے اکدم ادھر اُدھر خاموش

چمن مین کونسا غنچہ نہین شگفتہ ہوا
ہمارا غنچہ دہن کیون ہی اس قدر خاموش

بتون کے دل کو دکھاؤن مین اپنے دلکی طرح
خدا کے قہر کا رکھتا ہے مجکو ڈر خاموش

ہوئی ہے قائل عالم صباحت رخ یار
چراغ زیست کو بھی کرتی ہے سحر خاموش

زبان کھلنے کا نقش منھ بھر آئی ہے
دہان غنچہ کو رکھتا ہے سرشت ز خاموش

نہ راہ ہی مجھے سوجھی نہ پھاندنے کی گھات
پھر آگیا پس دیوار و پیش در خاموش

روانہ ہوتا ہے پہلو سے پھیلے پہرے یار | چراغ صبح سے کرتا ہون پیشتر خاموش
کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار اے پیشانے | رہا بہت مین گلا گھونٹ گھونٹ کر خاموش
نہ چھیڑ قصہ موے میان یار آتش | کسی نے دیکھی ہے معشوق کی کمر خاموش

ردیف صاد

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص | ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے | بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص
کس طرح کرتا ہے یہ ذلت گوارا آدمی | فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص
چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہرا رہے | بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص
اے دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین | ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہے دامن کی ہر اک ٹھوکر کیساتھ | خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب | بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہے یہ کہ گھنگرو کی صدا | بیقراری ہے تری یا ایدل ناکام رقص
ایکدن لایا تھا جام مے ترے ہونٹون تلک | آج تک کرتا ہے یہ گردون مینا فام رقص
چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہے | عمر بھر رقاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہو | کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
میکدے مین چلکے سیر عالم نیرنگ کر | قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص
دل اسی پہلو مین آتش پیش ازین بیتاب تھا | یہ وہی جا ہے جہان ہوتا ہے صبح و شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہے شیشے سے ہمکو اور ساغر سے غرض | مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
عشق صورت سے خیال آیا ہے معنی کی طرف | حب صدف سے مدعا تھا اب ہے گوہر سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی | زر کی خواہش ان حسینون کو ہے زیور سے غرض

اپنے فعلون سے تعجب ہے ہوئے جو فساد
زن سے مطلب ہے زمین سے مدعا ہے غرض

بوسۂ لب مانگئے پر گالیان دیتا ہے یار
زہر ملتا ہے اُسے جس کو ہو شکّر سے غرض

آنکھ گل پر والۂ رخسار کی پڑتی نہین
عاشق قامت نہین رکھتے صنوبر سے غرض

ناز بیجا بھی نہ اے دل ناگوار طبع ہو
اب تو اٹکی ہے تری اُس ماہ پیکر سے غرض

صاف ہو کر گلستان حسن کی بوٹی بہار
یہ مراد آئینہ کی تھی یہ سکندر سے غرض

عاشق مہتاب کو بوسہ عنایت کیجیے
مرد مفلس کی نکلتی ہے تونگر سے غرض

شکوہ اُس کا بھی زبان زد ہو نہ اے دل چاہیے
گر اُٹھا دی ہے جہان سفلہ پرور سے غرض

فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین
آتش درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض

ردیف طا

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط
کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب اُس نے حریفون کے کھائے ہین
حق حق کہو جو ہین تو کہے وہ صنم غلط

معشوق سے اُمید وفا ہے خیال خام
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اکدن شکار ہے
تیر نگہ نشانہ کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہے دھن مین نشہ کے دونی ہوائے وصل
کیا ہجر مین شراب پئے سے ہو غم غلط

ای شوق راہ یار مین لے تو چلا ہے تو
جادے سے پڑنے پائے نہ نقش قدم غلط

کعبہ سنا ہے نام جو کوچہ کو یار کے
کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط

شاعر نہین ہے ہیچمدان ہی کہے جو ہیچ
ہستی کو اُس کمر کی ہے کہتا عدم غلط

پھل پائے گا نہ عشق سے ابروئے یار کے
اے دل ہی ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لئے کرتا ہون خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

نشہ عشق کا اثر ہے شرط
لب خشک اور چشم تر ہے شرط

بے خبر اکدن سفر ہے شرط
کہے رکھتے ہین ہم خبر ہے شرط

مست تیرے مئے محبت کا ۔ دین و دنیا سے بے خبر ہے شرط
صندلی رنگ سیکڑون معشوق ۔ عشق بازی کا درد سر ہے شرط
قول پر قول ہمسے یار سے ہے ۔ شرط پر شرط شرط پر ہے شرط
کہون کیونکر میان یار کو ہیچ ۔ جسم کے واسطے کمر ہے شرط
زلف خوبان دراز لازم ہے ۔ خال کوتاہ و مختصر ہے شرط
قابل گوش سیکڑون گوہر ۔ گوش بھی قابل گہر ہے شرط
یہ تمنا ہے بندگی تیری ۔ اُس قدر ہو کہ جسقدر ہے شرط
گلشن عیش کے نظارے کو ۔ مثل غنچہ گرہ مین زر ہے شرط
توبۂ مے کے توڑنے کے لیئے ۔ ساقی غیرت قمر ہے شرط
لب شیرین سے میٹھی باتین کر ۔ زہر مین زہر کا اثر ہے شرط
جھوٹے سچون کا دیتے ہین دھو کا ۔ جوہری کے لیے نظر ہے شرط
عشق مین صبر کار مشکل ہے ۔ دل کے خون کرنے کو جگر ہے شرط
طور سے کیا کیا تجلی نے ۔ حُسن بے پردہ سے حذر ہے شرط
عہد پیری مین روئے رنگین دیکھ ۔ سیر گلزار کو سحر ہے شرط
معرکہ عشق کا ہے یان آتش ۔ پاؤن پر تیغ زن کے سر ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

سخت گوئی سے تجھے چاہیے اے یار لحاظ ۔ بات بڑھجاتی ہے کھو دیتی ہے تکرار لحاظ
جام توڑے سے نمانون گا تجھے زور آور ۔ توڑنا یار کا اے چرخ ستمگار لحاظ
نہ تو ہندو ہی مین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا ۔ مجھسے رکھتے ہین بجا کافر و دیندار لحاظ
اُٹھ گیا پردہ بھٹی روح سے آلائش تن ۔ نرہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ
یار ہے باغ ہے سبزہ ہے مے گلگون ہے ۔ مجکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ
مثل عنقا ہے مجھے مردم دنیا سے گریز ۔ صحبت بد سے ہے انسان کو سزاوار لحاظ

آبگینے سے ہے نازک دلِ بیمار آتش
بدمزاجی سے مرے رکھتے ہین غمخوار لحاظ

ردیف عین مہملہ

قدر کیا رکھتی ہے پیش چہرۂ پر نور شمع
نام کو چربی کا پتلہ گو ہوئی مشہور شمع

صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نور بدن
پیرہن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع

اُڑ گئے اغیار سنتے ہی مری آواز پا
رہ گئی محلبس مین عذر لنگ سے مجبور شمع

نیش زن کو اپنی دولت سے نہین ممکن فروغ
کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع

شب کی شب اُس شعلہ رو سے گرم صحبت ہو تو کیا
صبح کو پیدا کرے گی سردی کافور شمع

ای فلک اتنا تو محفل مین فروغ اپنا بھی ہو
یار کے نزدیک بیٹھین ہم کھڑی ہو دور شمع

بام پر تو نے جو بچھوایا پلنگ اے شعلہ رُو
رات بھر روشن رہی بالائے کوہ طور شمع

یہ بھی عاشق ہے مگر رکھتی ہے جو میری طرح
اشک گرم و سینۂ سوزان تن محرور شمع

جستجوے یار مین نکلون اندھیرے مین اگر
راہ بتلا دے پری مجکو دکھا دے حور شمع

دیدۂ بینا دل روشن نظر آتا نہین
اُڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع

صورت پروانہ جلتے ہین رقیب رُوسیاہ
سوز غم سے ہو گیا ہے آتش رنجور شمع

خاک ہو جاتی ہے جل کر ہمرۂ پروانہ شمع
ہے تو زن رکھتی ہے لیکن غیرت مردانہ شمع

شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہے کوچ
منزل ہستی کو سمجھے ہے مسافر خانہ شمع

تیری محفل مین اگر دیکھے مری گستاخیان
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع

سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تھا رات کو
موم ہو کر بہ گئی سُن کر مرا افسانہ شمع

گریۂ مستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی
کر چکی معمور اپنی عمر کا پیمانہ شمع

اور کچھ مطلب نہین پروانہ کا سمجھے رہی
آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع

آشنائے حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہے
گور پر دیوانہ کے لاتا نہین دیوانہ شمع

جنبش شعلہ نجان اُس کو اشارہ ہے یہ یار
کرتی ہے محفل مین تیری سجدۂ شکرانہ شمع

روئے روشن سا ترے رکھتی رخِ روشن اگر
جان قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع

لائی ہے ایمان یہ کس کا مصحفِ رُو دیکھ کر
رکھتی ہے اشکوں سے اپنے سبحۂ صد دانہ شمع

دل میں رہتا ہے خیالِ چہرۂ پرنور یار
پرتوِ مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع

چشمِ غول آنکھوں میں پھر جاتی ہے اس کے شعلہ سے
یاد دلواتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع

عکسِ رُوئے آتشیں سے تیرے اے گل پیرہن
زلفِ شبگوں میں ہوا ہر ایک خارِ شانہ شمع

سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے
ڈال دیتی آہنِ گلگیر میں دندانہ شمع

روشنی دیکھے گا یارب کون سا رشکِ پری
ڈھالتا ہے اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع

عزتِ مہماں ہے لازم چاہیے پروانہ کو
در تلک لینے کو آوے لے کے صاحب خانہ شمع

حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہ ہو آتش اگر
ہے یقین بے پر پری ہے ہو جو بے پروانہ شمع

روشنی بزم ہے یاں چہرۂ گلرنگ و شمع
جمع ہیں پروانہ و مرغانِ خوش آہنگ و شمع

اُٹھتے ہی اُس رونقِ محفل کے سب بیکار تھے
جام و مینا ساقی و مطرب رباب و چنگ و شمع

کنجِ مرقد میں یہ داغِ دل سے میرا حال ہے
گرمیوں کی رات میں جیسے مکان تنگ و شمع

آتشِ فرقت رہی بعد فنا بھی مشتعل
موم ہو کر بہہ گئے میری لحد پر سنگ و شمع

ساعدِ سیمیں سے نسبت دی کوئی ناقص اسے
اپنے آگے ایک سی ہے ساق پائے لنگ و شمع

فکرِ رنگیں کو جو ہوا انگشت و فندق کا خیال
دست بستہ آئیں مضمونِ گل اورنگ و شمع

راہ بھولوں گر شبِ تاریک میں میں تیرہ رو
منزلِ ہستی سے عنقا ہو صدائے زنگ و شمع

بزمِ ماتم ہے ہر اک محفل فراقِ یار میں
رات بھر جلتے ہیں آتش عاشقِ بے ننگ و شمع

ردیف غین معجمہ

بزم میں رنگیں خیالوں کے جو ہو سرسبز داغ
سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھیں روشن ہو گئیں
پرتوِ مہتاب سے بن جاتے ہیں روشن چراغ

روشنیٔ طور ہو بار دگر ممکن نہیں
تیرے صدقے کا کہاں سے لائیگا روغن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

سیکڑون پروانون کو اس نے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ

دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینہ کا ہی گویا گور پر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
آتش افروزی سے ہو نیکا نہین دشمن چراغ

صبح تک جلتی ہے آہون سے ہمارے بادتند
شام سے فانوس رکھتی ہی تہ دامن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہو وین گل سوسن چراغ

گنج زر رنگ طلائی نے کیا منھ یار کا
لعل لب کو مین نے سمجھا مال پر روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلا دے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین
غم نہین اس کا نہوا پنے سر مدفن چراغ

بتیان اس کی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اُڑ کر بجھا دے گر مرا دامن چراغ

رات بھر جلتا ہی یہ آٹھون پہر جلتا ہی وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ

قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر
موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ

تازہ ہو جاتا ہی یادرفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہی اس ویرانہ مین روشن چراغ

بسکہ جلتے ہین حسد سے دیکھ کر میرا فروغ
روز اُڑ اپا کرتے ہین سندوق سے دشمن چراغ

امن مین رکھتی ہے شر سے فتنہ کی روشن دلی
چور پھر جاتا ہی گھر مین دیکھ کر روشن چراغ

تیل کا مقدور تو اس کو نہین باقی رہا
گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ

روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہی سیاہ
دن کو ہو نے گا ہمارے گھر مین اب روشن چراغ

کون کہتا ہی ستارے اپنی برق آہ سے
بن گیا ہی اس سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ

جا نہین داغ محبت کی دل بے عشق مین
خانۂ خالی مین دیکھا ہے کہین روشن چراغ

دوستداری کے مزے سے آشنا ہو وے اگر
اپنی چربی سے جلا دے راہ مین دشمن چراغ

یک دلی سے دو سیہ رویون کے ہو ہنگامہ گرم
آتش افروزی کرین باہم ہون جب روغن چراغ

سامنا کرتا ہے کیا اُس کا شبستان مین چراغ
مرد میدان ہے تو نکلے دن کو میدان مین چراغ

جب نہ بجھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ
رکھدیا ہم نے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ

شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی
لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ

روشنی کی اُس کے حلقون مین جو روئے یار نے
ہو گئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ

کونسا بلبل پھنسا ہے دام مین صیاد کے
باغبان گھی کے جلاتا ہے گلستان مین چراغ

کیا کہون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین
اس قدر ہون گے نہ اک سرو چراغان مین چراغ

روے روشن کا خیال آنکھون کو رونے مین ہے
رات بھر رکھتے ہین روشن فصل باران مین چراغ

داغ دل کی روشنی ہے بوریاے فقر پر
شیر کی چربی سے جلتا ہے نیستان مین چراغ

نور شمع طور ہے سینہ کے ہر اک داغ مین
دیکھ لے منھ ڈال کر میرے گریبان مین چراغ

ہو گیا اُس پر زلیخا کو یقین فانوس کا
حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان مین چراغ

چہرہ روشن دکھاؤ تم جو شب کو بے نقاب
دیدۂ بے نور ہووے چشم انسان مین چراغ

عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ
میری مٹی کے جلین گے گور جانان مین چراغ

کون سا دل ہے نہین کشتہ جو حسن گرم کا
بزم عالم مین ہے تو گنج شہیدان مین چراغ

خاک کا پیوند ہون گا جب مین تیرہ روزگار
پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان مین چراغ

رتبۂ اعلی و اسفل مین رہے فرق اے فلک
شمع روشن بام پر ہووے تو ایوان مین چراغ

واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی
مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمان مین چراغ

حسن رکھے شام ہوتی ہے میرا سخن چراغ
اس شمع رو کے آگے ہو خندہ زن چراغ

یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار
آنکھون مین اپنے ہو گیا کالے کا من چراغ

چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
پیدا تو کرلے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ

دکھلایا چاہے داغ جنون کو جو روشنی
لے بتیون کو اپنا پھٹا پیرہن چراغ

ممکن خزان نہ ہووے بہار شباب کو
گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ

ہوگا نہ روشنی مین رخ یار سے فروغ
رکھتا ہے ناحق آرزوے خارزن چراغ

عالم مین جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح
ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ

لیجائین کوے یار مین مجکو جو پائے شوق
روشن کرون مین جا کے میان چمن چراغ

مجبور ہین نہین تو اندھیرے مین گور کے
مردے جلائین بیچ کے اپنا کفن چراغ

جلتا ہے خود بھی قبر مین روشن کیا کرین
غربت زدون کے نام کے اہل وطن چراغ

دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف
مسجد مین تو جلائے گا اے برہمن چراغ

ٹھڈی کے گرد یار کے خال سیہ نہین
بجھکر ہین رہ گئے لب چاہ ذقن چراغ

ای خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کمھار کے تو اور بن چراغ

ردیف فاء

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسون سے قد یار کا مضمون نہین بندھا
مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف

مسّی سے ان لبون کو تعلق جنھون کو ہے
تھوکین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف

چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچہ جلاد کی طرف

اے جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف

آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف

لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

عاشق ہی داد خواہ نہین ورنہ روز و شب
فریادرس کے کان ہین فریاد کی طرف

نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف

سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتون سے عشق
مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف

گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہگار
منھ سوئے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

طاقت ہے کس کی دیکھے جو غربت کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کی بنیاد کی طرف

عاشق ہین محو حسن جو چاہو ستم کرو
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن مین میرے وہ یوسف کرم کرے
شادی کا بھی گذر ہو غم آباد کی طرف

جوشِ جنون ہے موسمِ گل کا ہے زور شور
سودائی کھنچے جاتے ہین فساد کی طرف

دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتے ہین صیاد کی طرف

شیرین بھی چاہتی جو اُسے پیرزن تو کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین شفیق من
سودا ہوا ہے میر سے اُستاد کی طرف

رجوع بندہ کی ہے اس طرح خدا کی طرف
پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف

بعید کیا ہے مروت سے تیری اے شہ حسن
نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کی طرف

کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو
جو مشک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کی طرف

الجھ کے شانے سے کھاتا ہے سیکڑون جھٹکے
قصور سے یہ ترے گیسوئے رسا کی طرف

خدا نے دردِ محبت عطا کیا ہے جسے
اُسے توجہ حاظر نہین دوا کی طرف

ملا جو تم نے لہو دست و پا مین عاشق کا
نہ ہو گا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف

کرے گا یار مری جنگ غیر مین امداد
جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کی طرف

فراق یار مین رہتا ہے یون تصور گور
خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف

نہ ہوگا ہمسفر روح پیکرِ خاکی
یہ سوئے ارض رواں ہو گا وہ سما کی طرف

بہت خراب رہا بتکدے مین اے آتش
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہے جیسے تمھارے خیال سے واقف
کہ چار خلط نہ تھے اعتدال سے واقف

کمال ہو جو ہو اپنے کمال سے واقف
کرے تو وجد جو ہو جائے حال سے واقف

خدا کرے نہ تمھین میرے حال سے واقف
نہ ہو مزاج مبارک ملال سے واقف

نہین جو روز و شب و ماہ و سال سے واقف
وہی ہے خوب زمانے کے حال سے واقف

نہ ہون گی آنکھین تمھارے جمال سے واقف
جلا کے طور کرے گی جلال سے واقف

زبان سے کس کی مہ چار دہ نہین سنتے
زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف

خبر ہے کیا تجھے اُن گیسوؤن کی مشاطہ
ہنوز شانہ نہین بال بال سے واقف

دعائے خیر یہی ہے مری حسینون کو
نہو کمال تمھارا زوال سے واقف

مراد پر نہین آیا ہنوز حسن شباب
گل و ثمر نہین اُس نونہال سے واقف

فسانہ طور تجلی کا سُن کے کان کھلے
نہ تھے کرشمۂ حسن و جمال سے واقف

وہ کام کرتے ہین جو دل اشارہ کرتا ہے
شگون سے ہین نہ توہم گوش فال سے واقف

کہا یہ اُس نے شہ سودا کسی کو زلف کا ہو
ہوا جو مجھسے پریشان حال سے واقف

فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ
تمام ہو کے ہوئے ہم کمال سے واقف

بہت سے لطف ترے چہرے مین ہین انکھین سے
نگاہ اپنی بھی ہے خال خال سے واقف

شراب دے مجھے ساقی مین رند مشرب ہون
فقیہ ہون گے حرام و حلال سے واقف

کھلے گا ساقی و پیر مغان کو حال اپنا
یہ مشت خاک بھی ہوگی کلال سے واقف

قلم نے چہرے حسینون کے لوح پر لکھکر
کچہریون کو کیا خط و خال سے واقف

پڑا ہے ابرو ساقی کا عکس ساغر مین
پڑھے وہ ہو جو دعائے ہلال سے واقف

چمن کی سیر کو وہ شوخ طبع آ نکلے
گلون کے کان بھی ہون گوشمال سے واقف

ہوا سے آئی ہے لہرا کے آنکھ پردۂ زلف
کمند مشکی ہوئی ہے غزال سے واقف

ازل سے محرم راز پری ہون مین مجنون
مرے فرشتے نہین میرے حال سے واقف

بہار آئی ہے لطف و کرم نے ساقی کے
کیا ہے درد کشون کو زلال سے واقف

نہو تامل ترے رخ پہ اے صنم ہوتا
بلال کعبہ سے کعبہ بلال سے واقف

بہے بہے پھرین دریائے اشک مین افلاک
بلبون کو کیجیے کشتی کی چال سے واقف

پری ہے حور ہے یا روح قمر جسم مین ہے
بشر ہون مین نہین پر دیکھے حال سے واقف

در کریم نہین سیرگاہ مغروران
نہ آئے یان وہ نہو جو سوال سے واقف

نہ چند روز جدائی بھی مقتضی ہون گے
کہان فراق ہوئے جب وصال سے واقف

زہی وہ عہد جوانی زہے وہ دن کہ نہ تھے
یہ مو خضاب سے دندان خلال سے واقف

رقیب متبذل اُس گلعذار کے ہون گرد
یہ خار خس نہین آتش کے حال سے واقف

ردیف قاف

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق — سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہیں مہمان عشق
نعمت دنیا کو کر دیتا ہے تلخ اس کا مزا — شیرۂ جان سے ہے شیریں حلوۂ دکان عشق
زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی — ہو گیا دیوانہ مجنوں پڑھتے ہی دیوان عشق
حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اس کے خلاف — مرد مومن ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق
نام دو مشہور ہیں شہر حسینان میں مرے — بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق
ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوت زاہدو — دو جہان بھولے ہوئے ہیں حافظ قرآن عشق
دل جگر داغوں سے دونوں ہیں دکان صراف کی — کشور تن میں ہے جاری سکۂ سلطان عشق
تولتے ہیں موتیوں میں اشک حسن یار کو — دونوں آنکھیں اپنی ہیں دو پلۂ میزان عشق
سیر ہو جاتے ہیں ایسے بھوک پھر لگتی نہیں — زہر دیتا ہے نمکخواروں کو اپنے خوان عشق
ایکدن تیری کمر کا طوق ہوں گے اپنے ہاتھ — الصنم تائید غیبی رکھتے ہیں مردان عشق
ارغوانی اشک ہیں تو زعفرانی رنگ ہے — اپنے خاطر سے مہیا آجکل سامان عشق
قطع ہو جاتے ہیں دنیا کے تعلق یک قلم — چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق
دو جہان میں آتش اس سے کوئی شے بہتر نہیں — وصف جو کچھ کیجئے اعلی ہے اس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک — وہ گلعذار ہے یکتا ہزار کے نزدیک
خدا نے کی ہے عطا اس صنم کو دولت حسن — طلا و نقرہ ہیں کیا مال یار کے نزدیک
قفس تک آئے جو لے کر چمن سے نکہت گل — یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک
شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف — دل آتے ہیں بط مے کے شکار کے نزدیک
کدورتوں سے میخانہ نہ دور ہو ہر چند — کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک
ہوا ہے دیدۂ بیدار سے مجھے روشن — ہمیشہ روز ہے شب زندہ دار کے نزدیک

جو بس چلے تو کرون منفعل سر محفل
پری و حور کو بٹھلا کے یار کے نزدیک

بلا سے ایک اگر کشتہ ہو گیا مجھ سا
تری نمود تو قاتل ہے چار کے نزدیک

نہ ٹالین آج کے وعدے کو کل کے اوپر آپ
یہ جبر ہے دل بے اختیار کے نزدیک

پس از فنا تری درگاہ کی جو مٹی ہو
وہ خاکسار ہے مجھ خاکسار کے نزدیک

یہ عاشقی کی وہ منزل ہے راہ مین جس کی
پیادہ پائی ہے بہتر سوار کے نزدیک

طلسم تازہ دکھاتی ہے ہوشیاری بھی
جہان مردہ ہے شب زندہ دار کے نزدیک

وہ زود خلق ہون غالب ہے بعد مردن بھی
بنے مزار نہ میرے مزار کے نزدیک

سمجھتے ہم کمر یار کو نہین بے ہیچ
اگرچہ ہیچ ہو وہ روزگار کے نزدیک

وہ لوگ کرتے ہین تعریف خلد ممبر پر
گئے نہین جو کبھی کوئے یار کے نزدیک

سپر کی طرح چڑھے منہ وہ تیغ ابرو کے
سزا جو اپنی سمجھ لے کنار کے نزدیک

خلش کرے نہ مرے دل سے وہ مژہ کیونکر
شکست آبلہ ہے فتح خار کے نزدیک

عجیب شہر غم آباد عشق بھی ہے کوئی
خوشی بھٹکتی نہین اس دیار کے نزدیک

ہزار پست کیا ہے فلک نے ای آتش
بلند قدر رہین ہم اعتبار کے نزدیک

ہر قبر پر اُڑا کئے علی الاتصال خاک
سمجھے جو آدمی کہ ہے میرا مآل خاک

آنکھون کا عاشقون کی یہ یار مین ہے فرش
دامن پر اُس کے اُڑ کے پڑے کیا مجال خاک

چاہے فروغ آتش گل تو جو کچھ دنون
ای عندلیب دیدۂ گلچین مین ڈال خاک

تا حال وہ غبار دل یار سے ہے سو ہے
خاطر سے اپنی دُور ہو گرد ملال خاک

روشن ہے جس سے منزل دل تو وہ شمع ہے
دم سے ہے تیرے مظہر حُسن و جمال خاک

نقش قدم کو تاج سر اُس کا ہون دیکھتا
افتادگی مین رکھتی ہے میرا سا حال خاک

سودا رہے گا سر کو بہت روئے یار کا
مدت کے بعد ہوتے ہین مٹی مین بال خاک

اُس سیم بر کا جب سے زمین پر پڑا ہے پاؤن
آنکھون مین نیاریون کے ہے اُس دن سے مال خاک

پیدا کریگا خم سے زیادہ پیالہ ظرف
مجھ مست کی ملے جو تجھے ای کلال خاک

اس روئے آتشیں کی ہوا میں یہ رنگ ہے
گاہے عبیر بنتی ہے گاہے گلال خاک

غنچہ نہ ہو شگفتہ نہ چھڑکیں جو باغبان
تیرے قدم کے نیچے کی اے نونہال خاک

صورت بگڑتی بنتی ہے اے ماہ چاردہ
بہروپیوں کا رکھتی ہے آتش کمال خاک

بہار میں جو ہوا ہے مرا گریبان چاک
ہوئے ہیں لالہ و گل کی طرح سے خندان چاک

صدا یہ غنچۂ گل کے ہے کھلنے سے آتی
کرے جو تنگ گریبان ہو اسکے شایان چاک

بنائے ساغر مے جو کمہار تیرے لئے
پیالے ہوں مہ و خورشید و چرخ گردان چاک

کھلے چمن میں جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا
کئے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک

نکلکے تن سے دکھاوے گی اپنے جوہر روح
کھلے کا مطلب خط جیب، کہ ہوگا عنوان چاک

جنون کا جوش اتارے گا پھاڑ کر کپڑے
بہار میں بدن اپنا کریں گے عریان چاک

کروں گا زلف کے سودے میں تار تار ایسا
دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک

ملاؤں پیرہن گل سے کیا لباس اپنا
ہوا نہیں ابھی دست جنوں سے چندان چاک

دکھا کے عالم صبح بہار اگر رکھوائے
نقاب میں وہ رخ غیرت گلستان چاک

کیا ہے عشق نے اک مہوش کا دیوانہ
سحر کی طرح سے رہتا ہوں میں گریبان چاک

یقین ہوا ہمیں سودا ہوا زلیخا کو
کیا جو کھینچ کے یوسف کا اس نے دامان چاک

اثر جنون کا رکھتی ہے دل کی بیتابی
قبائے صبر کو کرتا ہے آتش انسان چاک

ردیف کاف فارسی

لاتی ہے ہر نگہ میں نیا چشم یار رنگ
دکھلاتی ہے گردش لیل و نہار رنگ

مستی عشق کیف نے لالہ گون نہیں
اس رنگ پہ چڑھا نہیں سکتا خمار رنگ

ہر ایک صفحہ ہے مرے دیوان کا اک چمن
مسطر وہ دام ہے کہ ہے جس کا شکار رنگ

گلہائے باغ ہوتے ہیں تیرے حضور زرد
اڑتا ہے تجھکو دیکھ کے اے بے اختیار رنگ

گلشن چراغ ناخن غم سے بنے گا رخ
اے دل دکھائے گا یہ ترا خار خار رنگ

چہرا مرا طلسم ہے حکمت سے عشق کی — اک حال پر کبھی نہین پاتا قرار رنگ
بعد فنا سمائین گے ہم چشم یار مین — پیدا کرے گا سرمئی اپنا غبار رنگ
رخسار زرد پر مرے بہتے ہین اشک خون — یکجا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ
خون مین نہا نہا کے شہیدون کے لائیگا — نقرا ترا کمیت کا اے شہسوار رنگ
بھڑکا رہی ہے آتش فرقت ہوائے وصل — سیماب کی طرح سے ہے کرتا فرار رنگ
نیرنگی فنا ہے لگی اُس کی فکر مین — ہستی مستعار ہے بے اعتبار رنگ
مضمون نبدھے ہین بو قلمون روئے یار کے — رنگریزی ذہن کے فکر رنگے گی ہزار رنگ

بلبل کی طرح ہم کو بھی ہوتا چمن سے عشق
آتش جو چار فصل مین ہوتے نہ چار رنگ

نہ کر زیادہ بس اب اے فراق جانان تنگ — گلے کو کاٹتا ہے اپنے ہو کے انسان تنگ
طلسم تازہ دکھاتا ہے دیدۂ دل کو — کشادہ چہرہ کے اوپر دہان جانان تنگ
رہی نہ لالہ و گل سے کوئی جگہ خالی — بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ
پنہائی زخمون کی بندھی جو تیغ نے تیری — خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ
نصیب شانے کے پہلو اکرے دل صد چاک — بغل مین لین اسے وہ گیسوئے پریشان تنگ
وہ دل ہے جس مین تصور ہو خونچکانون کا — وہ گھر ہے جس کو کہ رکھے ہجوم مہمان تنگ
نکل کے خانۂ زندان سے مین کدھر جاؤن — جنون کے جوش مین ہے دو جہان کا میدان تنگ
یہ گوش ہی ہین کہ باتین زبان کی سنتے ہین — نکل گئے ہین دہن مین سے ہو کے دندان تنگ
بہار گل مین جو دل کو ہوائے صحرا ہے — ہوا ہے روح کو قالب سے اپنے زندان تنگ
شکار مومن و کافر کا کھیلتا ہے وہ ترک — کمند زلف سے ہین ہندو و مسلمان تنگ
نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اُٹھے — یقین ہے کثرت پروانہ سے ہو ایوان تنگ
بہار گل مین جو مین دھجیان نہ لون اسکی — گلا دبانے کو پھانسی سے ہو گریبان تنگ

نہ کیجیو سر آتش پہ اپنا سایہ ہما
فقیر کے ہے بدن پر قبائے سلطان تنگ

ردیف لام

موسن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل
حامی ہے ترا شیر خدا لاتخف ایدل

بت توڑنے کو دوش نبیؐ پر وہ چڑھا ہے
کعبہ کو تولد سے ہے اُس کے شرف ایدل

بیواسطہ ہے احمدؐ مرسل کا خلیفہ
دنیا کے طلبگار کریں حق تلف ایدل

معصوم ہے عیبوں سے زمانے کے بری ہے
وہ لالۂ بیداغ دمہ بیکلف ایدل

خاک نجف اکسیر ہے مومن کی نظر میں
شفاف ہے الماس سے در نجف ایدل

حاصل اُسے تو قلزم قدرت کا سمجھ لے
گوہر ہے علی کون و مکان ہیں صدف ایدل

آئینۂ تحقیق کا رہتا ہے مشاہد
حق اُس کی طرف ہے وہ ہے حق کی طرف ایدل

لاریب اماموں میں سر آمد وہ ولی ہے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل

مدح اسداللہ میں تقریر ہو نہ بند
دریا کی طرح تا کہ نہ آجائے کف ایدل

دشمن ہو جو ایسے کا کہے رکھتا ہے آتش
شیطان کے نطفہ سے ہے وہ ناخلف ایدل

عمر دوروزہ ہی میں ہزاروں کھلائے گل
بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل

سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس
بے یار شور زاغ ہوئے خندہ ہائے گل

میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا
ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا مٹائے گل

سنتا ہے کون نالہ و فریاد عندلیب
مدہوش ہے چمن میں پیالہ چڑھائے گل

وعدہ وصال کا ہے اندھیرے میں گور کے
شمع حیات جلد کہیں ہو بھی جائے گل

چھڑکی ہے باغبان نے مگر خاک پائے یار
رکھتی ہے روئے حور کا عالم صفائے گل

بوجہ یہ جگر میں نہیں اس کے چار داغ
دل پر ہیں تیری کفش کے لالہ نے کھائے گل

رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے
کھولے نسیم صبح نے بند قبائے گل

ملتا ہے کس طرح لب نان فقیر کو
آکر تنور چرخ سے ہمنے تو کھائے گل

صیاد نالہ سنکے جو رویا تو لطف کیا
کنج قفس میں باغ سے اڑ اڑ کے آئے گل

وان لب ملے رقیب سے یان دم نکل گیا
اے عندلیب تجکو مبارک ترا چمن

مقراض تار عمر ہوئے برگ ہائے گل
کس کے مزاج سے ہے موافق ہوائے گل

آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
یکدست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل

درد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل
نیند آنے کا ہوا اس کو بہانہ شب وصل

نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل

حسرت جلوۂ دیدار بہت ہے مجکو
چاہیئے میرے لئے آئینہ خانہ شب وصل

صبح ہوتے ہوئے اس بت نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل

مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح
درد سر کا جو کیا اس نے بہانہ شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل

یار کیا مجکو ملا دولت پایندہ ملی
ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل

چاندنی آئینہ مین مین نے اسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل

خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہے
آجکل تیر دعا کا ہے نشانہ شب وصل

دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے روانہ شب وصل

عاشقون کی کشش دل ہے کہ لائی ہے اسے
چاہیتا ورنہ خدا سے ہے زمانہ شب وصل

آتش اس گل کو ہے لیجاکے چمن مین رکھنا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہے یار کا آغوش مین آنا شب وصل
پیرہن مین مجھے مشکل ہے سمانا شب وصل

سجدۂ شکر خدایا مین کیئے رکھتا ہون
پاؤن پر یار کے سر کو ہے جھکانا شب وصل

جس قدر سوئے غنیمت مین سمجھتا ہون اسے
بخت خفتہ کو ہے تا صبح جگانا شب وصل

وقت کو ہاتھ سے کھونا ہے غضب غفلت مین
موت سے کم نہین کچھ نیند کا آنا شب وصل

عشق ہے آنکھون کو تلوون سے مجھے ملنے کا
پائنتی یار کی ہے میرا سرہانا شب وصل

رخصت یار کے اوپر مین گلا کاٹون گا
آب شمشیر سے ہے مجھکو نہانا شب وصل

یار وحشی کو یہ لائی ہے بغل مین آتش
دام عنقا ہے جسے کہتے ہین دانا شب وصل

ملک الموت سے کچھ کم نہین خونخوار کی شکل
مر گیا جس کو نظر آئی مرے یار کی شکل

درد دل پوچھنے والا کوئی میرا نہ رہا
ہو گئی صورت عنقا مرے غمخوار کی شکل

باغبان آنے دے صیاد کو آزردہ نہ ہو
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل

آنکھ بجلی کے چمکنے سے جھپک جاتی ہو
دیکھین ہم بھی تو ترے طالب دیدار کی شکل

یار نے عاشق رنجور کو کب پہچانا
ناتوانی سے بدل جاتی ہو بیمار کی شکل

ڈھونڈھ لے اور مجرد کوئی زال دنیا
میری پاپوش کے قابل نہین مردار کی شکل

دل کے گاہک تو ہزارون ہی پر یہ دیکھیے
دیکھیے جان حزین کے بھی خریدار کی شکل

زرد ہوتا تھا مرے سامنے روئے رستم
اب ڈراتی ہو مجھے مردہ بیمار کی شکل

یار نے غیر کے بدلے جو دیا مجکو جواب
پھر گئی آنکھون مین دشمن کے طرفدار کی شکل

یار جو ناز کرے سبزۂ خط پر کم ہے
کچھ تو کی کچھ ہو گئی اس آئینہ رخسار کی شکل

کوچۂ یار مین کرتے ہین اندھیرے مین جو غل
خوب پہچانی ہوئی ہو مری دو چار کی شکل

ہو گئین چار نگاہین جو دم قتل آتش
آنکھین جلاد کی ڈھونڈھین گی گنہگار کی شکل

ردیف میم

آئینہ خانہ کرین گے دل ناکام کو ہم
پھیر لین گے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم

شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے
روتے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم

یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم

آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم

فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہو کہین پردے مین
سنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم

خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہو حلال
کسی غماز سے بھجوائین گے پیغام کو ہم

پاؤن پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچہ کی
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم

دیدہ یار کہین گیا اسے کیف مے مین
سبزۂ خط سے ہوئی اس کی کدورت دہ چند
وہی تحصیل محبت کا ہے عالم تا حال
لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے

بھون کر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
اب صفائی کے لئے ڈھونڈین گے حجام کو ہم
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوئے خام کو ہم
مول لین دل کی اسیری کے لئے دام کو ہم
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حسن سے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتشؔ اسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
جس نے دیکھا تمھین وہ مر ہی گیا
کیونکر آنکھین نہ ہم کو دکھلاؤ
حسن مین آپ کے ہے شان خدا
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
فوق ہے سارے خوش جمالون پر
ہم سے پردہ نہی حجاب کا ہے
کیون محبت بڑھائی تھی تم سے
جو کہ حق وفا بجا لائے
ہے تمھارا خیال پیش نظر

خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
کوچہ گردون سے رو براہ ہو تم
ہم گناہگار بے گناہ ہو تم
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم
جس طرف جائین سد راہ ہو تم

دونون بندے اسی کے ہین آتشؔ
خواہ ہم اس مین ہو دین خواہ ہو تم

وحشی تھے بوئے گل کی طرح سے جہان مین ہم
ساکن ہین جوش اشک سے آب روان مین ہم
شیدائے روئے گل نہ تو شیدائے قد سرو
نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا

نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم
صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم
گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کمان مین ہم

آلودۂ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہیں جاگ کے مرغ کی دکان میں ہم

ہمت پس از فنا سبب ذکر خیر ہی
مردوں کا نام سنتے ہیں ہر داستان میں ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہیں اپنے مکان میں ہم

نیرنگ روزگار سے ایمن ہیں شکل سرو
رکھتے ہیں ایک حال بہار و خزان میں ہم

دنیا و آخرت میں طلبگار ہیں ترے
حاصل تجھے سمجھتے ہیں دونوں جہان میں ہم

پیدا ہوا ہے اپنے لئے بوریائے فقر
یہ نیستان ہیں شیر ہیں اس نیستان میں ہم

خواہاں کوئی نہیں تو کچھ اس کا عجب نہیں
جنس گران بہا ہیں فلک کی دکان میں ہم

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا ان نے وصف
اک زخم دیکھتے ہیں قلم کی زبان میں ہم

کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالاں رہے جرس کی طرح کاروان میں ہم

آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران میں ہم

شاگرد طرز خندہ زنی میں ہے گل ترا
استاد عندلیب ہیں شور و فغان میں ہم

باغ جہان کو یاد کریں گے عدم میں کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان میں ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار میں
گاہے زمیں میں تھے تو گہے آسمان میں ہم

دروازہ بند رکھتے ہیں مثل حباب بحر
قفل درون خانہ ہیں اپنے مکان میں ہم

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دیں دہان میں ہم

آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم
غیر منزل نہ پڑے راہ میں زنہار قدم

اٹھ گئے وصل کی شب پیشتر از یار قدم
آگے ہم عمر رواں سے بھی چلے چار قدم

کوئے مقصود سے یوں رکھتی ہے غفلت مجھ کو دور
جیسے سو جانے سے ہو جاتے ہیں بیکار قدم

اہل عالم میں ہوں میں زندوں میں مُردوں کی طرح
بڑھ چلیں لاکھ مگر ساتھ ہیں دو چار قدم

ایک مدت سے رہ کعبہ میں آوارہ ہیں
کیا خدا کا مجھے دکھلائیں گے دیدار قدم

جوش وحشت میں بھی میں جا کے نہ اُسیر دوڑا
لے گئے حسرت خار سر دیوار قدم

صورت برگ خزان جھڑتے ہیں ہر گام گناہ
جب اٹھاتے ہیں تری راہ میں زوار قدم

اے جنون کوہ و بیابان بھی دکھلا مجکو
رہین پستی و بلندی سے خبردار قدم

کوچہ گردی یہ شب و روز کی بیوجہ نہین
ایڑیان رگڑین گے کس کے پس دیوار قدم

جادۂ راہ محبت کو خط مسطر جان
سر کے بل مثل قدم چل جو ہون بیکار قدم

خاک بھی ہون تو ہون خاک در اُس کا آتش
جس کے تھے دوش پیمبر کے سزاوار قدم

سیل کی طرح سے ہلتے نہین زنہار قدم
بھول جاتے ہین رہ عشق مین رفتار قدم

جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
شہر ہستی سے ہو صحرائے عدم چار قدم

بخت خفتہ کو جگا دین جو یہ پشت پا سے
ایسے رکھتے ہین کہان طالع بیدار قدم

عرصۂ جنگ سے خون ریز زمین ہو یان کی
بیشۂ عشق مین مردون کی طرح چار قدم

جوش وحشت مین نہ زنجیر کو توڑا اک دن
گور مین جائین گے ان ہاتھون سے بیزار قدم

چال وہ چل کہ ہو جان سے دل عالم کو عزیز
آنکھون پر رکھے ترے کافر و دیندار قدم

ہاتھ بندھوائین نہ مجھسے یہ حضور دربان
یار کے گھر مین چلین پھاند کے دیوار قدم

چاہیے عاشق شیدا کو لحاظ معشوق
شاخ گل پر نہ رکھے بلبل گلزار قدم

کوچۂ زلف کے سودے سے گلا آخر چھوٹا
ہوئے زنجیر کے پھندے مین گرفتار قدم

دوڑتے دوڑتے کسدن نہین عاشق مرتے
جانتا ہی نہین اُس ترک کا رہوار قدم

سبقت اُس ابرو کو جنبش مین ہے اُن مژگان سے
تیر سے چلتی ہے آگے یہ کمان چار قدم

بیڑیان اُن کو جو پہنائین قصور اُن کا کیا
مین گنہگار جنون ہون کہ گنہگار قدم

ثابت معرکۂ عشق بنایا ہے مجھے
کوچے کاٹون جو ہون لغزش کے سزاوار قدم

حیف ہے راہ خدا مین نہوا اُن سے کوشش
دست قدرت نے بنائے نہین بیکار قدم

عاشقون سے جو مسیحا اُسے سن پایا ہے
چومنے آتے ہین ہر صبح کو بیمار قدم

یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ مجنون کی
آج مجبور ہین وہ کل جو تھے مختار قدم

آب رحمت کرے گا آکے یہ آتش چھڑکاؤ
خاک پر رکھین گے مجھ رند کی ابرار قدم

چمن مین رہنے دے کون آشیان نہین معلوم — نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم

مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم — خدا کا نام سنا ہے نشان نہین معلوم

اخیر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے — بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم

یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل — لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم

سنا جو ذکر الٰہی تو اس صنم نے کہا — عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم

کیا ہے کس نے طریق سلوک سے آگاہ — مرید کس کا ہے پیر مغان نہین معلوم

مری طرح تو نہین اس کو عشق کا آزار — یہ زرد رہتی ہے کیون زعفران نہین معلوم

جہان و کار جہان سے ہون بیخبر مین مست — زمین کدھر ہے کہان آسمان نہین معلوم

سپرد کس کے مرے بعد ہو امانت عشق — اٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم

خموش ایسا ہوا ہون مین کم دماغی سے — دہن مین ہے کہ نہین ہے زبان نہین معلوم

مری تمھاری محبت ہے شہرۂ آفاق — کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم

کس آئینہ مین نہین جلوہ گر تری تمثال — تجھے سمجھتے ہین ہم این و آن نہین معلوم

ملا تھا خضر کو کسطرح چشمۂ حیوان — ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم

کھلی ہے خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ — قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم

طریق عشق مین دیوانہ وار پھرتا ہون — خبر گڑھے کی نہین ہے کنوان نہین معلوم

جو ہو تو شوق ہی ہو کوئے یار کا ہادی — کسی کو ورنہ سبیل جنان نہین معلوم

دہن مین آپ کے البتہ ہم کو حجت ہے — کمر کا بھید جو پوچھون میان نہین معلوم

نسیم صبح نے کیسا یہ اس کو بھڑکایا — ہنوز آتش گل کا دھوان نہین معلوم

سنین گے واقعہ اس کا زبان سوسن سے — شہید کس کا ہے یہ ارغوان نہین معلوم

کنار آب چلے دور جام یا لب کشت — شکار ہووے بط مے کہان نہین معلوم

رسائی جس کی نہین اے صنم ورود تک — یقین ہے اس کو ترا آستان نہین معلوم

عجب نہین ہے جو اہل سخن ہون گوشہ نشین — کسی دہن مین زبان کا مکان نہین معلوم

چھٹین گے زیست کے پھندے سے کسدن آہ آتش — جنازہ ہوگا کب اپنا روان نہین معلوم

ردیف نون

اس قدر آنکھین مری محو تماشا ہو گئین
پتلیان پتھرا کے آخر سنگ موسیٰ ہو گئین

روے رنگین سے بھی وہ گیسو خط ہی دلفریب
بوٹیان بھی اس گلستان کی تماشا ہو گئین

باغ کو سر سبز باران بہاری نے کیا
شاعرون کیواسطے تشبیہین پیدا ہو گئین

تشنۂ دیدار ہین کس آتشین رخسار کے
آبجو ہین مثل آئینہ مصفا ہو گئین

صورت کافور بوندین اسکی اب اڑتی تو ہین
چشمۂ خورشید تک پہونچین تو دریا ہو گئین

جس طرف سودہین ان زلفون کے مین وحشی گیا
دو بلائین دو طرف سے میری پیدا ہو گئین

شب نہونے سے ترے اندھیر تھا اک صبح تک
کیا کہون کیا حالتین اے ماہ سیما ہو گئین

کنج عزلت مین قناعت کی جو نان خشک پر
نعمتین دنیا کی جو کچھ تھین مہیا ہو گئین

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا
آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

پہونچا سزا کو اپنی ہے بیداد گر کہان
دزد حنا چڑھایا گیا دار پر کہان

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہان
ہستی سے کر چکا ہون عدم کو سفر کہان

داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ
گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہان

ون بوسہ کس کا ہے دہن یار ناپدید
کس کے ہون ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہان

حال آنکھون نے نہین سیر بہشت کی
پیش آیا کوئی یار کا ہم کو سفر کہان

داغ شب فراق جو جیتا نہ چھوڑتا
کھاتا ہمار امغز خروس سحر کہان

ہین دلون سے چشم کرم ہے خیال خام
کرتا ہے سبز نخل کو آب بتر کہان

یران کار رہتے ہین آئینہ کی طرح
آنکھون سے پوچھیئے کہ پڑی ہے نظر کہان

ندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہان

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہین خیال
اپنی خبر نہین اُنھین میری خبر کہان

اندھیرا آنکھون مین ہی اجالا ہی ناپدید / پردے مین شب کے چھپ رہی ایسی سحر کہان
سودا نہین ہے گیسوون کا یار کے کسے / ان دو بلاؤن سے ہی کسی کو مفر کہان
خرما لب کے بوسہ کا چکھا نہین مزہ / توڑا ہے نخل حسن کا ہم نے ثمر کہان
دھوکا نہ دیسکیگا مجھے زلف یار کا / سنبل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کہان
دم کیا بھرے گا کوئی محبت کا یار کے / میرا سا دل کہان ہی مرا سا جگر کہان

قید خودی سے چھوٹ کے جاتی ہی گور مین
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کہان

نہانے کو لگا جانے جو وہ محبوب دریا مین / عریضون کی جگہ بہنے لگے مکتوب دریا مین
غریق فکر رکھا پہرون ہی مضمون دندان نے / گہر کے واسطے غوطے لگائے خوب دریا مین
مے یوسف کو لہر آئی اگر اُس مین نہانیکی / حباب ایک ایک ہوگا دیدۂ یعقوب دریا مین
لگا کر غوطہ بوسہ لون گا اُس طفل شناور کا / خدا سے گوہر مقصود ہی مطلوب دریا مین
وہ بحر حسن جو فرقت کی شب مین یاد آیا ہی / یہی لہر آتی ہے دلکو کہ چل کر ڈوب دریا مین
خفا دم چاہنے والون کے ہونگے غوطے کھا کھا کر / بہت کف لائیگا وہ طفل خوش اسلوب دریا مین
عشق آیا دیکھکر حسن و جمال یار کا جلوہ / نہایت شاہد آبی ہوئے محجوب دریا مین

دیا دھوکا جو آتش مجکو اس دست نگارین کا
مروڑا پنجۂ مرجان کو مین نے خوب دریا مین

خشمگین آنکھین تمھاری آفت جان ہو گئین / برچھیان عاشق کشی کرنے کو مژگان ہو گئین
تم جو جا نکلے نسیم نو بہاری کی طرح / پھول کھل کھلکر گل و لالہ کی کلیان ہو گئین
اے صبا دامن ہی تیرا اور مجھ مجنون کا ہاتھ / اُس پریرو کی اگر زلفین پریشان ہو گئین
سامنے رہنے لگا رخسارۂ زیبائے یار / صورت آئینہ آنکھین اپنی حیران ہو گئین
مہندی ہاتھون مین ملی تو نے جو اے دریائے حسن / انگلیان رنگ حنا سے شاخ مرجان ہو گئین
راستی سے نیزۂ ترکان بنا بالائے یار / وہ بھوین اپنی کجی سے تیغ عریان ہو گئین
خانۂ دل مین تصور خوش جمالون کا رہا / گاہ حورین گاہ پریان اپنی مہمان ہو گئین

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار — بسملون سے شہر کی گلیان گلستان ہو گئین
دیدۂ عاشق سے جس نے دیکھا دیوانہ ہوا — حسن سے پریان بلائے جان انسان ہو گئین
اے مراد دل ترے کوچہ مین رکھتے ہی قدم — حسرتین جو کچھ کہ تھین گرد پریشان ہو گئین

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیوارین اکٹھی ہو کے زندان ہو گئین

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان — روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب و گل کہان
ہچکیان لیتے تھے کوچہ مین ترے بسمل کہان — زخم ہنستے تھے کسی کے منھ پر اے قاتل کہان
قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی — گورے گورے عارضون پر کالے کالے تل کہان
دسترس کس دن ہوا بند قبائے یار پر — وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان
طوف کوئے یار کی حسرت نہین نکلی ابھی — طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہان
صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب — کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان
جو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہین دیتا اُسے — سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہان
بھیک کس کے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے — دربدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان
بحر ہستی سا کوئی دریا سے بے پایان نہین — آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان
وقت بد مین کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک — ہجر کی شب کے اندھیرے مین مہ کامل کہان
کونسا ایسا کیا ہے مجھسے یارون نے سلوک — یاد آتی ہے عدم مین جا کے یہ محفل کہان
خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندہ کی طرح — ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہان
جنبش ابروے قاتل مین نہ ٹھہرے گا رقیب — چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیئے
خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہان

فریب کو دل اہل صفا مین راہ نہین — وہ وحشت ہے یہ جہان آب زیر کاہ نہین
بدن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین — حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہین
وہ آب و رنگ کہان روئے یار کا گل پر — ہزار آنکھ ہو نرگس کی وہ نگاہ نہین

صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین

خیال اس مین ہے لازم سیاہ چشمون کا
لباس کعبۂ دل کا مرے سیاہ نہین

تمھارے سبزۂ خط کی طرح سے دل لہرائے
چمن مین دہر کے ایسی کوئی گیاہ نہین

نہ پاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا
وہ قصہ ہے یہ کہ جس کا کوئی گواہ نہین

بتون کے ناز سے دکھ دکھ کے پک گئے ہین دل
وہ کون ہے کہ خدا سے جو داد خواہ نہین

غریب کو نہ کرین قتل خط وہ پرزے کرین
مرا گناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہین

خراب ظلم سے ہین حسن یار کے عاشق
غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین

فرشتے نے انھین پھونکا ہے کان مین کس کے
وہ سر ہے کونسا جس پر کہ کج کلاہ نہین

چمک چمک کے نکلنے کا حال کھل جاتا
دکھاؤن کس کو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین

بھر آئے دیکھ کے منہ مین نہ کسطرح پانی
تمھاری ناف سا چشمہ ذقن سا چاہ نہین

کھڑے ہین کھولے ہوئے اپنے سینون کو عشاق
تمھاری تیغ کے زخمون کی بند راہ نہین

نہ ہووے گوش زد یار تو تعجب ہے
قد بلند سے کوتاہ سدِ آہ نہین

غبار خط سے وہ انداز و ناز حسن کہان
نمود گرد ہے باقی مگر سپاہ نہین

عذاب گور ہے دنیا کے رنج سے بدتر
سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

فقیر بن کے قدم مار اس مین ای آتش
طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین

بلبل کو خار خار دلستان ہے اندنون
ہر طفل کی بغل مین گلستان ہے اندنون

زنّار عشق بت مین رگ جان ہے اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہے اندنون

آباد میرا خانۂ ویران ہے ان دنون
سیلاب مجھ غریب کا مہمان ہے اندنون

دامن ہے اپنے ہاتھ مین اک رشک ماہ کا
پیش نظر ہلال گریبان ہے اندنون

باغ جہان مین جو ہے گرفتار ہے ترا
آزاد ایک سرو گلستان ہے اندنون

کہتے ہین ہم زمین مین مجنون کی اب غزل
ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہے اندنون

کافر ہوا ای صنم جو خریدے نہ تو اسے
مہندی کے مول خون مسلمان ہے اندنون

ہنگامہ حسن و عشق کا ہے گرم آج کل
دیوانہ پری ہے جو انسان ہے اندنون

مستی کا اُن لبون کے فسانہ کہان نہین
مجلس نہین وہ جو نہین حیران ہے اندنون

صدقے چکور ہوتے ہین رخسار یار کے
وہ ماہ چاردہ مہ تابان ہے اندنون

آتا ہے سیر باغ کو وہ گوہر مراد
پھیلائے گل کے پاس جو دامان ہے اندنون

قد سرو چہرہ گل ہے تو سنبل ہین موئے یار
گھر خانہ باغ ہے جو وہ مہمان ہے اندنون

جوہر شناس جمع ہین آتش ہے معرکہ
شمشیر ہے وہی کہ جو عریان ہے اندنون

برق کو اُس پر عبث گرنے کی ہین تیاریان
برگ گل ہی آشیان کو اتنے ہے چنگاریان

عہد طفلی مین بھی تھا مین بسکہ سودائی مزاج
بیڑیان منت کی بھی پہنین تو مین نے بھاریان

موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی
کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

اے خط اُس کے گورے گالون پر یہ تونے کیا کیا
چاندنی راتین یکایک ہوگئین اندھیاریان

خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے
خون بلبل سے مگر سینچی گئی ہین کیاریان

خاک کا پتلا بھی آہن سے ہے سختی مین فزون
جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان

خون خالق ہے وگرنہ محتسب کیا مال ہے
خانۂ قاضی مین جاکر کیجیے میخواریان

کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب
پھر گئے ہین یار یون ہی اپنی اپنی باریان

حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو
اب کرین ٹٹو بیچیے گرم اپنی دوکانداریان

ہوا تھا اُس کو ایسا لطف کیا حاصل گلستان مین
قفس مین عندلیب خستہ جان ہے دل گلستان مین

ثبات اس کو نہین یہ عالم و اشہد دو روزہ ہے
ہنسو اتنا بھی اے غنچہ نہ تم کھل کھل گلستان مین

ابھی دار غضب پر ناحق ان کو خار کھینچین گے
نہ ہون برگ حنا کے آبلے شامل گلستان مین

بہاؤن رو کے سو ہمین جو شبنم کی طرح دریا
کنارہ ایک صحرا مین ہو اک ساحل گلستان مین

خزان مین زرد بھی ہونا چمن کا حسن رکھتا ہے
بہار زعفران ہو جاتی ہے داخل گلستان مین

چمن کی سیر کو تم گاہے گاہے جا نکلتے ہو
شہیدون کی طرح ہے ارغوان بسمل گلستان مین

نہ کیونکر قید مین بلبل کو دیکھے سے جگر خون ہو
قفس مسکن ہو اُس کا جسکی تھی منزل گلستان مین

چمن مین بلبلون کو ذبح وہ صیاد کرتا ہے
بہا دیتا ہی نہرین خون کی قاتل گلستان مین

نسیم نو بہاری کی مدد کا وقت ہے پہونچے
ہوئے ہین غنچۂ گل عقدۂ مشکل گلستان مین

بہار فتنہ کے غم نے خزان مین خون تھکوایا
ہوئی دق ہو کے آخر بلبلون کو سل گلستان مین

شراب بیخودی ایسی پلا دی ساغر گل نے
رہے صیاد سے مرغ چمن غافل گلستان مین

سُنا ہی عاشق و معشوق جیسے بلبل و گل کو
اسے بسمل سمجھتا ہون اسے قاتل گلستان مین

پھرا جب باغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ
بہت رُویا گلے سے سرو کے مل مل گلستان مین

بہار آئی ہے دل بہلائیے پیری مین اے آتش
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے یہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون
مائل ہو سجود سر پر غرور ہون

تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین
ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسارے نور ہون

پہلے ہی دیکھا ہون مین ان کو جواب صاف
سمجھائین اب جو یار بڑے بے شعور ہون

آنکھون مین تنگ چشمون کے پھر بھی ہین فیل مست
ہر چند ناتوانی سے مین پائے مور ہون

بعد فنا بھی خاک رہ یار ہون گے ہم
ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون

کرتا ہے کیا یہ محتسب سنگدل غضب
شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون

خلخال پائے یار مین آواز صور ہے
بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون

کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک
سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون

مرتا ہے غیر کس لئے کٹتا ہے یار کیون
حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون

ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے
رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون

ثابت جو یار کرتے ہین مجھ پر خطائے عشق
انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون

دل مین ان آئینون کے سراسر بھرا ہی زنگ
ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون

رونے کی جا ہی حالت دیوانگان عشق
ابر بہار دیدۂ وحش و طیور ہون

عزم طواف کعبہ سے اب کچھ غرض نہین

آتش زبان ہند پری ہون کہ حور ہون

دو قدم غربت سے گر سوئے وطن جاتا ہو نمین
پاؤن شل ہو جاتے ہین دیوار بنجاتا ہون مین

مثل گل باغ جہان سے خندہ زن جاتا ہو نمین
لالہ رویوے کے داغون کے چمن جاتا ہو نمین

کیسی ہی آزردگی ہو آئینہ کی طرح سے
چار آنکھین ہوتے ہی اُس بت سے نبجاتا ہو نمین

کوے قاتل کا جو ہو شوق شہادت رہنما
کس خوشی سے باندھکر سر پر کفن جاتا ہو نمین

تنگ آیا ہے جو دل سودائے زلف یار مین
مشک کی بو سونگھنے چین و ختن جاتا ہو نمین

جان کرتی ہے لبون کی راہ سے چلنے کا قصد
گور نے کھولا مری خاطر دہن جاتا ہو نمین

کچھ بھی غیرت ہو تو پانی پانی بے آبی سے ہو
تشنہ لب لے حسرت چاہ ذقن جاتا ہو نمین

طرفہ سودا ہے مرا اپنا گریبان چھوڑ کر
پھاڑنے اُس گلبدن کا پیرہن جاتا ہو نمین

ساتھ ہوتا ہے کبھی سبزے جو وہ بالا بلند
کاٹنے سرو و صنوبر کو چمن جاتا ہون مین

گور مین خاکی بدن کو چھوڑکر جاتی ہے رُوح
پھاڑ کر گوشہ مین گرد پیرہن جاتا ہون مین

خوش سلوکی کی زمین و آسمان نے میرے ساتھ
آیا تھا بے پیرہن پہنے کفن جاتا ہون مین

ہستی فانی سے قصد روح ہے سُوئے عدم
دل کو خوشوقتی ہے غربت سے وطن جاتا ہو نمین

تاب داغ برہمی مانند بوئے گل نہین
چھوڑ کر آباد آتش انجمن جاتا ہون مین

پسے دل اُس کی چتون پر ہزارون
موے بے ساختہ پن پر ہزارون

مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون

برائے شکر قاتل رونگٹون سے
زبانین ہین مرے تن پر ہزارون

نہ اٹکھیلی سے چل ہوتے ہین صدمے
دل شیخ و برہمن پر ہزارون

ہوا سر خم نہ زیر تیغ جلاد
رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزارون

ترے کشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے
ہمارے سنگ مدفن پر ہزارون

نہ مل اے لعبت چین عطر گلزار
گلا کاٹین گے گلشن پر ہزارون

نہین اک مرد کو دنیا سے مطلب
مرین نامرد اس زن پر ہزارون

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع
جلین آتش کے مدفن پر ہزارون

واشد دل کیلیے جاتے ہین نادان باغ مین
گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغمین

مرگیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ مین
اُس کے پھولون مین پڑھی مین نے گلستان باغمین

ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
تیر باران ہوگیا بے یار باران باغ مین

غیر ممکن ہے اسیری مین شگفتہ خاطری
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغمین

شیشہ کے منہ کی طرح رکھتا ہے دروازیکو بند
باغبان کیا سیر کو آئی ہین پریان باغمین

چشم بلبل مین جو پیدا ہو سواد اہل علم
برگ گل ہوجائین اوراق گلستان باغمین

یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغمین

روئے زیبا تم نے دکھلایا ہے جاکر بے نقاب
آبجو ہے صورت آئینہ حیران باغمین

شوق کوئے یار مین روتا جو ہون دل کھولکر
اشک شبنم کی طرح جاتے ہین نہان باغمین

قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا
سرو قمری کے لئے ہے سیف عریان باغمین

ٹٹون مین مہندی کی تونے بنائے کیا ہرن
آگئین اے باغبان شاخ غزالان باغمین

مہندی ملکر دھوئے ہاتھ اُن مین جو نواے چمن
پھوٹکر نہرون سے نکلین نخل مرجان باغمین

کوچ کرتی ہے بہار آتا ہے ہنگام خزان
رُوئے بلبل رکھکے منہ پر گل کا دامان باغمین

سیر کرتا ہون مین جبتک رہتی ہے حسرت بہی
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخدان باغمین

چلتی ہے دست جنون کی طرح سے باد بہار
چاک تا دامن ہوا گل کا گریبان باغمین

بوسے اُس رخسارہ رنگین کے مین کیونکر نہ لون
پھول بے توڑے نہین رہتا ہے انسان باغمین

جوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
نشہ کی دھن لیگئی افتان و خیزان باغمین

بے حیائی سے نہ ہوئے تو ہوئے انفعال
لالہ نافرمان کے روبرو ہے خندان باغمین

ہے یہی اللہ سے اپنی مراد آتش رہین
مست کوئے یار مین طاؤس رقصان باغمین

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہین
آئینہ دل کیطرح سے حق نما ہوتا نہین

دردمند عشق جیا ہے دوا ہوتا نہین
تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہین

خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہین
مثل آب ورنگ گل ملکر جدا ہوتا نہین

کس کو پیوند زمین کرتی نہین رفتار ناز
کونسا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہین

کھینچ لیتا ہے دل عاشق کو خط سبز یار
کاہ سے ہر چند جذب کہربا ہوتا نہین

جس قدر چاہین اکڑ لین باغ مین شمشاد وسرو
خیر ہے جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہین

دیکھیے کب تک نہین ہوتی قیامت آشکار
تا کجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہین

سنبل وریحان باغ حسن کا عالم نہ پوچھ
خط سا پیرو گیسوون سا پیشوا ہوتا نہین

اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات
چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہین

کیا مری آنکھون کو دھوکا دیگا زلف یار کا
موئے زنگی کی طرح سنبل رسا ہوتا نہین

ہے ہر اک دندان دہان یار مین دُرِ یتیم
اُن لب لعلین سا لعل بے بہا ہوتا نہین

بڑھ نہین چلتا ہے کوئی حد سے اپنی پیش یار
اُس کے پاؤن مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین

گوہر شبنم بہم پہونچائین گلہائے چمن
یار کا سا خندۂ دندان نما ہوتا نہین

دلربائی کے طریقہ مین نہین کامل ہنوز
حق ناز اے طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہین

اے صنم پارس گے تیرے پاؤن مین ترشے ہوئے
ٹھوکرین کھا کھا کے کب آہن طلا ہوتا نہین

کون ملتا ہے نہین ملتا اگر وہ نازنین
مین بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہین

نشہ کی گرمی سے پھاڑے کھائے لگتا ہے لباس
اپنے جامے مین تو اے گلگون قبا ہوتا نہین

کون سی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین
شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین

استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوئے یار
اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہین

غبار راہ ہین گو آج ہم ان نے سوارون مین
سمند عمر منزل طے کریگا دو طرارون مین

گئے بتخانہ پوجا گہ کیا طوف حرم ہم نے
اُڑائی تیری ہم نے خاک کن کن رہگزارون مین

ازل ہی سے مری قسمت مین تھی سرگشتگی لکھی
گیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنارون مین

اجل آ ورنہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہے
عزیزان پاؤن کو پھیلائے سوتے ہین مزارون مین

ہوا ہے کوئی قاتل کا کبھی عالم نہیں پایا
چمن کو بارہا دیکھا ہے جا جا کر بہاروں میں

نہ دو آنسو گرے یاد آہی میں ان آنکھوں سے
اُڑا کی خاک ہی میرے چمن کے آبشاروں میں

امانت رُوح کی بھجوا کے عزرائیل سے تو نے
ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتباروں میں

نہایت عید کی تورہ نہ کی اُس گُل کو شادی ہے
لڑائے جائیں گے کیا بیضۂ بلبل قطاروں میں

کبھی کچھ کام بھی تو آئے تیری ہمت عالی
مگر چہرہ ہی لکھوایا ہے اے آتش سواروں میں

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہے دیاروں میں
کہ مردم نام لکھتے ہیں سرے پر اشتہاروں میں

ہوا ہے قحط کیوں عالم میں موسیٰ و تجلی کا
وہی پتھر نظر آتے ہیں اب تک کوہساروں میں

میں وہ غمدوست ہوں جب کوئی تازہ غم ہوا پیدا
نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدواروں میں

نہ کر شبدیز و گلگوں پر غرور اتنا بھی اے خسرو
پیادے رو دیں گے کل آج ہے تو شہسواروں میں

جو آنا ہے تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہے
جگہ جب منہ دکھانے کی رہی مجھ کو نہ یاروں میں

بہانہ درد سر کا آپ کو کیا ہے کرنا تھا
تپ غم نے ہماری جان کھو دی دو چاروں میں

رہا مثل خس شعلہ مجھے ربط اہل عالم سے
وہی دشمن ہوا جس کے بنا میں دوستداروں میں

ہراساں ہوتے ہیں کب مرد یکہ تاز کثرت سے
کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہیں ہزاروں میں

سمجھتا اہل عالم میں زباں کوئی تو میری بھی
خدایا کاش میں پیدا ہوا ہوتا گنواروں میں

بدن میں جان تازہ آئی ہے سونگھے سے اے آتش
عجب خوشبو ہے اُس گُل پیرہن کے باسی ہاروں میں

وہ بزم ہے یہ کہ لاخیر کا مقام نہیں
ہمارے گنجفے میں بازی غلام نہیں

حریفی اپنی تنک مشربوں کا کام نہیں
خم فلک سے کم اس میکدہ کا جام نہیں

سیاہ قلب کا کوئی صنم میں کام نہیں
بہشت کافر بدکیش کا مقام نہیں

بتوں کے گیسوئے و مژگاں سے مجھ کو کام نہیں
شکار تیر نہیں میں اسیر دام نہیں

چمن سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہے
ثبات گل کو نہیں سرو کو قیام نہیں

مطیع عشق نہ جس حسن دلفریب کا ہو
وہ خواجہ ہے وہ کہ جس کا کوئی غلام نہیں

وفائے وعدہ کا کس کو یقین یار سے ہے
کلام بت ہے کچھ اللہ کا کلام نہین

رفیق حال برے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

دو روزہ حسن نہ کر رائگان غرور سے یار
حلال مال ہے یہ دولت حرام نہین

گدا و شاہ برابر ہے خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہے اے بت ترا خرام نہین

جفاؤ جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بنائے زلف کو سچ کہتے ہین قیام نہین

نظارۂ کمر یار کا نہ ہو مشتاق
طلب محال کی غیر خیال خام نہین

بتون کے قہر و غضب کا کسے ہے اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین امام نہین

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہے
نسیم بے سر و پا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجکو نام نہین

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤن مین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤن مین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہے
یکتا نہین الٰہی جو چوری ہی جاؤن مین

لالہ رخون کے حسن کا بھوکا ہون اس قدر
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤن مین

آنکھین مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤن مین

مردے کی طرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکر سے پائے یار کے اُن کو جگاؤن مین

بوسہ ملے کمان کا جو ابروئے یار کی
محراب بیت کعبہ مین چلہ چڑھاؤن مین

جی چاہتا ہے شوق شہادت مین قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اُس پر لگاؤن مین

گھر مین جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے
مژگان کے بوریے جو کھڑے ہین بچھاؤن مین

کانٹا سکھا کے ہجر نے ہر چند کر دیا
وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤن مین

تم تو غریب خانہ مین آئے نہ ایک روز
فرمایئے تو شب کو کسی وقت آؤن مین

باریک بین ہون شاعر نازک خیال ہون
مضمون جہان کمر کا ملے باندھ لاؤن مین

آتش غلام ساقی کوثر ہون چاہیے

فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤن مین

دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
پریون نے کھڑکیون کے پردے اٹھا دیے ہین

اللہ رے فروغ اُس رخسار آتشین کا
شمعون کے رنگ مثلِ کافور اڑا دیے ہین

آتش بنفس ہوا ہے گلزار کی ہمارے
بجلی گری ہے غنچے جب مسکرا دیے ہین

سو بار گل کو اُس نے تلوون تلے ملا ہے
کٹوا کے سرو شمشاد اکثر جلا دیے ہین

انسان خوبرو سے باقی رہے تفاوت
اس واسطے پری کو دو پر لگا دیے ہین

ابروے کج سے خون عشاق کیا عجب ہی
تلوار نے نشان لشکر مٹا دیے ہین

کس کس کو خوب کہیئے اللہ نے بتون کو
کیا گوش و چشم کیا لب کیا دست و پا دیے ہین

بے یار بام پر جو وحشت مین چڑھ گیا ہون
پرنالے روتے روتے مین نے بہا دیے ہین

وصفِ کمان ابرو جو کیجئے سو کم ہے
بے تیر بسملون کے تودے لگا دیے ہین

رکھ رہا ہون یاد کر کے مین تیری تند خوئی
صرصر نے جب چراغ روشن بجھا دیے ہین

سوزِ دل و جگر کی شدت پھر آجکل ہے
پھر پہلوون کے تکیئے مشعل بنا دیے ہین

شمعون کو تو نے دل سے پروانون کے اُتارا
آنکھون سے بلبلون کی گلشن گرا دیے ہین

وہ بادہ کش ہون میری آواز پا کو سُن کر
شیشون نے سر حضورِ ساغر جھکا دیے ہین

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہو گا
قصرِ سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون

شمع گل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون
اوس پڑنی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تم سے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون

تلخی واعظون نے زبان کو یہ اثر بخشا ہے
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لئے اس گھر کے جو مہمان مانگون

پادشاہی سے فقیری کا ہے پایا بالا
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون

رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

دے دیا کیجئے سودائی تمھارا ہون میان
سونگھنے کو جو کبھی زلف پریشان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اس کا
بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون

میوے پر باغ جہان مین ہو جو دلکو رغبت
شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون

یاس و حرمان ہون جو لو ہے کے چنے بھی تو چبا
نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون

ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
گل سے بلبل کے کفن کیلئے دامان مانگون

تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ
وصل کا روز جو مین ای شب ہجران مانگون

کب سے در پر ترے سائل ہو مین آتش کیطرح
وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

جلاد کی نہ پہونچے تلوار تا بہ گردن
آب ندامت آیا سو بار تا بہ گردن

کھینچ اے ہوائے صحرا ورنہ اُٹھا چکے ہین
لڑکون کے سنگریزے دیوار تا بگردن

شمشیر کھینچنی اے مانی تجھے پڑے گی
تصویر کر نہ میری تیار تا بگردن

تھی گو بلند یارب دیوار خانہ یار
روزن ہی کاش ہوتے دو چار تا بگردن

تن سے جدا نہو جو تلوار سے تمھاری
وہ سر سمجھتے ہین ہم بیکار تا بگردن

اے محتسب سنبھل کر میخانہ مین قدم رکھ
رستم کی آتی ہے یان دستار تا بگردن

تنتا ہے کیون تو اتنا مانند سرو باغی
کب پہونچے دست آتش اے یار تا بگردن

اسکی رسوائی بھلا مد نظر کیونکر کرین
میرے ماتم مین عزیزان چشم تر کیونکر کرین

شام سے سویا ہے بالون سے چھپا کر منھ کو یار
یہ شب غم دیکھیے عاشق سحر کیونکر کرین

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے یانکی خاک سے
زندگی مین کوئے قاتل سے سفر کیونکر کرین

حاصل اہل محبت غیر محرومی نہین
بید مجنون ہو کے اُمید ثمر کیونکر کرین

وہ بھی مانند چراغ صبحدم مہمان ہے
مرگ کی لیلیٰ کے مجنون کو خبر کیونکر کرین

شاعرون سے سنتے ہین ہم ہیچ ہے معدوم ہے
یار کا پیدا دہن ثابت کمر کیونکر کرین

آجتک اپنی جگہ دل مین نہین اپنے ہوئی
یار کے دل مین بھلا پوچھو تو گھر کیونکر کرین

ہر نگہ داروے بیہوشی کا رکھتی ہے اثر
جام اُن آنکھون کے دیکھین بیخبر کیونکر کرین

روے روشن پر رکھے تو جواے یوسف نقاب
شبہدہ رُخ کا ترے شمس و قمر کیونکر کرین

سنگ خارا سے نہین سختی مین کم دل یار کا
سامنا پتھر کا ہے نالے اثر کیونکر کرین

دردِ سر کے واسطے صندل نہ رگڑا جائے گا
ہو سکے آتش نہ جو وہ دردِ سر کیونکر کرین

بلا اپنے لئے دانستہ نادان مول لیتے ہین
عبث جی بیچ کر الفت کو انسان مول لیتے ہین

نپوچھ احوال بیدردا پنے بیمار محبت کا
زمین اُس کے لئے اتبو عزیزان مول لیتے ہین

مین اُس گلشن کا بلبل ہون بہار آئے نہین پاتی
کہ صیاد آنکر سیر اگلستان مول لیتے ہین

مگر جاتا نہین شاید کہ یان سے اہل عالم کو
یہ دو دن کے لئے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین

کیا گو نقش پاے مور ہمکو خاکساری نے
جواب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین

عزیز خلق اتنا تو کیا ہے مجکو داغون نے
کہ مردم جانکر سرو چراغان مول لیتے ہین

ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے
مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین

ترے ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلے کے کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہے
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وفا طینت دلبر مین نہین
سب ہے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین

آتش افروزی گردون ہے تماشا مجکو
حجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین

گرد پھرتا قد موزون کے ترے ای محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین

بال پرواز خط شوق ہے اپنا ورنہ
طاقت اُس بام تک اُڑنے کی کبوتر مین نہین

یحلی ہے جو قضا مجھسے قدح کش کو بہشت
ظرف گنجائش مئے چشمہ کوثر مین نہین

کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین

غیر خواہان ہو ترے وصل کا ای یار تو کیا
حصۂ خضر جو ہے بخت سکندر مین نہین

بارہا اس کو بھی سونگھا ہے اُسے بھی ہم نے
زلف محبوب مین جو بو ہے وہ عنبر مین نہین

تیرے دانتون کی چمک یار نہین ہیرے مین
جو صفا ان کی سفیدی مین ہے گوہر مین نہین

بت پرستی کو نہ آتش کے سمجھ لا حاصل
شیخ اللہ بھی تو کعبہ کے پتھر مین نہین

دھیان آیا ہے جو اُس خورشید رُو کا خواب مین
تر ہوا ہون مین پسینے سے شب مہتاب مین

آسمان جو کچھ کہ ایذا دے اُسے کم جانیے
کھال کھنچتی ہے ہمیشہ خانۂ قصّاب مین

عکس جو اس مین پڑا ہے شست زلف یار کا
مچھلیان جوہر بنی ہین آئینہ کی آب مین

تیرہ روزان ازل کو نور سے بہرہ نہین
شور اکثر کرتے ہین کوے شب مہتاب مین

یار کے ہمراہ اگر دریا نہانے جاؤن مین
مردم آبی جلین میرے حسد سے آب مین

زندگانی سے دل محزون عبث ہوتا ہے تنگ
دیکھنے کا پھر نہین عمر روان کو خواب مین

چہرۂ محبوب سے کیونکر اُسے تشبیہ دون
نقص ظاہر ہے جبین کے داغ کا مہتاب مین

آج تک حال دل بیتاب سے واقف نہین
یار کو جھکواؤن گا اک دن چہ سیماب مین

طاق ابروے صنم سے ہے اسے تشبیہ تام
برہمن سجدہ کرین گے کعبہ کی محراب مین

گردش دوران سے مردان خدا بیباک ہین
نوح کی کشتی کو اندیشہ نہین گرداب مین

سامنا اپنا کسی جنگل مین ہوگا موت سے
یان کفن کے چور کا حصہ نہین اسباب مین

دن کو بیداری مین زندون سے نہین پاتا فراغ
رات بھر مُردے نظر آتے ہین مجکو خواب مین

آئنہ مین عکس چشم یار کا عالم نہ پوچھ
دیکھ لے آتش کنول پھولے ہوئے تالاب مین

یار قابو پر چڑھا میرے اندھیری رات مین
آب حیوان خضر کو ہاتھ آگیا ظلمات مین

خال کا مجکو تصور زلف کو میرا خیال
دانہ کی تدبیر مین مین دام میری گھات مین

اور مجھ عریان سے کیا ہاتھ آئے گا قزاق کو
جامۂ خاکی کو لے لے آسمان خیرات مین

جوش گریہ سے نشان سبزۂ مژگان مٹا
سچ ہے جلجاتی ہین اکثر بوٹیان برسات مین

مین سمجھتا ہون تجھے موجود اے جان جہان
دہریون کو شبہہ ہو دیگا خدا کی ذات مین

روے گل پر دیکھکر شبنم کو کہتا ہے وہ گل
کیا ہی پھبتی ہے یہ کپڑا الگ گیا بانات مین

کس جگہ سودائی تیری چشم فتان کے نہین
سُرمہ آتا ہے صفاہان سے تجھے سوغات مین

ہونٹھ چٹواتی ہے اُس شیرین دہن کی گفتگو
سُن لیا مصری کی ڈلیون کا مزہ ہے بات مین

پسینے کو آتش ہے شیدا اسکے گاتی باندھکر
دلربائی ختم کی اُس جان جان نے گات مین

مرے دلکو شوق فغان نہین مرے لب تک آتی دعا نہین
وہ دہن ہون جسمین زبان نہین وہ جرس ہون جسمین صدا نہین

نہ تجھے دماغ نگاہ ہے نہ کسی کو تاب جمال ہے
اُنھین کسطرح سے دکھاؤن مین وہ جو کہتے ہین کہ خدا نہین

کسے نیند آتی ہے اے صنم ترے طاق ابرو کی یاد مین
کبھی آشنائے تہ بغل ہے سر مرغ قبلہ نما نہین

عجب اسکا کیا نہ سماؤن مین جو خیال دشمن و دوست ہے
وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین

یہ خلاف ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی
کہین گل کھلے بھی تو بو نہین کہین حسن ہے تو وفا نہین

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو
کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین

مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا
نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو ہنسا نہین

مرے آگے اُس کو فروغ ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی
یہ ہجوم جلوہ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہین

چلین گو کہ سیکڑون آندھیان چلین گرچہ اُٹھکے افلاک تک
بھڑک اُٹھے آتش طور پھر کوئی اس طرح کی دوا نہین

تصور سے کسی کے مین نے کی ہے گفتگو برسون
رہی ہے ایک تصویر خیالی رو برو برسون

ہوا مہمان اگر رات بھر وہ شمع رو برسون
رہا روشن مرے گھر کا چراغ آرزو برسون

چمن مین جا کے بھولے سے مین خستہ دل کراہا تھا
کیا کی گل سے بلبل حیلۂ درد گلو برسون

برابر جان سے رکھا ہے اُسکو مرتے مرتے تک
ہماری قبر پر رویا کرے گی آرزو برسون

تلاش مشک مین جس پی دشت کی خاک چھانی ہے
پھرے ہین زلف کے سودے مین ہم آشفتہ مو برسون

ملی ہے ہمکو بھی خمخانۂ افلاک مین راحت
سرہانے ہاتھ رکھکر سوئے ہین زیر سبو برسون

بطِ مے کا شکار ابر و ہوا مین جا کے کھیلا ہے
کیا ہے غم غلط ہم نے کنار آبجو برسون

شراب وصل سے اپنے چھکا اک جلبہ اے ساقی
پیا ہے جونک بنکر ہجر نے تیرے لہو برسون

بسر کی مدت العمر اپنی سیر باغ و بستان مین
سنگھائی گل نے اُس گل پیرہن کی مجکو بو برسون

دیا ہی حکم تب پیر مغان نے سجدۂ خم کا
کیا ہی جب شراب ناب سے ہمنے وضو برسون

فنا ہو جائیگی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہون
دکھا کر دل مرا پچتائے گا وہ تند خو برسون

بہار گل گئی پر بھی نہ سودا جائیگا اپنا
ہمارا پیرہن پھٹ پھٹ کے ہوویگا رفو برسون

نظر آیا نہ اک دن راہ مین وہ نور کا بکّا
اُڑائی حسن کی خاطر خاک ہمنے کو بکو برسون

ملا ہی باوفا بھی کوئی ان لوگون سے سچ کہنا
شرا بیدل رہا ہی کشور خوبان مین تو برسون

یہی اب عزم ہی بالجزم دلمین یار کو ڈھونڈین
تلاش اس شش جہت مین کر چکے ہم چار سو برسون

اگر مین خاک بھی ہونگا تو آتش گرد باد آسا
رکھے گی مجکو سرگشتہ کسی کی جستجو برسون

چاند سے منہ کو ترے یاد کیا کرتے ہین
شب مہتاب مین فریاد کیا کرتے ہین

صورت خواب فراموش ہی یان عشق صنم
اپنے اللہ کو ہم یاد کیا کرتے ہین

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ماوا
سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہین

ایک سا ظاہر و باطن نہین معشوقون کا
پردۂ ناز مین بیداد کیا کرتے ہین

شاعرون نے قد موزون کو ترے دیکھا ہی
مصرع سرو پر ایراد کیا کرتے ہین

صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہی تجھے
حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہین

حال دیکھا ہی جنھون نے کہ وہ میرا مجھسے
حذر اے ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہین

لالہ و گل کا نشان رکھتی نہین گلچینی
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہین

کیا کہون یار سے کہتے ہوئے شرم آتی ہی
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہین

دیکھیے کٹ چکے کب زیست کے اپنے یہ پہاڑ
درد سر صورت فرہاد کیا کرتے ہین

بلبلون کے جو گلے گھونٹے ہین لاکر تہ دام
چہچہے باغ مین صیاد کیا کرتے ہین

غم شب ہجر مین اپنے نہین درپیش آتا
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہین

ذکر عاشق سے نہین ایک دم اُن کو فرصت
ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہین

آتشین نالون کی اللہ رے گرمی شب ہجر
نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہین

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ
یاد آتش ہے مجھے جلاد کیا کرتے ہین

اُلجھا ہے دل بتون کے گیسوے پُرشکن مین
اُگتی ہے جائے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

ڈٹکین گے وہ بن کر دل زلف کی رسن مین
دکھلائے گا پسینا پانی چہِ ذقن مین

شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

عطر گلاب مل کر حلقہ مین یار بیٹھا
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین

ذکرِ فقیر آگے اُس بت کے بھوتنا ہے
اب کی گرہ مین دون گا زنار برہمن مین

حاصل کیا ہے تو نے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین پانوے برہمن مین

آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

اک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہے ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

دو روز سے ہے یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی پنہان ہے پیرہن مین

قاتل کا میرے منکر میدان مین آکے سن نے
آواز الامان ہے اتنک بلند رن مین

میدان کیا گرا کر اشکون نے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

چشم سیہ سے تیرے پردے مین توتیا کے
تعلیم ہونے آیا فتنہ فریب فن مین

ترک فلک ہے نہان ظاہر ہے ترک اپنا
عاقل جو ہو تو کرلے تمیز مرد و زن مین

چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین
چیتے مین کیا تکلف کیا شاخ ہے ہرن مین

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

بعد فنا رہے گا علم اپنا اپنے سہرہ
مضمون مردہ ہم کو ہاتھ آئیگا کفن مین

اُس کو دکھا کے تم نے اُس پر جو تیر چھوڑا
پھیرون رہی لڑائی شیر اور کرگدن مین

دنیا کی زیب و زینت کفار کو مبارک
منڈوے کے فرشے لپٹین کمخواب و گلبدن مین

سنبل سے بال اُس نے جس روز سے منڈا
کنگھی دوا کی خاطر ملنے لگی چمن مین

آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خال سیہ ہے طرہ اُس سارق کے فن مین

دل مین خیال حسنِ محبوب روز و شب ہے
اُترا ہوا ہے یوسف مہمان سراے تن مین

معمورۂ حلاوت وادی ہے واصلون کا
شکر بھرے ہوئے ہین مور و مگس دہن مین

بوسے مین لب کے ہنس کر دندان دکھائے اس نے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے یمن مین

صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی
ساکھو جلا ہے کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

کوئی نہین ہے تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھ اجورہ دست غسال و گورکن مین

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہے مجھے
میرے لہو کے داغ نہ داماں سے دور ہون

صاف اس قدر ہے چہرا ترا دیکھکر جسے
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون

یارب بُرا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون

پاتا ہون اس قدر دل عالم سیاہ مین
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون

اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک
ہم تو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون

روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہی
شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون

پست و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے
کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہے کیا
سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون

نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

دل اس قدر گداز ہے برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون

مٹتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح
جوہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون

فصل بہار آئی ہے کپڑون کو پھاڑیے
دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون

چھڑکاؤ کا ارادہ ہے چشم پر آب کا
گرد و غبار کوچۂ جانان سے دور ہون

یہ تنگ کر رہا ہے تو الجھا رہے ہین وہ
دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون

وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک
آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون

ممکن نہین نجات اسیران عشق کو
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اے جنون

یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون
دو آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون

گردش سے چشم یار کے آتش عجب نہین
جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہون

تجھسا کوئی زمانے مین معجز بیان نہین
آگے ترے مسیح کے منہ مین زبان نہین

اُس غیرت پری کا فسانہ کہان نہین
وہ بزم کونسی ہے کہ یہ داستان نہین

پروانون کو جلائین گے کھا کر سگ و ہما
شمعین ہین سوز غم سے مرے استخوان نہین

عاشق کو دُور جان نہ اے ماہ پشت بام
موجود ہے کمند اگر نردبان نہین

کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار کو
ہرگز دہان یار سے باہر زبان نہین

نیچی نگاہ اُن کی ہے صیاد کی کمین
ٹٹی شکار کی ہے حجاب بتان نہین

دو گوہر اک صدف مین ہزارون جو ڈھونڈھیے
دو دل کا ایک سینہ کے اندر مکان نہین

معلوم کچھ نہین کہ چلے جاتے ہین کہان
ریگ روان سے کم مری عمر روان نہین

بوسہ عزیز ہم سے کرے تو ہزار حیف
کتے سے تیر سے ہم کو عزیز استخوان نہین

طاق بلند پر اسے رکھتا ہے آسمان
کلگی تو تاج یار کی یہ کہکشان نہین

دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہے
گرچہ ترا چمن ہے مگر ارغوان نہین

بعد فنا کھُلے گی تجھے قدر زندگی
کوڑی کے مول بکنے کے یہ استخوان نہین

زانو وہ آئینے ہین نہین جس مین جائے زنگ
ساقین تری وہ شمعین ہین جسمین دھوان نہین

تخت بلند رکھتے ہین گردن بلند لوگ
کب پشت فیل و اسپ کے اوپر نشان نہین

رنگین رہے گا خون شہیدان سے کوئے دوست
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہین

مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین

نزدیک ناف تو ہے ذقن ہے اگرچہ دُور
گر پڑ کے گڑھے ہی مین جو بیستر کنوان نہین

اے دل نہ بیقرار ہو موقوف وقت ہے
مفلس نہین مین قیمت یوسف گران نہین

کس دشت مین کیا ہے قضا نے مرا گذار
گرد غبار ہے اثر کاروان نہین

ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہے
کس کا بلند بام سے یان آستان نہین

رکھا ہے جیب سے ہمنے تری راہ مین قدم
ان عتبون کو رتبۂ سنگ نشان نہین

مشق خرام ناز تو کرتا ہے جس جگہ
ملتا زمین کے پایہ مین وان آسمان نہین

ہزاد ہو کے یاد گرفتار ہی آئے گی
کنج قفس مین خار و خس آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہمان نہین

خاک مین مل کے بھی ہون گا نہ غبار دامن
کمر یار سے اُٹھتا نہین بار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن

بسکہ رہتا ہے مرے دیدۂ تر پر شب و روز
ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن

تیرے دیوانہ ہین ہم چاک گریبان ہین سبے
جبکہ رہتا تھا تو اے طفل سوار دامن

خون کے اپنے جو چھینٹے پڑے اُس پر قاتل
سیر گلزار دکھاوے گی بہار دامن

چاک ہو گا نہ گریبان سے جبتک وہ چند
موسم گل مین نہ نکلے گا بخار دامن

فرقت یار مین اشکون کو مرے روک سکے
آستین کا ہے نہ یہ کام نہ کار دامن

موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤن کو مرے
خار کی طرح کھٹک جاتے ہین تار دامن

وہ قبا پوش چمن مین جو کبھی جاتا ہے
گل گریبان کو کرتے ہین نثار دامن

داغ خون اپنے چھڑایگا نہین وہ خون ریز
بوٹی بن جائے گی قاتل کی کنار دامن

رشتۂ دام سے تار اس کا نہین کم کوئی
خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

لپائی جاتی ہے محبت مجھے اُن سے آتش
کھینچتے ہین مرے دامن کو جو خار دامن

طفلی سے اور قہر ہوا وہ شباب مین
تابش ہو دوپہر کو فزون آفتاب مین

کو عاشقون مین نام سر فرد ہے رقم
بھولا ہے مجھکو صاحب دفتر حساب مین

جلوے سے تیرے نور جو بالائے بام ہے
یہ روشنی نہین فلک آفتاب مین

ٹی کے اوٹ مین وہ کیا کرتے ہین شکار
منھ کو چھپائے رکھتے ہین اپنے نقاب مین

ایسا اُٹھنا ہے آتش فرقت مین دل مرا
آنکھ اپنی پڑنے کی نہین اُس رُخ کو دیکھکر
ابرُو کا تیرے دیدہ تر مین رہا خیال
حب اشتیاق لکھا ہے خونخوار یار کو
کس کس کے دل مین نقش ہوا روئے یار کا
ہوتے ہین قتل طالب دیدار بے گناہ
اُس لالہ روُ کے رُخ کے پسینے کو سونگھیے
خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر
گلگون یار چال ہے چلتا بہار کی
جان عزیز کرتے ہین تم پر نثار ہم
آنکھون کو گور مین بھی رہے گا خیال یار
نافہم شاعرون نے کہا ہے جو ہیچ اُسے
بے یار گھر نہین لحد تنگ ہے مجھے
مجھ مست کو بہار مین ہے آرزو یہی
دریا سے کیا نہا کے پھرا ہے وہ بحر حسُن
اے شہسوار گور غریبان مین آ نکل
دنیا سے رسم و راہ محبت کی اُٹھ گئی
وہ مست ہون خمار سے حبب درد سر ہوا
رخسار سے رہا دہن یار ناپدید
سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا
آجائے شام سے تو نجانے دون صبح تک
بینی و چشم لب رخ رنگین یار پر
آتش حلنم بھی کرنے لگے بے نیاز زبان

سُونگھو تو بوے گوشت نہین اس کباب مین
ذرّے رہین مشاہدۂ آفتاب مین
دیکھا کیۓ ہلال کو ہم طشت آب مین
قاصد کا کشتہ آیا ہے خط کے جواب مین
کیا کیا نگین کھُدے شرف آفتاب مین
عریانی تیغ کی ہے تمھارے حجاب مین
ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین
بال آ گئے ہین آئینۂ آفتاب مین
گلہاے باغ رہتے ہین اُسکی رکاب مین
دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین
مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین
زلفون سے وہ کمر ہے سوا پیچ و تاب مین
روز و شب فراق سے ہون کس عذاب مین
دریا دلی سے ساقی کی تیرون شراب مین
عالم سیہ ہے چشم سفید حباب مین
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین
سُنتے ہین اب تو عاشق و معشوق ڈاب مین
صندل لگایا مین نے رگڑ کر شراب مین
مطلب دقیق تھا نہ سمایا کتاب مین
سیدا خمیر کر کے دقتا نے شہاب مین
اُس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین
گلہاے چیدہ ہین چمن انتخاب مین
ہین لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب مین

خدا بخشے صنم یہ کہکے مجکو یاد کرتے ہین
بہار رنگ گلبرگ خزانی یاد کرتے ہین
نوازش مجرمان عشق کی جلاد کرتے ہین
بلاے جان ہین پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین
خدا محفوظ رکھے دل کو اُن زلفون کے سودے سے
قفس مین جسم کے مرغ دل اپنا سر ٹپکتا ہے
نگین ہر معنی روشن مکان ہر بیت موزون ہے
قد موزون رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر
اکڑتا ہے بجا جو یہ سمجھکر سرو اکڑتا ہے
عجب کیا ہی جو بوسے لون مین پیشانی مجنون کے
خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہین ہم سرکش
خیال خط وصال بوسۂ لب مین نہین رہتا
بتون کے عشق نے آخر دکھایا دلکو اُن کے بھی
گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شارع سے
نبرد عشق مین اللہ حامی ہی غریبون کا
قدم رہتا ہے ثابت جن کا اس سختی دوران مین
قد موزون دلبر کیونکر ان اندھون کو دکھلاؤن
گڑے ہین کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل
زبان سے اپنی دیوانہ نہ کہہ لے ماہر و مجکو
وہ کافر ہی جو منکر ہے قد بالا کے کشتون کا
کوئی ذرہ تو اس کا تا ابد اس اُڑ کے پہونچے گا

دعائے مغفرت میرے لئے جلاد کرتے ہین
جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہین
خدا اجر ان دے کو اس کا اسیر آزاد کرتے ہین
پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین
گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہین
کسی پازیب کے دانے کہین فریاد کرتے ہین
غزل کہتے نہین ہم چند گھر آباد کرتے ہین
قیامت سرو گلہائے چمن بیداد کرتے ہین
جسے بندہ سمجھتے ہین اُسے آزاد کرتے ہین
توجہ کس قدر شاگرد پر اُستاد کرتے ہین
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین
عروس نو سے قربت جس طرح داماد کرتے ہین
عبارت بھول جاتی ہی جو مطلب یاد کرتے ہین
برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین
خیال اپنے گناہون کا نہین جلاد کرتے ہین
پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین
بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین
ارادہ تار سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہین
وہ جوہر ہے یہ جس سے کشتۂ فولاد کرتے ہین
وہی ہوتا ہے جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین
یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہین
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

عجب نعمت عطا کی ہی خدا نے اہل غیرت کو
کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کی

عجب یہ لوگ ہین غم کھا کے دل کو شاد کرتے ہین
اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

پہنئے ہین کفن میلا ہوا جاتا ہی اے آتش
سرائے گور ویران ہی اُسے آباد کرتے ہین

لالۂ بیداغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین
ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین

یاسمین مین عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہان
جو ملاحت خال مشکین مین ہی سوسن مین نہین

باغ ہے بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا
اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین

فصل گل مین سامنا چاک گریبان سے نہو
ہے نگہ بدبین کی رشتہ چشم سوزن مین نہین

خفا کو رکھو اگر نہ کر اندھیرا اے خورشید رو
تیرہ شب ہی روشنی جب روز روشن مین نہین

شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف
سنگ ریزے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین

تیرے دیوانون کو نفرت ظاہر آرائی سے ہی
پانون مین بیڑی نہین ہی طوق گردن مین نہین

ہڈیان کھدوا کے پھکوا دین ہی اُس سفاک نے
عاشقون کے مردے اپنے اپنے مدفن مین نہین

جلوۂ خورشید کر جاویگا - اس پہ کار برق
قطرۂ شبنم ہین دانے اپنے خرمن مین نہین

ٹھگ کی پھانسی سے بلا حلقے ہین زلف یار کے
ابروون کی کج ادائی تیغ رہزن مین نہین

چشم بدبین کا نہین اندیشہ حسن یار کو
کونسا ہے حرز جو بازو کے جوشن مین نہین

گھر مین اُس خورشید رش کے رہتی ہی حاضر صبا
ذرہ کو پروانگی آنے کی روزن مین نہین

بے چھری کرتے ہین کافر عاشقونکو اپنے ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین

آب کے بدلے شراب سرخ نہرون مین بہا
باغبان جو پھول ہی وہ تیرے گلشن مین نہین

شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیے
محو یاد دوست مین ہون فکر دشمن مین نہین

موم کے مانند ہے ہر چند جسم اُن کا گداز
سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ و آہن مین نہین

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ
جان کو دل بھیجتا کس روز گردن مین نہین

ممکن نہین ہے دوسرا تجھسا ہزار مین
ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار مین

بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین
صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین

اے ترک مست بہر خدا صیدگاہ چل
آہو کباب ہوتے ہین شوق شکار مین

افیونی کی نگاہ سے کی ہے کبھی جو سیر
باہر ہوئے ہین پوست سے ہم لالہ زار مین

خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا
رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین

دکھلاتی ہے بہار خزان مین بھی سیر باغ
پاتا ہون تند خوئی کو اُس گل کے خار مین

سودا نہ سر سے جائے گا گیسوئے یار کا
عاقل کو پھانسی دیتا ہے یہ جن حصار مین

کیا کیا گلون نے کان ہین اپنے کھڑے کئے
آمد کو سُن کے یار کی فصل بہار مین

تشبیہ دون جو مین اُسے دندان یار سے
ہیرے کی ہو چمک گہر آب دار مین

اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہے ہمین
گہوارہ جیب کے رکھتا تھا تجھکو کنار مین

صحرا ے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے
محمل سوار ہے اسی گرد و غبار مین

کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین

سودا ے زلف و رُخ مین نہین الجھا قرار
گاہے حلب مین ہوتے ہین ہم گہ تتار مین

آیا وہ مہروش جو شب جمعہ قبر پر
دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین

جپتے ہین اُس کے نام کو ہم سے ہزارہا
تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار مین

جام شراب عشق سے دونون ہین بیخبر
بلبل چمن مین مست ہے ہم کوئے یار مین

پھرتا ہون پھرتا ہے وہ پردہ نشین جدہر
پتلی کی طرح سے نہین مین اختیار مین

گیسو و روے یار ہین دونون بلائے جان
ایک ایک سے زیادہ ہے ان گنج و مار مین

اک آفتاب خانہ زین کا ہے اشتیاق
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین

پانی پانی ہو خجلت سے تو انصاف نہین
صاف ہے آئینہ اُس رُخ سے مگر صاف نہین

شب یلدا مین ہے مریخ ستارہ نکلا
اے پری سرخ تری چوٹی مین موباف نہین

جوہری دیکھ کے سینہ کو ترے کہتے ہین
تختی الماس کی اس سے کبھی شفاف نہین

دلفریبی کا نہین کون سا انداز آتا
چھوڑتا جان کو عاشق کی وہ حراف نہین

قامت یار کو دیکھے تو زمین مین گڑ جائے
قد ہوا سرو کے ہو وہ کمر و ناف نہین

نبد ہے سحر زبانی سے تری نطق مسیح
جو کہے تو ہے سزاوار تجھے لاف نہین

وہ نگاہین نہین اگلی سی تمھاری ہم سے
حال پر اپنے وہ اشفاق وہ الطاف نہین

مصحف رو کی ترے کی ہے جو خط نے تفسیر
کس کو دکھلاؤن مین اس عہد مین کشاف نہین

دولت وصل سے ہووے ہی گی اک روز فتوح
کونسی شب کو مرا ورد جہل کاف نہین

داغ سودا کو لئے پھرتا ہون بازارون مین
پرکھے اس سکے کو ایسا کوئی صراف نہین

دیکھکر یار کو کہتا ہے یہ دل اے آتش
جان صدقے ہو ایسے کی تو انصاف نہین

صدمے ہوچکے ہین ہمارے بازوؤن پر سیکڑون
گم ہوئے ہین اپنے یوسف سے برادر سیکڑون

بے نیازی کے ہون کشتے ناز پرور سیکڑون
سوئین شمشیر تغافل سے برابر سیکڑون

عاشق مفلس تو نذر حسن کی دولت کیسے
سیر ہون اس خوان نعمت سے قلندر سیکڑون

چشم مستانہ کی گردش سے تہ و بالا ہون دل
عشقبازون کی صفین الٹین یہ ساغر سیکڑون

یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کس کے دیکھیے
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون

جستجو اُس شوخ کی بدلے گی رنگ آسمان
سبع سیارے سے پیدا ہون گے اختر سیکڑون

کیون بھیسا بادشاہ وقت ہے آج اے صنم
کس کے کوچہ مین فقیرون کے ہین بستر سیکڑون

کوئی جانان کی زمین ہموار ہوا ہے آسمان
پا برہنہ پھرتے ہین یا خاک بر سر سیکڑون

وہ رگ سودا ہون مین فرقت جنون کے درمیان
ٹوٹکر رہ رہ گئے ہین جس مین نشتر سیکڑون

عید کی آمد ہے آرائش کی فکر اُس بت کو ہے
ہر طرح کے ہوتے ہین تیار زیور سیکڑون

بھر گئے ہین معرکون مین بھسے تلوارون کے منھ
سخت جانی نے مری توڑے ہین خنجر سیکڑون

فقر کے کوچہ مین قدر دولت دنیا نہین
ٹھوکرین کھاتے ہین یان پارس سے پتھر سیکڑون

روندتا ہون سبزۂ رہ کی طرح وہ بوٹیان
ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو کیمیاگر سیکڑون

مین ہی اپنے شوق کا نامہ اُسے لکھتا نہین
اُڑ کے لیجانے کو حاضر ہین کبوتر سیکڑون

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجئے ناپسند
مال مفلس مول لیتے ہین تونگر سیکڑون

جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقون کیواسطے
خوبصورت رکھتے ہین یہ ہفت کشور سیکڑون

اُمتی ہے نعمت دنیا ملے تو شکر کر
مر گئے الجوع کہہ کہہ کر پیمبر سیکڑون

شعر گوئی عشق مین اک چہرۂ زیبا کے کی
وصف خال خط مین لکھے ہین ہمنے دفتر سیکڑون

صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون

اُس نشان سے قد کے ہونگے مرد میدان شیفتہ
جان نثاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون

انجمن تک تو بھی آ مکتب سے اے خوش قد پسر
باغ مین ہو بنجے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑون

کھیلنا آسان نہین ہے کھیتین عشق کا
نقش سے اس کے ہین مثل مہرۂ ششدر سیکڑون

فکر سنجیدہ نے دکھلائے ہین کیا کیا آب و رنگ
اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون

مرغ دل حاضر ہے وہ چشم سیہ مائل تو ہو
صید تھے اس شاہین کے اوپر سے کبوتر سیکڑون

گل کی خوشبو پہ ہو جامہ سے باہر عندلیب
سونگھے ہین ہمنے بھی پیراہن معطر سیکڑون

بارہا برپا قیامت کی خرام یار نے
جاگ اُٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون

ہجر کی شب سے نڈر اے طالب روز وصال
گنتے گنتے صبح کر دینے کو اختر سیکڑون

چشم معنی آشنا مین ہے مقام اُن کا وہی
سہو کاتب سے مقدم ہون موخر سیکڑون

بحر ہستی مین وہ کشتی ہون جسنے بیشتر
شوق مین گرداب کے توڑے ہین لنگر سیکڑون

شوق ہو افشان چھڑکنے کا تھین رخسار پر
تیغ مین ابرو کی پیدا ہووین جوہر سیکڑون

دل دیا چاہے تو آتش دلربا موجود ہین
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑون

تری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین
خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین

ہند سے دور جو کعبہ کو سنا ہے مین نے
پھیر کھا کھا کے ترے کوچہ کو جاتا ہون مین

سینہ صافی سے ہے آئینہ کو رتبہ حاصل
جیسا ہووے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین

سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہے وہ ترک
آنکھ مریخ لڑاوے تو لڑاتا ہون مین

نعمت عشق بھی ممکن نہین بے فضل خدا
شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین

ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
یہ قدح میرا ہی خیر اس کی مناتا ہوں میں
بے نقاب آتا ہے گلگشت کو وہ رشک بہار
بلبلوں کو چمنستان سے اڑاتا ہوں میں
ساقی میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہے
نشہ میں مست جو گرتا ہے اٹھاتا ہوں میں
شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند
سوزش دل کو زبان پر نہیں لاتا ہوں میں

کوئی مقصود کے سودے میں شب و روز آتش
جادہ کی طرح تجھے راہ میں پاتا ہوں میں

دسترس شانہ کے مانند جو پا جاتے ہیں
کوچۂ زلف میں جو پائے بلا جاتے ہیں
عاشقوں کی ترے کوچہ کو نہ کیونکر ہو رجوع
باغ فردوس میں مردان خدا جاتے ہیں
اختیاری حرکت جان نہ مجبوروں کی
لئے جاتی ہے جدھر ہمکو قضا جاتے ہیں
اے صنم ان کو کمر تک بھی خدا پہونچائے
دوش تک تو ترے گیسوئے رسا جاتے ہیں
واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی
صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہیں
صبح نزدیک ہے بیدار ہو مل لے غافل
زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہیں
زہر کھاتے ہیں طلبگار شہادت قاتل
ہاتھ سے تیرے ترے بے سر و پا جاتے ہیں
کنج زنداں سے ہوئی تنگ مری وحشت سے
وہ زمیں ہفت فلک جس میں سما جاتے ہیں

رنج یاں جن کو ہے آتش انھیں واں راحت ہے
اے خوشا حال جو دنیا سے خفا جاتے ہیں

تیرا نیاز مند جو اے نازنیں نہیں
دونوں جہان میں اس کا ٹھکانا کہیں نہیں
ہم بوسہ مانگیں اور کرے تو نہیں نہیں
انصاف چاہتا ہے یہ ای نازنیں نہیں
تیغ برہنہ کب نہیں قاتل کے ہاتھ میں
کس وقت کہنیوں سے چڑھی آستیں نہیں
فعلوں سے کچھ غرض نہیں مطلب ہے یار سے
نظارہ باز حسن ہوں میں قبح بیں نہیں
سودا زدوں سے اپنے نہیں بیخبر وہ زلف
کب بند دست سلسلۂ عنبریں نہیں
فرمان قدرتی میں ہے طغرا سے قدرتی
رخسار شاہ حسن میں چین جبیں نہیں
آنکھیں دکھاؤ تم تو شیاطیں بھاگ جائیں
تیر شہاب ہے نگہ خشمگیں نہیں

رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا
اتنا تفاوت اس مین ہے چین جبین نہین

عمر گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا
بالائے آسمان نہین زیر زمین نہین

پہنا کے تجھکو دیکھیے اے جامہ زیب حیف
کلیان قبائے گل مین نہین آستین نہین

کوئی مرے کوئی جیے مطلق نہین خیال
مستا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین

گل ہوتے ہین بہار چمن سے چراغ عقل
کام آستین کا کرتی ہے گو آستین نہین

ہمکو سنا کے کہتا ہے دل بھر کے جام عشق
جو چاہے پی لے زہر ہے یہ انگبین نہین

اللہ بے خبر نہین بندون سے بے خبر
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین

آنکھون کے سامنے سے نہ ہٹ اے خیال یار
تجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین

دیتے ہو سیدھی بات کا الٹا ہمین جواب
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین

دیکھا مساس کرکے صبا کی طرح بہت
نازک ترے بدن سے سیان یاسمین نہین

سوز فراق سے نہ کچھ آتش کا حال پوچھ
دم اٹھ رہے کا ہے نفس آتشین نہین

رہتے ہین ہم روز و شب کوچۂ دلدار مین
عمر بسر ہوتی ہے سایۂ دیوار مین

دل نہ جہان مین کسی چیز کا خواہان ہوا
سیر ہی کو ہم مگر آئے تھے بازار مین

قیمت مال مزید بیچتے ہین جنس دل
کچھ بھی جو انصاف ہو چشم خریدار مین

نور کا بکا نہین کوئی حسین یار سا
روشنی مہر ہے چاند سے رخسار مین

راستی آئی پسند دل کو قد یار کی
لطف کجی کا ملا ابروے خمدار مین

سیر ریاض جہان رکھتی ہے دلکو اداس
بوے محبت نہین اک گل رخسار مین

کبک کی ہے یہ روش اور نہ طاؤس کی
اور ہی انداز ہے یار کی رفتار مین

کشور دل مین مرے یار ہے فرمان روا
سکۂ یوسف چلے مصر کے بازار مین

سرو سبکبار مین پیچش سنبل کہان
فرق ہے آزاد مین اور گرفتار مین

عالم پیری مین شغل اس کا کرے آدمی
نشہ جوانی کا ہے بادۂ گلنار مین

کافر و دیندار ہین فہم سے اپنے خلاف
رشتہ وہی ایک ہے سبحۂ و زنار مین

سرو کو لگا نہین قامت دلچسپ سے
گل نہین رخسار سا یار کے گلزار مین

یار کے اک پیچے کا اس مین تکلف نہین
طرۂ زرین کہان لالہ کی دستار مین

ہجر کی طاقت نہین دل کو مرے بعد وصل
زہر ملا لیجیے شربت دیدار مین

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہین ان پردہ کب
آنکھین بچھائین تو ہین ہم نے رہ یار مین

گیسوؤن کا ترے سودا شعرا رکھتے ہین
یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین

تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین
چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین

تیرے خونی کفنون کی یہ ادا رکھتے ہین
پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین

دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین
خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین

سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا اچھا کوئی
اے صنم جھوٹ نہ بولین گے خدا رکھتے ہین

کون سے پارۂ دل پر نہین اک عشق کا داغ
یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین

نرم کر دین گے دل سخت صنم کو دم سرد
شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین

قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈھ
آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین

روئے خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلائین
یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین

پانون کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے
طاقت اٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین

حال دل کہتا ہے یوسف نہین سنتا کوئی
گوش کر قافلے والون کے درا رکھتے ہین

محتسب عقل جو رکھتا ہے تو سمجھانے نہ جا
شیشہ و جام مے ہوش ربا رکھتے ہین

لامکان دیر و حرم مین نہین ہاتھ آنے کا
پانون توڑین وہ جو یہ سر مین ہوا رکھتے ہین

جامہ زیبون سے مین تشبیہ گلون کو کیا دون
جس مین ہین اک بند نہین وہ یہ قبا رکھتے ہین

تیرے صدقے کا سمجھتے ہین اگرچہ رہا
چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہین

بحر الفت مین تباہی کا ہے اندیشہ کسے
ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین

عارضی حسن دو روزہ ہی یہ منڈھ جاوین گے
عمر کوتہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہین

دہن یار کو ہم تو نہ کہین جوہر فرد
منطقی اس مین جو حجت کرین جا رکھتے ہین

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے — اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین
خون جگر ہوتا ہے جو سنتا ہے رو دیتا ہے — درد آمیز فقیر اُس کے صدا رکھتے ہین

اپنے ہر شعر مین ہے معنی تہ دار آتش
وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکار رکھتے ہین

خانہ خراب نالون کی ہل بے سٹرارتین — بہتی ہین پانی ہو ہو کے سنگین عمارتین
سر کون سا ہے جس مین کہ سودا نہین ترا — ہوتی ہین تیرے نقش قدم کی زیارتین
خانہ ہے گنجفے کا ہر اک قصر شہر عشق — گھر گھر ہین بادشاہیان گھر گھر وزارتین
دیدار یار برق تجلی سے کم نہین — بند آنکھین ہون گی دیکھی دعائین بصارتین
آنکھون مین اپنے دولت بیدار ہین وہ خواب — ہوتی ہین تیرے وصل کی جنمین بشارتین
کہتے ہین مادر و پدر مہربان کو بد — کرتے ہین وہ جو ارض و سما کی حقارتین
گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی — سمجھے جو تو تو کرتے ہین یہ گنگ اشارتین
زیر زمین بھی یاد ہین سفت آسمان کے ظلم — بھولا نہین مین سنگدلون کی شرارتین
خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا — تو بھی تو کر شہیدون کی اپنے زیارتین
عالم کو لوٹ کھایا ہے اس پیٹ کے لئے — اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین
باقی رہے گا نام ہمارا نشان کے ساتھ — اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین
اہل جہان کا حال ہے کیا تم سے کیا کہین — بدگوئیان ہین پیچھے تو منہ پر اشارتین
نقش و نگار حسن بتان کا نہ کھا فریب — مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتین
عاشق ہین ہمکو مد نظر کوئے یار ہے — کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین
ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر — کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہے مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہم پر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین — کعبہ مین جل کے سجدہ تجھے چار سو کرین
عاشق جو حسن پاک مین کچھ گفتگو کرین — دامن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کرین

شرمندہ ہون زمین مین گڑین سرخرو کرین
استادگی جو سرو ترے روبرو کرین

پیدا کرین جو مجھکو انھین کو ہے دسترس
پامرد ہین وہی جو تری جستجو کرین

لیجا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار
سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین

افسانہ گوئی اسکی گیسوے یار مین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین

دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
دامن کو پھاڑ لین جو گریبان رفو کرین

اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
عاشق دعاے خیر تجھے کو بکو کرین

دیدار عام کیجیے پردہ اٹھائیے
تاچند بندہاے خدا آرزو کرین

مستی مین مجھسے بے ادبی ہوگی یار سے
مجکو گناہگار نہ جام و سبو کرین

دیوان حسن مین سے ہوئی ہے یہ انتخاب
عاشق مزاج سیر بیاض گلو کرین

وردزبان ہے روز و شب انکی ثناے حسن
شایان ہی جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین

لکھدیتے ہین حسینون کو ہم خط بندگی
مشق ستم کو ترک جو یہ تندخو کرین

حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا
سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین

مرغ چمن ہون زمزمہ پیرا بہار آئے
ہنگامہ گرم شگفتہ رنگ و بو کرین

ہاتیر دار لوگ ہین اللہ کے فقیر
سنگ صنم ہون آپ جو ہم ذکر ہو کرین

موجود گو کہ تو ہے مگر چاہتا ہے شوق
آوارہ ہون تلاش تری چارسو کرین

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین ہے قول درد
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

عاجز نہ ہو تصور حسن و جمال مین
سنبل ہی بندھی ہین ترے پائے خیال مین

نسبت نہین حسین کو تجھسے جمال مین
بو مشک کی ہے زلف مین عنبر کے خال مین

آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا
نظارۂ جمال غضب ہے جلال مین

ہوش گناہ کا جو کبھی آگیا دھیان
غوطے لگائے ہین عرق انفعال مین

حسرت ہی آنکھ کو رہی اس سبزہ رنگ کی
ریحان ہرا ہوا نہ کبھی اس سفال مین

تسبیح تو نے ڈال کے گردن مین اے صنم
کھینچا ہما کو مرغ مصلے کے جال مین

جور وجفاے یار سے ترک وفا نہ کر
لطف اس معاملے کا نہین انفصال مین

اُن ابروون سے بڑھ کے نہین وہ مسین کہ ہم
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال مین

دور شراب حلقۂ بیرون در ہے یان
اس بزم مین ہے مست ہر اک اپنے حال مین

پیدا کرے جو تیرے سگ کو کی منزلت
طوق طلائی ہووے گلوئے غزال مین

آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہون پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہین کس کس نہال مین

دکھلاؤ اپنی آنکھون کے انداز ناز بھی
برسون رہے مشاہدہ خط و خال مین

زندان سے چھوٹ کے چاہیے ہونا عزیز مصر
تعبیر خواب کی رہے یوسف خیال مین

پہنے بہار مین ہو گریبان تو شکر کر
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال مین

مثل صبا اُڑا دے اسے اے جمال دوست
تا چند ہم دبے رہین گرد ملال مین

ایسی پلا کہ بیخبری ہووے ساقیا
اتنک نہ امتیاز ہے درد و زلال مین

رخسار مین ہے چودھوین کے چاند کی چمک
کافر ہو جس کو شک ہو تمھارے کمال مین

موجود سمجھے صبر کو کیا عشق بد بلا
یہ دیو و جن کو بھی نہین لاتا خیال مین

پوچھین جو کچھ کہ پوچھنا ہو منکر و نکیر
عاجز نہین ہون مین بھی جواب و سوال مین

بھولین گے عیش مین بھی نہ آتش غم و الم
یاد آئین گے فراق کے صدمے وصال مین

گل کو نظر سے اشک خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

یہ کہہ کے گشت گل پر اُن کو اُبھارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین

مردے وہ زندہ کرتے زندون کو مارتے ہین
اِس کو بگاڑتے ہین اُس کو سنوارتے ہین

ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہے کرتا
سوے عدم کمر کے جو یا سدھارتے ہین

مشتاق ہمکناری ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہین

وہ دلپسند ہے تو جب دیکھتے ہین تجھکو
کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین

بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہے دید خط سے
وہ بوٹی ہے یہ جس سے پارہ کو مارتے ہین

قائل ہون مین تو اپنی نالون کی گرمیون کا
دریاے رحمت اُس کا غالب کہ موجزن ہے
دن رات کھیلتے ہین باہم قمار الفت
شیرین لبون کے اوپر رال اپنی ہے ٹپکتی
سینہ کے اوپر اپنے گل کھائین گے بھاڑے
اس گل سے رخ کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے
رو رو کے دل کو خالی کرتے ہین جسکہ ہم
رہتی ہے اک پریشان حالی و بد دماغی
پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیون مین
جاتے ہین عاشق اس کے کوچہ کے گرد پھرنے
دم دے انھین بھی وہ بت انکا بھی دل چرا کے

داغون کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہین
تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین
وہ ہم سے جیتتے ہین ہم اُن سے ہارتے ہین
بوسہ کا نام سُن کر ہم منھ پسارتے ہین
پھلون سے اس پری کے بہ قول ہارتے ہین
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین
دریا کی طرح چشمے وہان موج مارتے ہین
سودے مین گیسوون کے سر نے دے مارتے ہین
اِس کو پہنتے ہین وہ اُس کو اُتارتے ہین
پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین
زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شیر اپنے نیستان مین آتش ڈکارتے ہین

خم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے مین
یقین ہو ذرون کو ہے آفتاب شیشے مین
ہنوز ہے کئی ساغر شراب شیشے مین
ہنوز باقی ہے اپنا حساب شیشے مین
وہ میرزا منش آ نکلے شاید اے ساقی
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
ہماری گھر مین سیاہی شب کو بھی روشنی دل کی
کرم سے ساقی کے ہے آفتاب شیشے مین
خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہون
بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے مین
زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے
رہے گی درد کی مٹی خراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
بھرا ندیکھا ہو جس نے شہاب شیشے مین
کھلی ہے چاندنی مے پیجیے تو موقع ہے
طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہو حق ہے نالۂ بلبل
شراب شیشے مین ہے یا گلاب شیشے مین
بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہیے
سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے مین

سفید ہو ہوئے ترک قدح کشی کیجے
عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین

یہ ہم سے نشہ مین ہووے گی بے محل حرکت
شراب پی کے بھرین گے کباب شیشے مین

وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر ہے
کباب سیخ پہ آتش شراب شیشے مین

شرف بخشا گہر کو صرف کر کے تو نے زیور مین
نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانہ زر مین

یہ کیفیت اُسے ملتی ہے ہو جس کے مقدر مین
مئے الفت نہ خم مین ہے نہ شیشے مین نہ ساغر مین

رہا کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر مین
عروس فکر ان روزون لدی رہتی ہے زیور مین

تکلف برطرف ای نازنین موقوف آرائش
نزاکت سے دبا جاتا ہے کیون پھولونکے زیور مین

کرین گے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی
بھگوین گے فتیلے روغن گو گرد احمر مین

قیامت تک یہی گردش رہے گی روز و شب انکو
مہ و خورشید حسن یار سے آ لے ہین چکر مین

مرے ویرانے کی حد مین کبھی اُڑ کر جو آ نکلے
پلاؤن جغد کو پانی ہما کے کاسۂ سر مین

تفنگ یار کے چہرون کی عالم کو تمنا ہے
یہ لوہے کے چنے ہین دیکھیے کس کے مقدر مین

نکل کر کنج عزلت سے نہ کر ہنگامہ افروزی
شرر یاقوت کا ہمسنگ ہے جبتک ہے پتھر مین

کرے بوٹا سا قد ہر چند پیدا اس کی موزونی
ترے کانون کے بُندون سے کہان تیے صنوبر مین

شرف اللہ نے بخشا ہے آدم پر محمد کو
فضیلت ہے مقدم سے زیادہ یان موخر مین

جہان چاہے بسر اوقات کر لے چار دن بلبل
چمن مین آشیانہ ہے قفس صیاد کے گھر مین

خدا اچھا ہے تو نالون سے مرے پگھلے دل اُس بت کا
یہ شان اُسکی ہے نرمی موم کی پیدا ہو پتھر مین

نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین مے نہین پیتا
نہین مہمان تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر مین

الٰہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے
روانی ہے اسی کے دم سے آب خشک خنجر مین

لب لعلین کو تیرے وصل کی شب ہمنے چوسا ہے
نہون گے تشنگی سے ہونٹھ اپنے خشک محشر مین

دگرگون عشق حسن یار سے ہے رنگ عالم کا
کوئی چہرہ بجال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین

کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑے
بنائے جوہر الصاف قاتل تیرے خنجر مین

دہن اے حور ہے تیر العینہ چشمہ جنت کا
تبسم سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال بام سودا ہے ترے دروازہ تک پہونچے
پر جبرئیل پیدا ہون جو بازوے کبوتر مین

تری تلوار دکھلا دے بہار باغ اے قاتل
لہو سے میرے گل پھولین چمن بندیکے جوہر مین

رہا منظور خاطر خاتمہ بالخیر عاشق کا
کوئی چیونٹی موئی تو اُس کو گاڑا ہمنے شکر مین

وہ ترک چشم دیکھین ملک دل غارت کرے کس کا
رہا کرتی ہے صف بندی بہت مژگان کے لشکر مین

وہی تاثیر دے گا آہ آتشین نالون مین بھی آئے
لیاقت دی ہے جس نے شیشے کے بننے کی پتھر مین

ڈراتا ہے بہت رندون کو ذکر نار دوزخ سے
تماشا ہو جلے واعظ لگ اُٹھے آگ منبر مین

یہ راہ و رسم خود بینی حسینون مین ہے مدت سے
کھلے تھے جوہر اس آئینہ کے عہد سکندر مین

خیال آتا ہے جنت کا تو آنکھون مین پھر جاتین
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین

نہ اٹھنے دین گے جب تک بت جواہر کا نہ دلینگے
برہمن کو بٹھا یا ہمنے جب قصابکے گھر مین

مآل کار کی صورت بھی آنکھون کو نظر آئی
لگا دینا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر مین

نہایت حرص مے ہے زندگی مین مجھ قدح کش کو
یقین ہے نشہ رہ جائے مرے مٹی کے ساغر مین

ترے دانتون کا دھوکا دیکھا تھا میری آنکھونکو
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہے مثل قبر مجکو خاکساری نے
رہون گا بار غ بار غ آتش ہمین اک بھونکی چادر مین

عجب چشم سیہ کا ہے رُخ رنگین جانان مین
تماشا ہے عوض بلبل کے شاہین ہے گلستان مین

وہ چشم سرمگین ہے فتنہ پردازی کے سامانمین
کھنچی رہتی ہے تیغ ابرو کی صف بندی مژگانمین

یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہے سنگ بارانمین
کہین ہون جمعہ کو ہونگا مین بازیگاہ طفلانمین

پری پیکر نہین اس دلربا سا قوم انسانمین
فلاطون کو کرے دیوانہ جا نکلے جو یونان مین

ہمیشہ تلوے کھجلایا کئے شوق بیابان مین
رہی نالان ہمارے پاؤن سے زنجیر زندانمین

جنون پر وہ در دکھلا رہا ہے داغ سینے کے
تماشائے چمن ہے کوچۂ چاک گریبان مین

یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے
وہ کیچڑ مین پھنسا ہے جو ہے آب و گل کے زندانمین

جب آیا سامنے غم نوش بے صرفہ کیا اُس کو
نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زیر دندانمین

گرفتاری مین آزادی کی کیفیت رہی حاصل
رہا جامہ سے باہر اپنے مین دیوانہ زندانمین

جہان کے کارخانے مین نہین مد نظر کھیسا
لگے ہین پردہ ہائے چشم عاشق تیرے ایوان مین

اسیری مین بخار دل جو نالون سے نکالا ہے
بہا ہے موم ہو کر آہن زنجیر زندان مین

جو ہوگا دسترس اپنا کبھی شانے کی صورت سے
ملین گے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشان مین

شب آدینہ چلئے اپنے کشتون کے مزارون پر
چراغ حسن روشن کیجئے گنج شہیدان مین

گلون کا حسن بلبل بے چھری کے ذبح کرتا ہے
ہوا اُس ترک کے کوچہ کی چلتی ہے گلستان مین

ہوئی ہے روح ناطاقت نہایت سونگھ کر دیکھین
سنی ہے سیب کی بو ہم نے اُس گل کے زنخدان مین

بہار گل کی جو دیوانگی یاد آئی آنکھون کو
بہت رویا ہین منہ کو ڈال کر اپنے گریبان مین

در دندان و لعل لب کے مضمون لکھتے ہین آتش
جواہر خانہ ہے ہر بیت موزون اپنے دیوان مین

لپٹ کر سوئیے اُس آتشین تن سے زمستان مین
نکل کر سنبلہ سے آفتاب آیا ہے میزان مین

عجب کیا مار مہرہ ہو جو گوش یار کا موتی
اُلجھ جاتا ہے اکثر حلقۂ گیسوئے پیچان مین

نقاب یار سے کہدے کوئی اندھیر سے باز آ
چھپائے رکھے گا کب تک چراغ مہر دامان مین

کرم کا جوش جو آجاتا ہے ابر بہاری کو
ڈبو دیتا ہے طاؤس چمن دریائے باران مین

نہین مشتاق دل کب اُس عزیز جان کے آنے کا
ہمیشہ سوئے در رہتی ہین آنکھین شوق مہمان مین

گیا ہون جوش وحشت مین جو اُڑ کر مثل پروانہ
دکھائے ہین چراغ چشم غولون نے بیابان مین

نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب لعل کی سرخی
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہے تیرے دندان مین

کھنچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
پری کو یہ عمل کر دیتا ہے قابوئے انسان مین

ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
بھر آجاتا ہے جو پانی وہ شبنم چاہ زنخدان مین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اس رخسار رنگین سے
کہان تک غنچہ رکھے گا بہار گل گریبان مین

ہر اک عضو بدن بے مثل ہے اُس حور پیکر کا
جواب اپنا نہین رکھتا ہے جو سورہ ہے قرآن مین

صدا یہ سرزمین کوچۂ قاتل سے آتی ہے
شگوفہ پھولتا ہے اک نیا روز اس گلستان مین

تباہی مین ہے لازم یاد حق اہل توکل کو
خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان مین

تماشا ہے جو چشم بلبل دیوانہ سے دیکھے
عجب شمعین ہین محفل مین عجائب گل گلستان مین

گہر سے آبدار آتش ہو منھ سے بات جو نکلے
تکلف شرط ہے آویزۂ گوش سخندان مین

توڑیے توبہ کو کیجے بادہ خواری اندنون
موسم گل ہے کہان پرہیزگاری اندنون

تیغ ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہے بیقراری اندنون

جان بلب رکھتا ہے اک رشک مسیحا کا فراق
دم نکل جاوے یہ حالت ہی ہماری اندنون

شوق آرائش ہے اُس جان جہان کو آجکل
لپٹی ہی رہتی ہی دامن سے کناری اندنون

دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے
توتیائے چشم ہے گرد سواری اندنون

لو لگی ہی تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق
خون ہی زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون

روز و شب کرتا ہی وہ محبوب گل اندام رقص
اُڑتی ہی ٹھوکر سے دامن کی کناری اندنون

کاہشون سے عشق کے ایسا ہوا ہون ناتوان
رات سے بیمار کے بھی دن ہی بھاری اندنون

فصل گل ہی یاد آتی ہے مجھے رفتار یار
چلتی ہی بن بن کے کیا باد بہاری اندنون

سامنا رہتا ہے اشک سرخ و رنگ زرد کا
آشنائی درد سے ہی غم سے یاری اندنون

دوستدار اُس کا جو سمجھا اُٹھ گیا دنیا سے ہی
بیکسی پھرتی ہی کیسی ماری ماری اندنون

بستر غم پر پڑا رہتی ہے مردے کی طرح
بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندنون

یار آزردہ ہے آتش آسمان ہے برخلاف
کون سنتا ہے ہماری آہ و زاری اندنون

سالک راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت بین نہین مین عاقبت اندیش نہین

مصحف رو کی تلاوت ہے نہایت مشکل
اس مین اے قاریو زیر و زبر و پیش نہین

ناخن غم سے ترے ہجر مین ای رشک بہار
دل نہین وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہین

خون کو مومن و کافر کے ہی جائز رکھتا
نیک اعمال ترا غمزۂ بدکیش نہین

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا
نوش جا ہے جو زمانہ مین تو بے نیش نہین

شہر مین پھرتے ہین وہ سیل حوادث کیطرح
کونسا گھر ہے خرابی جسے درپیش نہین

قید مذہب کی نہین حسن پرستون کیلئے
کافر عشق ہو ہمین کوئی مرا کیش نہین

عشق مین سرو سے قد کے ترے ای خسرو حسن
ذکر قمری سے بہتر کوئی درویش نہین

غیر کے ہاتھ نہ بیچین گے ہم آئینۂ دل
یار جو چاہے سو دے قیمت کم و بیش نہین

نکہت گل ہی نہین جامے سے اپنے باہر
کون دیوانہ وہ تیرا ہے جو بے خویش نہین

خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے
روے سادہ کا یہ عاشق ہے بد اندیش نہین

رخ انور کو دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہو جیسے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

وہ شاہ حسن ہو تو گیسوے عنبر فشان تیرے
ہما کو اپنے سایہ سے سعادتمند کرتے ہین

ہمین سے ہے جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ
نقاب آپ اُلٹیے ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین

محبت اُس صنم سے کیون نہو ہمین وصل کا سائل
دعا اللہ سے رو رو کے حاجتمند کرتے ہین

کہون کیونکر نہ اُن کو نور کے ٹکڑے وہ رخسارے
اندھیرے مین اُجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہے اصلاح یان رنگین خیالون کی
پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر اُن کے مشتاق اُنکی صورت کے
توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار اُس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین

کھلا ہے مایہ سے کہ مضمون بستہ باندھ لینے سے
پسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتے ہین

زبان سے جو کہ بے تصدیق کی کھائی نہین جاتی
تصور اُس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

بھرون گا پنبۂ مینا کو مین زندان مین اے ساقی
بہت واعظ مرے گوش آشنائے پند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیاز اپنا وہی ہے ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ بیہوشون کو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش روئی سے اُلٹی نشے مستون کے اترتے ہین

گرفتارون نے تیرے لطف اسیری مین اُٹھایا ہے
چلے شقا قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہے گاہ گاہے اشک اپنے دیدۂ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین

خیال آیا ہی شانے کا اُنھین آئینہ دیکھا ہے
بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنورتے ہین

حسینون کا تکلف اُنکی آرائش نہین رکھتی
نظر آتی ہی میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

مٹھائے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا
عجب رغبت سے آہو سبزۂ صحرا کو چرتے ہین

لب جان بخش کا بوسہ نہین دیتے وہ عاشق کو
مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین

گئے سو جاتے ہین گہ سنسناتے گاہ تھراتے
ترے کوچہ مین پائے رہروان کیا کیا پسرتے ہین

بل اُنکی زلف پیچان کس طرح کیا کھائیگا سنبل
وہ ایسے بدبلا بھتنے کی چوٹی کو کترتے ہین

حیا و شرم آنکھین سامنا کرنے نہین دیتین
لڑکپن ہی ابھی وہ صورت عاشق سے ڈرتے ہین

خوش آتی ہو زیادہ تیری تیغ تیز مین قاتل
سر احباب کیا کٹتے ہین اس سے بوجھ اترتے ہین

ہمیشہ منھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہی
نہین زندون مین ہم اُس دن سے تم پر جب سے مرتے ہین

تصور سے ترے موجین رہا کرتی ہین لہرونمین
ہوا بھر کر ترے سر مین حباب بحر ابھرتے ہین

لگا کر عیب دو دن مین اسے تم پھیر بھیجو گے
جو خط کش ہو تو ہم قیمت کا دگنی نام دھرتے ہین

کہان تک پردہ ای آتش کہو اس لاابالی سے
محبت کا تری ہم بھی دم اے محبوب بھرتے ہین

ردیف واو

فکر مین مضمون عالی کی جو دل آمادہ ہو
دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو

پھر بھی وقت فکر ہم باندھین حنائے دست یار
لاکھ یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو

عشق پیدا کر کسی مستانہ آنکھون کا دلا
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

آستان دیر تک جاوے تو اے کعبہ نشین
پردۂ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو

عشق ہوتے ہین نہین ادنی و اعلی کی تمیز
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو

آشنا چشم سخنداں سے رہے میرا کلام
منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو

سبز پیراہن مین رنگ سرخ یون ہے یار کا
جیسے مینائے زمرد گون مین گلگون بادہ ہو

حُسن کے آغاز کا انجام ہو یارب بخیر
نقش جب کا خط نورس سے وہ روئے سادہ ہو

خشت رکھکر زیر سر سوتا ہوں خاک گور پر
صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو

خار پیدا ہوں نہ جس جا گل شگفتہ ہوں وہین
آسمان اُس کو بنا دون جو زمین افتادہ ہو

فرش سبزہ پر لب جو مجکو پینی ہے شراب
خیمۂ ابر سیہ اے آسمان استادہ ہو

بے ادب وادی مین اپنے پاؤن رکھ سکتے نہین
خار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو

چھین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو
جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو

روسیہ دشمن عبث کرتا ہے میری پیروی
بندۂ زنگی بناوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پانون رکھتا ہے جو آتش کوچۂ جلاد مین
زندگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہوا

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
صفائے قلب نے حاصل کیا ہے پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار و عرش دکھلایا
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترک تازی کو

مآل کار ہے دعوائے باطل کا پشیمانی
خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری
یہ کس گورے بدن کی اسنے دیکھا ہے گدازی کو

نہین غم تیغ ابروئے صنم سے قتل ہونے کا
شہادت بھی بمنزل فتح کے ہے مرد غازی کو

فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہے
جھکانی پڑتی ہے گردن نمازی بے نمازی کو

بتون نے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اُسکا
خدا اچھی کام فرماتا ہے ہم سے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے
مکان تنگ مین کوڑا اغضب ہے اسپ تازی کو

دلاوین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے
بھلا مے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

کفن خلعت ہے مین دولہ جنازہ تخت دامادی
براتی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو

زبان کو بند کر آتش بس اب اس یاوہ گوئی
گوارہ کیجئے تاکے تری بے امتیازی کو

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنبد اٹھایا مردم بیمار کو

حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
خبر تکلیف نگہ ہے مردم بیمار کو

حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر پاتا ہون مین
دم بھڑک جاتا ہے عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیہ
برق کبھی ہو نہ جس نے دیکھے اس رخسار کو

مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بیوفا
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہے مین نے یار کو

روئے روشن سے مشابہ ہو نہایت آفتاب
دھوپ مین جھلائے گا مجھ تشنۂ دیدار کو

میری آہون کے دھوئین نے گھر بنایا خانہ باغ
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو

رات بھر آنکھون کو اس امید پر رکھتا ہون بند
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو

بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو

غنچۂ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے
جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو

وصف قامت مین ہر اک مصرع ہو دو پہلو کا شعر
سرو بھی کہتے ہین بوٹا بھی قد دلدار کو

ہمسر کو کھو کر نہ ہوگا تو کبھی اے دل باغ باغ
پھپولے پھلتے نہ دیکھا ہو غریب آزار کو

لکھ کے خط حسرت مین قاصد کے ہو دیا ہے مین
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

لوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین اڑین
رتبۂ سیخ کباب آتش ملا ہر خار کو

نالۂ جانسوز نے پھونکا دل بیتاب کو
عشق کی آتش نے کشتہ ہی کیا سیماب کو

ہجر پیغام اجل ہے عاشق بیتاب کو
زندہ دیکھا ہی نہین ہے ماہی بے آب کو

عالم حسن جوانی قدرت اللہ ہے
چودھوین شب کوئی دیکھے صورت مہتاب کو

سبزۂ خط نے کیا پژمردہ دل کو بیقرار
زندہ کرتی ہے یہ بوٹی کشتۂ سیماب کو

نیمجانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا
کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو

جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین
طے کیا ہمت نے میری منزل بے آب کو

ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو
جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو

تشنۂ خون دل بیتاب ہین چشمان تر
بیشتر مرطوب خلقت کھاتے ہین سیماب کو

گود پر بھی آسمان اس گل کو لائیگا نہین
خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو

پہن کر پوشاک سبز آیا جو تو بالائے بام
راہ رو سمجھے شفق مین مہر عالمتاب کو

پست فطرت کو ہمیشہ سربلندون سے ہے لاگ
زلزلہ دیکھا ہے دیوار و در و محراب کو

اس مین رکھتی ہو جو ہر چرخ سے وارفتگی
منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو

کیا نفاق انگیز ہجنبان ہوائے دہر ہے
نیند اُڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو

روز و شب رو یا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہی حبیب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو
آدمی کو کس طرح اپنی قضا معلوم ہو

پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیے
آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو

آنکھ پاتے ہی خیال یار لے کی دل مین راہ
دل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو

عاشقون سے پوچھیے خوبی لب جان بخش کی
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو

خط توام مین لکھا ہے یار کو مکتوب شوق
آرزوئے وصل کا تا مدعا معلوم ہو

کانپتا ہے آہ سے میری رقیب روسیاہ
اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو

اس لئے مارا اُن آنکھون نے مجھے تا خلد مین
چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو

دام مین لایا ہے آتش سبزۂ خط بتان
سچ ہے کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

بید مجنون دور سے خم ہو گیا تسلیم کو
ہر بگولا سرو قد اٹھا مری تعظیم کو

کون کہتا ہے الف بوٹا سے قد کو یار کے
لام کو زلفون سے کیا نسبت دہن سے میم کو

گورے گالون پر ترے زیبا ہی خال عنبرین
تھا یہی مینا سزا وار ایسے لوح سیم کو

شانۂ گیسوئے جانان مین صفا حاصل ہوئی
آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعلیم کو

مہربان ہو دوست کچھ دشمن کا چل سکتا نہین
آتش نمرود ہے گلزار ابراہیم کو

خواب و بیداری یہ مرگ و زیست ہو آئے نجم
لوح دل پر سے مٹا نقش امید و بیم کو

ہمت مردانہ نے آتش کیا ہے بے نیاز
جانتا ہون مین گدا سلطان ہفت اقلیم کو

شفا مریض محبت کو زینہار نہو
برنگ شمع نہون ہم اگر نجار نہو

کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہون
ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہو

ہوا تو پھر اسے جاتے ہوئے نہین دیکھا — غبار چشم دل یار کا غبار نہ ہو
در حرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے — سواد کعبۂ مقصود زلف یار نہ ہو
فقیر کو نہین درکار طاق کسریٰ کا — ملبند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو
پیادہ پا ہون پر اڑتا ہون باد کے مانند — ہلاک نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو
صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے — گلہ نہین ہے جو صوفی شراب خوار نہو
کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین تو — خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہو
فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا — دل دو نیم نہو جان بیقرار نہ ہو
کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار — خزان کا باغ مین نرگس کا انتظار نہو
ہمت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہے — غم فراق کہین شیر کا شکار نہو

برنگ سایہ گذر شاہ راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

دھیان اس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو — خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجکو
نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سنایا مجکو — جو نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے دکھایا مجکو
شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہین — یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو
واشد دل کے لئے باغ مین آنکلا تھا — یار بن غنچون نے ہنس ہنس کے رلایا مجکو
طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی — بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو
اس پریرو کے جو گیسو کا ہوا سودائی — مین نے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجکو
جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے — کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجکو
فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق — رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو
بعد مردن بھی دکھادے گی شجاعت جوہر — شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجکو
جوش وحشت مین جو اکتا کے کبھی اٹھ بھاگا — سیکڑون کوس غزالون نے نہ پایا مجکو
شام سے پہلوئے خالی سے اک آفت چھائی — صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو
حشر کے روز مین آتا تو کہونگا آتش — ان پریرویون نے دیوانہ بنایا مجکو

چاند کہتا ہے غلط یار کے رخسارون کو
نسبت ذرۂ خورشید نہین تارون کو

اے صنم ہووے نہ خورشید قیامت طالع
دھوپ مین تو نہ بٹھا اپنے گنہگارون کو

حسن یوسف کو ترے حسن سے نسبت کیا ہے
پھونک دے گرمئ بازار خریدارون کو

داغ چیچک کے ترے چاند سے منہ پر دیکھے
ہالۂ ماہ مین دیکھا جو نہو تارون کو

ہون وہ مردود خلائق کہ یقین ہے پس مرگ
نہو ہو فاتحہ خیر مرے یارون کو

اے بتو دل مین بٹھائے جو اثر ہو تو نہو
زلزلے آئے ہین ان نالون سے کہسارون کو

یارب مجکو چمن ہو گیا آتش خانہ
برگ گل سے نہ رہا مرتبہ انگارون کو

عید قربان ہے ہزارون ہی گلے کٹتے ہین
تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو

اے اجل جسم سے چھوٹ بھی چکے جان شیرین
زندگی تلخ ہوئی ہے مرے غمخوارون کو

اپنی بیماری کی حالت کو وہ صحت سمجھے
دیکھے نرگس جو تری چشم کے بیمارون کو

منہ نہین پھیرنے کا قاتل کی طرف سے میرا
چہرہ پر کھاؤن گا مین یار کی تلوارون کو

جان گھبراتی ہے سینہ مین تو دل کہتا ہے
توڑ دے قلعۂ فولاد کی دیوارون کو

کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہم نے
موت آئی نہ شب ہجر کے بیدارون کو

اپنے ہاتھون سے کیا جب مجھے بیدرد نے قتل
غیر تو مر ہی گئے داغ رہا یارون کو

جا کے اس باغ سے کیا یاد کرین گے آتش
چشم تر ہم کو ملی خشک زبان خارون کو

چشم بیمار کا یارب کوئی بیمار نہ ہو
زلف کے پھندے مین دشمن بھی گرفتار نہو

حسن تکلیف لب بام اُسے کرتا ہے
شرم سمجھاتی ہے سایہ پس دیوار نہ ہو

برہمن آنکھون کو ملتا ہے جو پائے بت پر
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار نہ ہو

ٹھوکرین کھائین گے دل جائین نکلجاوینگی
یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہ ہو

غیر سے یار سوا تشنۂ خون ہے میرا
دشمن و دوست کی آنکھون مین کوئی خار نہو

متصل نالون کی آواز چلی آتی ہے
جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہ ہو

کر دیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد
آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہ ہو

نام سنتا ہون جو مین گور کی اندھیاری کا — دل دھڑکتا ہی جدائی کی شب تار نہ ہو

گور مین ساتھ لئے جائین گے اپنے ہم اسے — نہین ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہ ہو

بے طرح جوش مین سیلاب سرشک آیا ہے — چار دیوار عناصر کہین مسمار نہ ہو

چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون — باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہ ہو

باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے — دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہ ہو

ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زنہار
دل سے بیزار تو ہے جان سے بیزار نہ ہو

سرو بستان تجھے گو اے باد صرصر خشک ہو — غیر ممکن ہے ہمارا مصرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہی دل کیا دیدۂ تر خشک ہو — رونگٹا نکلے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو

ٹھنڈی سانسون مین اثر ہی یان ہوا برف کا — سرد ہون آتشکدہ خون سمندر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہے — ہاتھ آنے لے طلب یان جو مین گر خشک ہو

باغ ویران مین جو مدفون یاد قد یار مین — سبز ہو جائے جو برسون کا صنوبر خشک ہو

اس قدر کاہیدہ ہون بس جائے زیر آبلہ — سوکھ کر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو

تند خو پہونچا سکین عالی دنا خون کو نہ رنج — ارغوان نذر شفق صرصر سے کیونکر خشک ہو

داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر — گلشن جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو

چشمۂ حیوان دہن ہے تو ذقن چاہ عمیق — کس طرح سے سبزۂ رخسار دلبر خشک ہو

کس توقع پر بھلا اس میکدے مین ہم رہین — لب نہ تر ہو دین اگر سارا سمندر خشک ہو

چار دن مین اس نے سارا باغ ویران کر دیا — یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو

وہ شجر ہون مین جو تابستان مین جلنے سے بچے — موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو

حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا — گور مین ایسا ہو حلق اے سکندر خشک ہو

سوز غم سے کیا کہون مین حال دل اے ہمنشین — آگ لگ جائے جو اکدم دیدۂ تر خشک ہو

میری قسمت سے جو ہو انگور پیدا تاک مین — آب انگور اس کا مثل آب گوہر خشک ہو

غیر عاشق کون کرتا ہے کسی کی پرورش — دایہ پیدا ہو جو آتش شیر مادر خشک ہو

مجھ سراپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو
یہ خیال خام ہے سرو چراغان سبز ہو

حسرت پابوس میں کھوئی ہے میں نے جان آہ
خاک سے میرے حنا بے ابر باران سبز ہو

وہ جو کامل ہیں فضیلت ہے انھیں ہر حال میں
سرخ ہووے یا سیہ یا خط قرآن سبز ہو

یاد دلواتی ہے فصل گل مئے انگور کو
تاک خشک اے پرتو خورشید تابان سبز ہو

حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہے کیا
زرد پھر ہوتا نہیں جب رنگ انسان سبز ہو

سیر گلشن میں اگر ٹوٹے ترا بند نقاب
رنگ اُڑے رخسار گل سے سرو بستان سبز ہو

جام دے ساقی مئے گلگون سے بھر کر حیف ہے
خشک ہو نخل تمنا کشت دہقان سبز ہو

جوش وحشت میں جو روتا ہوں کبھی دل کھول کر
زرد ہو جاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو

شیر کی آواز پیدا ہووے نے کے نالے میں
میرے مدفن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو

حسن سبز یار سے ممکن نہیں آتش فروغ
رنگ پیدا کر کے گو شمع شبستان سبز ہو

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو
جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو

نکلتی ہی نہیں آئینہ خانہ سے باہر
غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو

گلے میں یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق
کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو

غرور کھوتی ہے تعلیم خاکساروں کی
اُگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو

گوارا یاں دل دشمن کی بھی شکست نہیں
ہماری کفش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو

زیادہ بوسے سے دشنام میں حلاوت ہے
وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

لبوں سے جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل
ہماری روح سے آگے ترا سمند نہ ہو

جو رو دے حال پر اپنے وہ کیا کسی کو ہنسے
وہ دل دُکھائے کسی کا جو دردمند نہ ہو

ہزاروں دیدۂ بد بیں تو اک نگاہ ہے پاک
غضب ہی ہو جو تری بزم میں سپند نہ ہو

برابر اُس کے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہے
الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفریں نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

کیجیے ثابت دہان روئے رشک ماہ کو
کان مدت سے سنا کرتے ہین اس افواہ کو

کوچۂ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا
سرمہ کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو

ہم فقیرون کو تمنا ہی یہی اے شاہ حسن
جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو

باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہی بساط
جان حاضر ہی جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو

اس قدر ہے سر کو سودائے زنخدان حبیب
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو

برہمن حاصل ہی تجکو جس طرح بت کا حضور
اس طرح پاؤن تو پھر چھوڑون نہین اللہ کو

بھاگتا ہی اپنی آنکھون سے خیال روئے یار
کس طرح آغوش مین رکھتا ہی ہالہ ماہ کو

روپ دکھلا کوئی تو ہمکو نیا اے آسمان
یاد کیا آنکھین کرینگی اس تماشہ گاہ کو

کوتہی کی ایکدن پہونچی نہ گوش یار تک
دور ہم سمجھے ہوئے تھے نصف شب کی آہ کو

موسم گل مین یہی ساقی سے کہتا ہون مین مست
جام مالا مال دلوا اپنے دولت خواہ کو

دیکھیے دونون مین کس کا ہو بخیر انجام کار
بت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو

سبزۂ خط نے کیا ہی جبسے اُس رخ پر ابھار
کوہ پر بھاری سمجھتا ہون نہین برگ کاہ کو

زلف حائل ہی نگہ رخسار جانان پر نہ ڈال
ہی شگون بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو

پست کیجیے سرو کو اے طفل بڑھکر قد ترا
طول دے جوش جوانی جامہ کوتاہ کو

مہر کی صورت نہ ڈہلے آنکھ اُٹھا کر دیکھتے
دلفریبی یار کے رخ کی جو ملتی ماہ کو

فکر رنگین نے تمھین مفلس کیا تو کیا عجب
یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہے نوشاہ کو

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو
خط یار کو لکھون تو سیاہی روان نہ ہو

مارا ہے ضبط نے مجھے عشق حبیب مین
مُردا مرا جلائین تو اُس مین دھوان نہو

صورت کوئی صفائی کی اب اے صنم نہین
جبتک ہمارے تیر سے خدا در میان نہ ہو

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نہ کر سکین
چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو

اے آسمان نمود نہین ہم کو چاہیے
بعد فنا مزار کا اپنے نشان نہ ہو

بلبل ہزار ذبح ہون ٹوٹے نہ ایک گل
صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہ ہو

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام — اس باغ کی بہار الٰہی خزان نہ ہو

عاشق تری گلی مین بہت خاک اڑاتے ہین — اس سرزمین کے گرد کہین آسمان نہ ہو

دیر و حرم مین شیخ و برہمن رہین خراب — ملتا ہے وہ کہان کہین جس کا مکان نہ ہو

سبزہ پر اس ذقن کے نگہ جاکے رہ گئی — سچ کہتے ہین کہ گھاس کے نیچے کنوان نہ ہو

نالون کی بحث کا کسے آتش دماغ ہے
یا ہم نہووین یا جرس کاروان نہ ہو

حلقۂ دام مین وہ نرگس فتان مجھکو — چار دیوار قفس ہین صف مژگان مجھکو

دور کر چہرۂ روشن سے نقاب اے محبوب — داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجھکو

شادی وصل مین جامہ سے ہون باہر دونون — مین برہنہ اسے دیکھون تو وہ عریان مجھکو

دیکھون پھاڑکے آئینہ مین اے دست جنون — رہنے دو زیب جو دے چاک گریبان مجھکو

خاک مین ملکے بھی لپٹون گا ترے دامن سے — اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجھکو

یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے — دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجھکو

پھر نہ نکلون مین چمن سے جو صبا تیری طرح — غنچۂ گل ہین کبھی دیکھ کے خندان مجھکو

لب محبوب کی سرخی ہونہین اسمین سنتا — لعل کو دیکھنے جانا ہے بدخشان مجھکو

فکر اشعار کو لازم ہے دماغی قوت — سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخدان مجھکو

دل مرا نعرۂ تکبیر ہلا دیتا ہے — جتنے کافر ہین سمجھتے ہین مسلمان مجھکو

موسم گل نہین آتا ہے اجل آتی ہے — گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زندان مجھکو

دست رنگین کی تری بیعت اسے کرواتا — ہاتھ آتا جو کوئی پنجۂ مرجان مجھکو

کم ہے جتنا کہ ہون ممنون ترا بندہ نواز — صورت انسان کی دی جوہر انسان مجھکو

ہمہ تن ہوکے جو دل اسمین گرون ای آتش
رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجھکو

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو — کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو

روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو — دل تو دینا سہل ہے پر جان کی مشکل نہ ہو

یار تو بھولا کرے غازی ہی ای کاش یاد
دوست تو غافل ہوا دشمن کہین غافل نہو

نیم بسمل کی طرح سے زندگانی ہے خراب
اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہو

اے صنم کوئی نہین محبوب تجھسا دوسرا
سخت کافر ہے جو وحدت کا ترے قائل نہو

مشق طفلان سے زیادہ روز ہوتا ہے سیاہ
نامۂ عصیان ہمارا کاغذ باطل نہو

اے بت بے رحم عزرائیل عاشق کا نہین
سینۂ بیمار الفت کے لئے تو سل نہو

ہے غرور حسن دو روزہ سے از خود رفتہ یار
اس قدر بھی نشۂ معجون آب و گل نہو

اٹھ جیکا روز قیامت روئے قاتل سے نقاب
عرصۂ محشر نگہ کے تیر کی منزل نہ ہو

حرمت کعبہ طریق صاحب اسلام ہے
چاہئیے رنجیدہ کافر کا بھی تجھسے دل نہ ہو

ہے ہر اک مصرع مرا خط بتان کے وصف مین
مدعا ہے عشق کو اس سے کبھی حاصل نہ ہو

ڈوب جانا پار اترنا ہے محیط عشق سے
یہ تو ہے بحر محبت کی نہین ساحل نہ ہو

اپنے اشکون کی ہو غلطانی دکھاؤنمین اُسے
گوہر غلطان کی نیسان سے صدف سائل نہو

کنج تنہائی مین مین نے زندگی کی ہے بسر
گور بھی میری کسی کے گور کے شامل نہ ہو

دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا
باغ ہی کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کرے گا گور مین
کشتۂ ابروے آتش تیغ کا بسمل نہ ہو

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا
آنکھین پھری جاتی ہین طوف حرم دل کو

توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہی
کافر ہے سمجھتا ہی کیا کعبہ کی منزل کو

نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محمل کو

آب دم تیغ آب انگور ہے ای قاتل
مستون کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو

رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو اُلٹے
حیران ہو بجز و ہو سکتا سا ہو محفل کو

سودائیون کی تیرے روح آئی ہے قالب مین
اے زلف سیہ سُن کر آواز سلاسل کو

ہو جہ نہین اپنے مُڑے کو یہ بھولا ہے
رخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو

کشتہ ہو دل کیونکر اللہ نے بھیجا ہے — شمشیر سے دو ابرو دیکر مرے قاتل کو
تاخیر نہ کر کوئے محبوب کے چلنے مین — ٹھوکی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو
بے طرح پھنسا ہے تو اُس زلف کے پھندے مین — اللہ کرے آسان اے دل تری مشکل کو
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے — محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

کھائے گا خنجر جلاد کا جس پر کا پہلو — زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو
ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون — دیکھیے ہووے کب آباد کدھر کا پہلو
شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہے — داغ پہلو سے نہ ہو گرم بشر کا پہلو
نالۂ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد — خالی ہوتا ہے مگر مرغ سحر کا پہلو
بڑھ چلا لاکھ قد یار کی موزونی سے — مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو
بیقراری مری رکھتی ہے مرے پہلو سرد — نہ تو ڈھلکتا ہے ادھر کا نہ اُدھر کا پہلو
دور سے کوچہ دلبر کو کھڑا تکتا ہون — نہ تو دیوار کا تکیہ نہ تو در کا پہلو
زخم کاری ہے مری جان جدائی تیری — دم نکل جائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو
یاد آتا ہے تل اُس سیب زنخدان کا مجھے — نظر آجاتا ہے داغی جو ثمر کا پہلو
صاف دل خاک ہوا اُس کافر کینہ جو سے — نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو
کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی — روز ویرانہ ہے مجھ خاک بسر کا پہلو
شور واعظ سے نہین کام قدح خوارون کو — پھر بگڑ جائے گی پایا جو ادھر کا پہلو
زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے — چاند سے صاف ہے اُس رشک قمر کا پہلو
خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج — نہین ہوتا ہے جدا سکہ سے زر کا پہلو
خاکساری نے فضیلت مجھے دی ہے آتش — شملۂ شیخ دیا ہے دُم خر کا پہلو

دلایا یاد تب اُس نے جو تیری ساق سیمین کو — رلایا صبح تک ہنس ہنس کے بین نے شمع بالین کو
خزان نے بستر کار گل و بلبل کیا آخر — جزا اے خیر دے اللہ صیاد اور گلچین کو

ہزار افسوس ہے اے بےمروت تو نہیں آتا
غش آجاتا ہے اکثر تڑپتے بیتابونکی تسکین کو

تماشہ دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کا
بنایا ہے مرا دل توڑکر جام جہان بین کو

تکلف سے مبرا ہے مزاج عاشق شیدا
نہ دیکھا قمریون کی گردنون مین طوق زرین کو

نئے ہر سال سر کار جنون سے داغ ملتے ہین
بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہے آمین کو

عدم ہو نجائے گا شوق اُس کمر کا مجکو ہستی سے
سمجھتا ہون گرمے مین گور کے گام نخستین کو

سوار اسپ اے گلگون قبا تجکو اگر دیکھین
منجم منزل مریخ سمجھین خانۂ زین کو

پری سے چہرے پر لہرا کے سو سو بار آتی ہے
ہوا ہے آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

تمھین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سواری مین دکھائی دینگے میرے خاک کے ذرے
ہوا ہون دیکھکر اک آفتاب خانۂ زین کو

حسینون کو ہے لازم رحم اپنے عشقباز و نپر
رعیت پر رعایت چاہیئے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
قلم کی چال ادا چلوائے اُن پائے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہے ہوتی قدر نعمت کی
غنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس قصہ مین عقل مصلحت بین کو

بست کر یار سے جو ما نہایت روئے رنگین کو
چمن مین توڑتے دیکھا جو مین نے پھول گلچین کو

ہمارا کاسۂ سر راہ افتادہ ہے مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگارین کو

تمھاری زلف کے ہر مو کو ہین اک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھو نسے عجب کیا ہے
کرین طوق کمر جو یار کی ساق بلورین کو

خرام ناز کی مشق آج کل اُنکو نہایت ہے
رہا کرتا ہے گھڑیون زلزلہ سا کوہ تمکین کو

سنین ہین کافران عشق کے مُنھ سے جو تعریفین
مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہین اُس غارتگر دین کو

نظر پڑ جائے جو تیرے صفائے رُخ کا آئینہ
نگہ بدبین کی پھر کر کور کر دے چشم بدبین کو

فراق یار مین جب سامنے آیا تو آنکھون نے
نگاہ زہر آلودہ سے دیکھا خواب شیرین کو

کہاں پیچ و خم گیسوئے مشکین زلف سنبل میں
تمہاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نسرین کو

فراق یار میں سودائے آسائش نہیں تم پر
نہ آئی نیند تو توڑوں گا سر سے خشت بالین کو

گل رخسار اپنا تمنے جس شاعر کو دکھلایا
ہوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو

خیال آتا ہے دلکو جانکنی کی جبکہ مشکل کا
زبان سے گوش پڑھوا کر سنا کرتے ہیں یسین کو

رسائی دار لبست تاک تک جنکی نہیں ہوتی
وہ مفلس جانتے ہیں خوشۂ انگور پروین کو

جمال یار سے روشن ہیں آنکھیں گھر منور ہے
نہیں پھولا سماتا دل خوشی سے جان غمگین کو

فقیری کا ترے کوچہ کی جنکے سر کو سودا ہے
پرون کا تکیہ وہ سمجھے ہوئے ہیں خشت بالین کو

جھکائے رکھے گی کب تک حیائے حسن وہ آنکھیں
کوئی دن چشم پوشی طائر دل سے ہے شاہین کو

بشر کیا کر سکیں گے کام دست قدرت حق کا
بنایا خوبصورت یار سا اک لعبت چین کو

وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکار افگن
لپٹ جاتا تھا ہمسے دیکھکر تو شیر قالین کو

تمنائے دولت دنیا کی اے آتش نہیں رہتی
قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہے مسکین کو

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو
پہلے غماز ہی کو قصہ بیان کرنے دو

جانب دشت عدم خیمہ روان کرنے دو
وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو

سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہووے گا
شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو

کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہے یہان کم ظرفی
ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو

سامنے آہی گیا لشکر اندوہ و ملال
اب تو سیدھے مری آنکھوں کو نشان کرنے دو

آخر کار تہ خاک ہے مسکن سب کا
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو

مین تو شاعر نہیں عاشق ہوں مجھے کیا ڈر ہے
کاکل یار پہ افعی کا گمان کرنے دو

رنگ اڑ جائے گا رخسارۂ نافرمان سے
باغ مین تم مری آہوں کو دھوان کرنے دو

اس کا افسانہ دکھاوے گا مجھے خواب عدم
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو

انتظار ملک الموت مین بیدار ہوں مین
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو

آج تک آہ کے کوڑون سے بدن نیلا ہے
آسمان کو مجھے رسوائے جہان کرنے دو

کمر یار کا مضمون نہیں بندھ سکنے کا
موشگافون کو رگِ گل کا گمان کرنے دو

اہل اسلام ہون غیبت نہیں شیوا میرا
میرے دشمن کو مرے عیب عیان کرنے دو

پھوٹ بہنے دو انکھین یار کے آگے آتش
دل کا احوال بھی آنکھون کو بیان کرنے دو

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو
دل پہ ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہ ہو

شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہے
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو

دیکھون تو تا کجا نہین ہوتا ہے رام تو
انسان ہے آخر اے بتِ وحشی ہرن نہ ہو

رو اس قدر کہ آبروئے ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو

پہونچے نہ راستی مین ترے قد کو سرو قد
ہم پلہ نازکی مین گل یاسمن نہ ہو

وہ کم نصیب ہون کہ میسر کبھی جسے
معشوق نوجوان و شراب کہن نہ ہو

آئینہ سے حجاب نہ ٹوٹے طبیب کا
شانہ سے صاف زلف شکن در شکن نہ ہو

شرمندہ پیش یار ہین گلبرگ و آئینہ
ایسا لطیف و صاف کسی کا بدن نہ ہو

بیمار مدتون سے ہے میرا دل حزین
اس کا علاج بوسۂ سیب ذقن نہ ہو

بوسون سے عارضون ہی کے لب لطف اٹھائینگے
رخسار یار مین جو نہین ہے دہن نہ ہو

ہستی مین یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے
وہ آدمی نہین جسے حب الوطن نہ ہو

ہم تشنہ لب موے سے تو سزا چاہنے کی تھی
غیرت سے پانی پانی وہ چاہ ذقن نہ ہو

عاشق ہو مین معاف ہون میرے سوا تجھے
عریان جو جا ہے اس کو میسر کفن نہ ہو

یہ رعب حسن یار سے محمل ہے نہ تجود
ڈھونڈھو تو عرض حال کو پیدا دہن نہ ہو

کس گھر مین روشنی نہین اندھیر ہے دلا
روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو

وہم و خیال کے بھی نہ ہاتھ آئے وہ کمر
حجت کا اس دہن کی کسی کو دہن نہ ہو

عالم پسند صورت زیبائے یار ہے
یہ سکہ وہ نہین ہے کہ جس کا چلن نہ ہو

کھلکر ہر ایک عضو سے یہ روح چل بسی
اس طرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو

سیلنگون کو اپنے دیکھے [illegible] نظر کرے
ہم چشم یار چشم سیہ سے ہرن نہ ہو

رنگینی سخن رہے گی روز حشر تک — اُڑ جائے چار دن مین یہ رنگ چمن نہو

آتش جو بوسہ لیلے تو اُس کا بُرا نہ مان
عاشق ہے اے صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

سامنے آنکھونکے پہرون ہی بٹھایا یار کو — مال مارا ہمنے لوٹا دولت دیدار کو
غش سے آنکھین کھولکر دیکھے جو زلف یار کو — روز صحت کا شب تاریک ہو بیمار کو
آسمان پر حسن نے پہونچا دیا دلدار کو — دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا رخسار کو
چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کرم — اپنے گھر مین آیا مہمان توڑ کر دیوار کو
سلسلہ اپنا رخ محبوب تک پہونچا دیا — زلف نے شیرازۂ مصحف کیا زنار کو
مشہد پروانہ مین اکثر جلائی ہمنے شمع — نام بلبل پر لٹایا بارہا گلزار کو
اُسکے چار ابرو کے نظارہ نے دم بھڑکا دیا — درمیان پاتا ہون دل کو چار سو تلوار کو
پر زنے اُڑتا ہے دل صیاد ہر نالہ کیساتھ — باغبان قینچی سمجھتا ہے مری منقار کو
ڈالتا ہے عاشقونپر آپ کے غیبت کی آنکھ — آنکھ دکھلاؤ تم اپنے روزن دیوار کو
درد دل نے پردہ اپنی لاغری کا رکھ لیا — تار قانون کر دیا نالون نے جسم زار کو
چار ہی دن مین نہ رکھا بلبل و گل کا نشان — کھا گئی صیاد و گلچین کی نظر گلزار کو
خواب مین بھی دیکھنے سے یار کے رکھتا ہے باز — فتنۂ بیدار کہیے دیدۂ بیدار کو
حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہین — شمع روشن کی تو پیتا مرغ آتش خوار کو
دشمنونکو جان سے دل کی طرح رکھا عزیز — گرگ کو پالا بغل مین آستین مین مار کو

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بت پندار کو

دوست رکھتے ہین جو اہل جوہر یار کو — تول کر زر سے سپاہی لیتے ہین تلوار کو
صاف یون کرتا ہے شانہ موئے جعد یار کو — جنتری مین کھینچتے ہین جیسے تار کو
کر دیا نوع دگر سرمہ نے چشم یار کو — نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو
خوشنویسی مین بھی پاکی اُس طفل نے مشق ستم — خون سے بلبل کے لکھا قطعہ گلزار کو

ابروؤن سے وہ حسین کیونکر ہو دین دلپذیر
خوبصورت ہمنے دیکھا راست خم تلوار کو

شمع کے شعلہ کو جب گلگیر نے منھ مین لیا
پر نچا آنکھون نے دیکھا مرغ آتشخوار کو

سنگریزے کیا خدا اسکو نہ دیتا باغ مین
کبک نے رزاق سمجھا ہے گل کہسار کو

جب سے دیکھا ہے گذرگاہ نگاہ یار اسے
نائے ناوک جانتا ہون روزن دیوار کو

پیچھے رکھنا میرے داغون پر لیے اے دوستو
آگ پر رکھ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو

پردۂ دل سے نکلنا نالے کا یاد آگیا
خوب رویا سن کے مین آواز موسیقار کو

دست قدرت نے بنایا حسن کا مجکو گدا
آنکھونکے کاسہ دیئے دریوزۂ دیدار کو

سبز خط سے حسن نے گورے زنخدانمین کیے
چشمۂ کافور کی کائی کیا زنگار کو

یاد صحرا نے یہ زندان مین رولایا مجکو خون
گل سے رنگین کر دیا زنجیر کے ہر خار کو

خون جگر ہوتا ہے یہ گفتار کیسی جان جان
پیستے ہو دل کو کیا کہتے ہین اس رفتار کو

دل کو بہلاتا ہے وہ ترک آتش اپنی تیغ سے
رقص بسمل کا دکھایا کرتی ہے وہ یار کو

کیا ہوا تا دم دکھا کر آئینہ مین یار کو
تپ چڑھ آئی دیکھ اپنی نرگس بیمار کو

پیچھے ہم دیکھا جو قد و ابروے دلدار کو
راستی ہے تیر کو زیبندہ خم تلوار کو

چلکے دکھلاوے جو انداز خرام یار کو
ہنس کی گردن مین ڈالون موتیونکے ہار کو

طاق ابرو مین یہ چشم یار سے ظاہر ہوا
بہر صحت لاتے ہین مسجد مین بھی بیمار کو

شربت عناب آب تیغ زہر آلودہ ہے
سیب نار آتشین ہے عشق کے بیمار کو

وہ تنک مشرب ہین ہم مخانۂ افلاک مین
نشۂ زر ہو جین گر شربت دینار کو

خاک سے روشن ضمیرونکی بنی ہے یہ گر
سیر بیرون دروں ہے روزن دیوار کو

چہرۂ رنگین کی دکھلائی تصور نے بہار
بند آنکھون کو کیا کھولا در گلزار کو

جوش وحشت مین کیا مین نے گریبان چاک چاک
دھجیان زخمون کی پہنائین گلے کے ہار کو

یا رب سمجھا گلو یکر مین گنہگارونکی بھیڑ
سرو سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو

وقت آخر عشق پنہان یار پر ظاہر ہوا
نزع مین عیسی نے پہچانا مرے آزار کو

لب بلب فرہاد کو شیرین سے ہونا ہے محال
لعل قسمت مین نہنین کاٹا کرے کہسار کو

حسن کے جلوہ سے روشن ہونگے آنکھونکے چراغ
کور مادر زاد دیکھین گے ترے دیدار کو

پھر گیا آنکھون مین آتش گور تیرہ کا گڑھا
خاک اُڑائی مینے جب سوچا مآل کار کو

جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان اپنا کو
عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو

وہ منصف ہون اگر مینے کیا ختم کلام اللہ
ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو

خدا جانے کہ ہنر گا حال کیا ہم بادہ نوشونکا
لڑا کر جام سے توڑا ہے بدمستی مین مینا کو

حنا اے بحر خوبی تیرے دست و پا مین لازم ہے
نہنین دیکھا ہے خالی پنجۂ مرجان نے دریا کو

شب و روز اس کو رقص شادمانی مین پا ہا ہے
حصارِ عافیت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو

دل پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ کوے جانان مین
ہوائے باغ جنت زندہ کر دیتی ہے موتا کو

گیا استاد کو شاگرد اس طفل پریرو سے
پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق مُلّا کو

نہنین جس کا کوئی اُس کا خدا ہے پوچھنے والا
اٹھاتے ہین ملائک آ کے بے وارث کے مُردہ کو

مری میراث ہے خلد برین فرزند آدم ہون
حوّا ن
سرہانے جانتا ہون اپنے مین زانوئے حور آن کو

شب تاریک مین آنکھون کو وہ دلبر نظر آیا
سیہ خیمہ مین مجھ مجنون نے دیکھا روئے لیلا کو

تراشا تجکو جس بُت ساز نے اے بت قیامت کی
بنایا شیشہ سے نازک مزاجِ سنگ خارا کو

دکھایا کس پری پیکر نے خالِ چہرۂ رنگین
غنیمت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سودا کو

چمن مین بار ہر روز جو رویا مین تو اشکون نے
گلون کے کان کا جھمکا بنایا ہے ثریا کو

قریبون سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل مین
نکالا ناخن پا نے کہان خارِ کف پا کو

وہ محبوب جہان ہے تو ہوا نے تیرے کوچہ کی
چھوڑایا شیخ سے کعبہ کو راہب سے کلیسا کو

ید بیضا سا روشن یار کا رخسار ہے آتش
لب جان بخش رکھتے ہین دم پاک مسیحا کو

یارب آغازِ محبت کا بخیر انجام ہو
شیشہ مین اُترے پری تجسہ جنون خلم ہو

دل کو عشقِ آتش گل سے جلا مثل سپند
نالۂ آدل مین اے بلبل تجھے آرام ہو

دفن ہون دولت سرائے یار کی دہلیز مین
اُس صنم کا آستانہ میرے گھر کا بام ہو

مُرغِ دل کو کُنجِ لب مین زلفِ پیچان لیگئی
اُسطرح سے جسطرح رہبر قفس کا دام ہو

اس قدر شوقِ قبائے تنگ وحشت اچھا نہین
جامہ سے باہر نہ وہ محبوب گل اندام ہو

کیسی کیسی راحتین پائی ہین کوچۂ یار مین
صبحِ جنت سے منور اُس گلی کی شام ہو

مے سے تلوار اپنی بجھوائی ہے اُس سفاک نے
دیکھئے لبریز کس کس بیگنہ کا جام ہو

دستِ انصاف و ترازوے خرد مہ جو دہے
وہ تُلے اُس چشم سے بے مغز جو بادام ہو

ابر دریا بار آپہونچا قریب میکدہ
ناخدائے کشتیِ مے ساقیِ گلفام ہو

ہے یہی اپنی دعا زلفِ سیاہ یار کو
ہو نہ جس سر کو ترا سودا اُسے سرسام ہو

حُسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک مین ملوائے عشق
کارِ مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو

چال وہ چلتے ہو دل بستے ہین جسپر ہر قدم
کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسی کا کام ہو

کچھ تکلف چاہیے دولت سرائے یار مین
نقرئی دیوار و در ہووین طلائی بام ہو

راز ہے حُسن لوائے تم سے کیے رکھتے ہین ہم
انجمن مین بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو
آتا صبح پینے منھ نہ لگایا کباب کو

کھلجائے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
عاشق نگاہِ بد سے جو دیکھین نقاب کو

اُمیدوار ہین نگہِ لطف سے کھڑے
آنکھونکے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو

ترکِ فراقِ یار ہے وہ ترک بدمذاق
کھا جائے بے نمک کے جو چھچے کباب کو

دندانِ یار کھلتے ہین ہنسنے مین بیشتر
بے آبرو کرینگے یہ گوہرِ خوشاب کو

سنتے ہین روزِ حشر کو سنہ ہوگا اسطرف
ذرے بھی دیکھ لینگے رُخِ آفتاب کو

کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذبِ عشق کا
غش حُسن سے کہ ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو

اُس کا جواب ہے نہ تو اُس کا جواب ہے
رُخ یار کو ملا ہے نہ پشت آفتاب کو

قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
لکھا ہے مین نے خط مین نہ لکھنا جواب کو

دلکو رہین گے جوشِ محبت سے ولولے
ہوگا وہ مست جو کہ پیئے گا شراب کو

فرقت میں یار کے ہے بھرا سینہ کو نمک
آنکھوں میں اپنی ریگ سمجھو دیکھا ہے خواب کو

پیکر شراب نشہ سے اُس نونہال نے
شمشیر آبدار کیا ہے شباب کو

بے گنتی بوسہ لیں گے رخ دلپسند کے
عاشق ترے پڑھے نہیں علم حساب کو

رکھتے ہیں اہل مدرسہ بھی عشق یار سے
سمجھے ہوئے ہیں روئے کتابی کتاب کو

سودائے زلف یار کی سر میں ہوا نہ رکھ
اے دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو

اے شہسوار خانہ زین کا ہے تو چراغ
یمن قدم سے تیرے شرف ہے رکاب کو

اترے ہو تم جو غسل کو عالم ہے وجد کا
دریا اچھالتا ہے کلاہ حباب کو

نعمات بیحساب کو تیرے کمی نہیں
پایا الطعام خوان میں کوزہ میں آب کو

آتش جو شوق کعبہ ہے دل سے کرو رجوع
دیکھو اُس آستانہ عالی جناب کو

بیقراری میں مری یار اگر پیدا ہو
سر کو دیوار سے ٹکراؤں تو در پیدا ہو

جوہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو
صلب یعقوب سے یوسف سا پسر پیدا ہو

خوش جمالوں سے زمانہ نہیں رہتا خالی
مہر پنہاں ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو

ابر نیسان کے کرم سے در یکتا لاکھوں
گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو

شعر گوئی میں مری طبع کو دقت ہے بڑی
خشک دو لب ہوں تو اک مصرع تر پیدا ہو

بے نمودوں کو بھی ہو شوق نموداری کا
ناف کی طرح وہ معدوم کمر پیدا ہو

مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی
میں تو پوشیدہ رہا گرد سفر پیدا ہو

ایک دم میں میں لٹا دوں ابھی نشہ میں اُسے
مجھکو دولت سے اگر نشہ زر پیدا ہو

باغ عالم میں ہوا چلتی ہے وہ وحشت خیز
صورت بید ہو مجنون جو شجر پیدا ہو

عہد پیری میں طبیعت کو جوان ہم بھی کریں
خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہو

حلقہ زلف سے وہ چہرہ روشن نظر آئے
ظلمت شام میں بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار گل اندام پڑھیں اے آتش
فکر رنگین میں مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو / رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

اُن کی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا / فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ اُن کے بھی پھرلو دوگام / کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنین / راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ کو منھ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ / نیک طینت ہو تو بدذاتی پر آتے نہ چلو

گرے پڑتے ہین کنوئین اور گڑھون مین راگھیر / ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان اُنکے / یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوش مالی وہ نہ گلگشت مین گل کو پیارے / طفل غنچہ ہے غریب اُس کو ڈراتے نہ چلو

گر مشقت ہے رہ عشق نہ طے ہو دوگام / کوسون دریا جو پسینے کے بہاتے نہ چلو

منھ چھپاکر یہ نکلنا ہے تمھارا اندھیر / رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی / کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے / قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ / یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو

کوئے معشوق مین اے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ / یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

اُن سے کہدے کوئی آتے ہین جو یہ لکۂ ابر / چشم آتش کیطرح آنسو بہاتے نہ چلو

محبت سے بناتے ہین اپنا دوست دشمن کو / جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو

بیان کچھ تو کرے آگے تمھارے حال گلشن کو / خدا نے دس زبانین ایک منہ مین دین ہین سوسن کو

دل بیتاب بسمل کیطرح سے رقص کرتا ہے / چھری سے ایک کری ہوگئی ہے لاگ گردن کو

نقاب اُس آفتاب حسن کا اندھیر رکھتا ہے / رخ روشن چھپاکر شب کیا ہے روز روشن کو

اُڑاتے دولت دنیا کو ہین ہم عشق بازی مین / طلائی رنگ پر صدقہ کیا کرتے ہین کندن کو

ملاحت کا تمھاری دور دور افسانہ نکلا ہے / چمن سے باغبان نے کھود کر پھینکا ہے سوسن کو

یہی سودا ہے شمشیر قاتل کی تمنا مین / پلایا پانی بجھایا لال کر کے جبکہ آہن کو

قبائے سرخ وہ اندام نازک دوست رکھتا ہے
ملانا خاک مین عاشق کا ہے شغل انکے دامن کو

تجھے ملواکے مسی باغ لے محبوب لیجلتے
گھڑی بھر کو جو ملتی چشم نرگس روئے سوسن کو

کوئی شمشیر جوہن جو نظر آئی ہے میلے مین
گیا ہے یاد ہمنے اپنے قاتل کے لڑکپن کو

نہایت زخم کے سینے مین کرتی ہے یہ بیدردی
کسی مژگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو نہ سوزن کو

تصور لالہ و گل کا رہا کرتا ہے آنکھون مین
قفس مین بھی سلام شوق کر لیتے ہین گلشن کو

سوار اُس تیغ زن کو دیکھتا ہے جو وہ کہتا ہے
ہمارا خون حاضر ہے اگر رنگواؤ توسن کو

کمی ہوگی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل مین
قیامت تک رہے گا زلزلہ سایہ مدفن کو

قدم مردانگی کے ساتھ مارا دوست داری مین
کیا ہشیار غافل پاکے اکثر ہم نے دشمن کو

دگرگون رنگ رہتا ہے مرا شوق شہادت مین
گران ہے دوش کو گردن تمھاری سر ہے گردنکو

تبسم مین نظر آنا ترے دندان کا آفت ہے
چمکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرمن کو

حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ و روغن کو

یہ قصر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا
نگاہین ڈھونڈھتی ہین تیرے دیوارونکے روزنکو

پڑے ہو عشق مین کیا مردے سے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رسوا نہ نالے کرکے دل بیقرار ہو
بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
خون شہید مہر و وفا سازوار ہو

یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگس جادوئے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھکے وہ کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پے
گردن پہ اُن کی خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین
یہ نشہ وہ نہین ہے کہ جس کو خمار ہو

الٹی ہوا زمانہ مین چلتی ہے چاہیئے
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو

پنہان دہن جو ہے تو رہے کچھ غرض نہین
بوسہ کے واسطے لب یار آشکار ہو

اے آفتاب حسن یہ حسرت ہے بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا تجھ پر نثار ہو

بلبل کو مول لیکے حوالہ کروں چمن
کوچہ میں یار کے جو مرا اختیار ہو

دست جنوں سے زلف کے سودے میں چاہیے
پیراہن حیات مرا تار تار ہو

کب سے دل و جگر ہیں نشانہ بنے ہوے
دیکھوں کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو

چنگاریاں جھڑیں عوض قطرہ ہاے آب
برسائے آگ ابر جو دل کا بخار ہو

ورد زباں ہو نام ترا جس کو اے حبیب
حاصل اُسے نگیں سے سوا اعتبار ہو

دھوکا جو تیرے آتش رخسار کا کھائے
سیماب آگ میں نہ کبھی بیقرار ہو

اُس رشک گل کی چین جبیں میں نہو کمی
شبنم کی طرح سے کوئی گریاں ہزار ہو

گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو
تم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو

سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو

بیزار زندگی سے ہوں یہ شوق مرگ میں
ڈھونڈھوں چراغ لیکے جو پیدا مزار ہو

لازم نہیں ہے وصل کی شب میں نہیں نہیں
ایسا نہ غمزہ کیجئے جو ناگوار ہو

آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی رہتی ہے انساں کو
لحد میں پاس رکھدیتے ہیں دور افتادہ دنداں کو

جلا دیتی ہے اپنی گرم رفتاری بیاباں کو
کھٹکتے ہیں ہمارے آبلے خار مغیلاں کو

بہار آئی ہے دیوانو چلو سیر بیاباں کو
گریباں پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے داماں کو

نہ اٹھکر در بدر پھر کنج عزلت میں جو بیٹھا ہے
دہن سے چھوٹ کر بیقدر دیکھا ہمنے دنداں کو

روا ہے عاشقوں کی اپنے معشوقوں کو دلداری
محبت سے محبت ہوتی ہے انسان سے انساں کو

مٹھائی کھائی تو شکر لب شیریں کیا پھر وں
پیا پانی تو دی ہمنے دعا چاہ زنخداں کو

فراق دوست کا صدمہ نہو دشمن کے دلکو بھی
محبت ہوا سے بھی جس سے الفت ہووے انساں کو

کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ٹھوڑی میں ڈالا ہے
کہا ہے توڑ لوگے نہ تم سیب زنخداں کو

ترا منھ دیکھ کر پڑھتا ہوں سورہ قل ہو اللہ کا
مسلماں ہوں بجا لاتا ہوں میں تعظیم قرآں کو

ہر ایک حلقہ میں ہو سو سو دلِ عاشق کی گنجائش
خدا جمعیتِ خاطر دے اُس زلفِ پریشان کو

نہیں تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی
سکندر تشنہ رہ جائے پیئے خضر آبِ حیوان کو

تری درگاہ کے ذرون سے ہے جب سامنا ہوتا
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مہرِ تابان کو

دلِ دیوانہ کو میرے پھنسا کر تم نے زلفون مین
دکھایا خانۂ زنجیر مین مجنون سے مہمان کو

نگاہون کا اُن آنکھون کے منہ سے ہے ترچھاپن وہی کا
وہی کاوش وہی دل سے خلش رہتا ہے مژگانکو

فغان کرتا ہون جب اندام مین رعشہ سا ہوتا ہے
دلِ دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراقِ یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر
بخارِ دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرین گے جمع معنی فہم اجزاے پریشانکو
شکنجے مین بہت کھینچین گے صحاف اپنے دیوانکو

فقیری سلطنت ہے خاکسارِ کوے جانان کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اُسکو ہے جو چوسے لبِ شیرین جانانکو
دماغ اُسکا ہے جو سونگھے کسی سیبِ زنخدان کو

خمِ ابروے قاتل پھر گیا ہے اپنی آنکھون مین
لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہم نے تیغِ عریان کو

تمھارے چہرۂ پُر نور کے سب داغ دھونے نے
نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہِ تابان کو

ہوا ہے یار جو سیرِ چمن مین ساتھ اپنے
کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے روے خندانکو

غمِ الفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا
یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہمانکو

انھین سے جوہری فریاد کرنے انکی آتے ہین
[ہین پھرتے]
پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندانکو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا
تماشہ تھا جو دیکھا چشمِ بلبل سے گلستان کو

جنون کے جوش مین بکتا ہون کارسل مین مجنون
نکل جاتا ہون صحرا کو توڑ کر دیوارِ زندان کو

کئے ہین کافر و دیندار اُن زلفون نے سودائی
ہوئے ہین جان کا جنجال ہندو و مسلمان کو

کبھی دل کھول کر رو یا جو ہون شوقِ شہادت مین
کیا ہے حلقِ بسمل خونِ دل سے چشمِ گریان کو

جنون کے جوش مین ایسا گلے کو اپنے گھونٹا ہے
حکومت ہو تو دلوا دیجئے پھانسی گریبان کو

شبِ وصلت مین بوسے لیکے اُس روے کتابی کے
جبین سے تا زنخدان ختم کر دیتا ہون قرآن کو

خیال آتا ہے صحرا کا جو شب کو جوشِ وحشت مین
بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو

دو روزہ نوجوانی ہے دو روزہ تاجداری ہے
مروت حسن کو اللہ دے انصاف سلطان کو

سنور کر جمال و حسن کے نظارہ سے آنکھین
الٰہی بھیجدے گھر مین مرے یوسف سے مہمانکو

ترا مجروح مثل ارغوان ہو تا جو گلشن مین
گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو

تمھارا حسن اپنے جوہر حکمت کرے ظاہر
شفا بیمار پائین سونگھکر سیب زنخدان کو

زہے اقبال سیم و زر رہے عز و شرف آتش
تمام آرائشون مین سے حنا اُس رخ نے افشانکو

ہنسنا ہی خوش آیا نہ تو رونا مرے دل کو
میٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دلکو

اکسیر سے بہتر ہے درِ یار کی مٹی
منظور نہ چاندی ہے نہ سونا مرے دلکو

تا صبح تجھے یاد کیا مجھکو جگا کر
بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دلکو

بیوجہ رولانا نہین دکھلا کے رخ یار
آنکھونکو ہے ساتھ اپنے ڈبونا مرے دلکو

بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو نکلجائے
رکھتا ہے بہت تنگ یہ کونا مرے دلکو

یوسف سے حسین ہووے کوئی طفل [illegible]
کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دلکو

بازیچہ ہستی مین وہ مجنون پری ہون
اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دلکو

پہلو مین نہین جب سے کہ وہ غیرت لالہ
داغ اوڑھنا ہے داغ بچھونا مرے دلکو

نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا
رسوائی ہے اُس دکھڑے کا رونا مرے دلکو

نظارہ کیا لیکن وہ یہ دیدار کو ترسا
دن رات رہا آنکھونکا رونا مرے دلکو

کانٹا سا کھٹک جاتا ہے جب یاد ہے آتا
بالے مین ترا پھول پرونا مرے دل کو

خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہے
اچھا نہین اس تخم کا بونا مرے دل کو

انکار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا
مومن ہون مین کافر نہین ہونا مرے دلکو

تر گریہ شادی سے رہونگا مین شب وصل
بے فصل کے منھ مین ہے بھگونا مرے دلکو

گل سے جو شجر قطرہ شبنم ہین ٹپکتے
یاد آتا ہے منھ کا ترے دھونا مرے دلکو

کچھ خاک اڑانے سے نہین ملنے کا آتش
بیکار یہ مٹی کا ہے ڈھونا مرے دل کو

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آواز آتی ہے
مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہیں صاحب کے
ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملیں وہ راہ میں بانکے تو کہتا ہوں جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں
خدا کے واسطے پھر پھیر دیکھتے جاؤ

کوئی اُن سے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہو
تڑپتا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا شائق ہے تحت و فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی ہلجاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگاں کو
دکھاتے ہو ہمیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اک دن اُلٹ کر تم نے یہ منہ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اُس سے منہ آتش جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

ہے نرالی کشش عشق جفا کار کی راہ
چاہ کنعان میں ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

پیش تر سب سے کیا طالع بد نے بیدار
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ

تنگ دستی نے زمانہ میں یہ پایا ہے رواج
یوسف اس عہد میں تکتا ہے خریدار کی راہ

نہیں مجھ سا کوئی دنیا میں سکندر طالع
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین اُن کو جو سیجا عاشق
ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ

دیکھکر صورت احباب کو بھر جاتا ہے
کج ادائی سے ہے اُلٹی ترے رخسار کی راہ

زلف مشکین کے جو سودے مین ہے دل گھبراتا
پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے تاتار کی راہ

حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ

کھینچ ہی ہے تو لگا نہین تامل نہ کرو
کھوٹی ہوتی ہے میان آپ کی تلوار کی راہ

عید ہوگی رمضان جائیگا اے بادہ کشو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہے دو چار کی راہ

دیکھا ہے سبو کو جو دھر سے سر کے تلے ہاتھ
یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ

دامن کا خیال آتا ہے جب جیب دری مین
دیوانونکے ہو جاتے ہین ادبر کے تلے ہاتھ

دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب
دشمن کا بھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ

گرمی نہ تمھاری سہی ہوئی آتش گل سے
گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ

یاد آتا ہے وہ قد کشیدہ جو چمن مین
ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ

تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی
بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ

عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین وہ آنکھین
مژگان جو چھوئین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ

مستی مین طلب گار تو ساقی سے ہے مے کا
کاٹونگا مین کانپے کا جو ساغر کے تلے ہاتھ

صحرا کو چلا چاک گریبان کر آتش
لنگر مین نہ ہین پانون نہ پتھر کے تلے ہاتھ

اس قدر دل کو نکرا اے بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ

میل تزئین جو تری نرگس فتان کو ہوا
طور کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا
دل کافر سے ہے چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدۂ فردا ہے عجب کیا اس کا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجس
سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ

نہ ہوا شانہ گیسو نہ تو دستار کا گل
بخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ

نظر آیا ادھر آنکھوں سے ادھر غائب تھا
اسپ مشکین ہے ترا آہوئے چالاک سیاہ

کون سے باغ مین لاتی ہے مجھے شامت بخت
گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ

نگہ بد سے تجھے دیکھے تو اے عالم نور
کوئلے سے ہو سوا روئے ہوسناک سیاہ

کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا
خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ

جس بیابان مین لگی نالۂ آتش سے لون
کوسون تک ہوگئے جل کر خس و خاشاک سیاہ

سرخ مہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ
دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ

بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمین
بکتے ہین کوڑیون کے مول خریدار کے ہاتھ

نیم جان دل سے ہے طلب گار سلوک شمشیر
آبرو اپنی ہے اب ابر وئے خمدار کے ہاتھ

حق خدمت مین نہین کوئی کمی کی ہمنے
جانفشانی کا اب انصاف ہے سرکار کے ہاتھ

پاؤن کو اُنکے چھوا مین نے تو ہنسکر بولے
کاٹے جاتے ہین تو ایسے ہی گنہگار کے ہاتھ

نہین بیوجہ یہ ابرو سے اشارے اُن کے
عشقبازونکو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ

زر سا محبوب ستمگار نہین اُس کے لئے
بیچتے سر کو جوانمرد ہین سردار کے ہاتھ

روئے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ
قدر اُس شے کی نہین جو گئی دو چار کے ہاتھ

توڑ لے اے شجر حسن لبون کے عناب
ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ

کام جس کا ہے اُسی سے ہے تعلق رکھتا
پاؤن کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ

وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا
قتل کر ہاتھ پہ اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ

نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہے منظور نظر ہر آئینہ
نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ

جب نہ تب چڑھتا ہے اُس قاتل کے منہ پر آئینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اک دن مقرر آئینہ

چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپا ناقہر ہے
اُس خدا ناترس کو دکھلاؤن کیونکر آئینہ

چاند کے اوپر نہین پڑتی کسی صورت سے خاک / منھ تو دیکھین لیکے یوسف کے برادر آئینہ
دیکھکر حالِ زبون کو میرے حیران رہگیا / یار کے دل سے بھی تھا ہر چند بہتر آئینہ
ہو کے اُس شمشیرِ ابرو کے مقابل بچ چکا / ایسا کیا پہنے ہوئے ہے خود و بکتر آئینہ
آنکھ بھر کر ایک دن دیکھا نہ روئے صاف یار / مین وہ مفلس ہون نہین جس کو میسر آئینہ
موردِ نفرت کوئی مجھسا نہین حیران ہون / مجھسے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آئینہ
روبروئے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہے بند / کس طرح طوطی کو کرتا ہے سخنور آئینہ
اب زمین پر پانون بھی رکھکر نہین چلتا ہے یار / کر چکا آراستہ اُس کو مقرر آئینہ
یہ نہین بیوجہ اسے قمری اکڑنا سرو کا / آب جو اُس کو دکھاتی ہے مقرر آئینہ

ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خود پسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

معشوق نہین کوئی حسین تمسے زیادہ / مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ
کیا کہئے ترے عاشقِ بیتاب ہین کتنے / ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ
کملی مری پشمینہ سے رکھتی ہے مجھے گرم / سنجاب سے افزون ہے یہ قاقم سے زیادہ
سیلاب کا کام اشک کرین خانۂ تن مین / ان چشمون مین بھی جوش ہے قلزم سے زیادہ
ننگ ابلقِ ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر / ہے سخت مرا کاسۂ سر سُم سے زیادہ
اندھیر ہے دل پستے ہین سرمہ کیطرح سے / آنکھین نہ لڑا یا کرو مردم سے زیادہ
میخانۂ الفت مین نہین جائے تنک ظرف / کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ
منظور نظر ہے دلِ بلبل کا دکھانا / شوق اندنون اُس گل کو ہے گلدم سے زیادہ
صوفی جو سُنے نالۂ موزون کو ہمارے / حالت ہو مغنّی کے ترنم سے زیادہ
ٹھوکر ہے تری صاحبِ اعجاز مسیحا / نالہ تری خلخال کا ہے قُم سے زیادہ
آئینہ مین دیکھا ہے جو منھ چاند سا اپنا / خود گم ہے وہ بت عاشقِ خود گم سے زیادہ
فائق ہو غضب پر کرم اُس بت کا الٰہی / اجلس وہ دلآرام کہے قم سے زیادہ
دشمن ہین مرے خرد و کلان عشق مین آتش / موذی ہوئے ہین افعی و کژدم سے زیادہ

حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہے میرا
گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ

بجلی کو جلاوین گے وہ لب دانت دکھاکر
شغل آج کل اُن کو ہے تبسم سے زیادہ

کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

مرد آلودہ نہ ہون دنیائے بازیگر کیساتھ
کب وفاداری زنِ قحبہ نے کی شوہر کیساتھ

منزل مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ
گردرہ کی طرح لپٹے جاتے ہین رہبر کیساتھ

چل سکینگے کبک کیا اُس فتنۂ محشر کے ساتھ
کوہ شِن کاہ اُڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کیساتھ

حلقۂ دیوانگان ہے اُس پری پیکر کیساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کیساتھ

دیکھتا ہون حُسن کے عالم کو مین زیور کیساتھ
مجکو بھاتی ہے بناگوشِ صنم گوہر کیساتھ

میکش عاشق مزاج اے ساقی وہ ہون مین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کیساتھ

سبزہ خط کو دکھاکر تو نے مارا ہے جنھین
حشر اُن لوگونکا ہوگا خضر پیغمبر کیساتھ

پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اُڑ جائے بال و پر کیساتھ

جوہر اُس کے اِکدن اے سفاک اسیر کھولدے
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کیساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حُسنِ شباب
آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کیساتھ

اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کیساتھ

جسقدر نفرت ہے اُس سے مجھ توکل پیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارونکو محبت زر کیساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس گلرو کی ہے
دم نکلجاتا ہے سودائی کا اس نشتر کیساتھ

قدر دیوانہ کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیئے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حُسن کا شیدا نہو
صندل اس بت خانہ مین ملتا ہے درد سر کیساتھ

جب رلاتا ہے تصور تیرے دانتونکا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرونکو مین گوہر کیساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہے مِرا اُمر کیساتھ

اونچا ہو لاکھ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ
رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہین غوطے رہ گذر گلگشت یار مین
رہتا ہے سبز سبزے اشکون سے تیرا آبیار ہاتھ

دامن چھڑا کے جب سے گیا ہے وہ بیوفا
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

دو کو کمر مین دو تری گردن مین ڈالتا
دیتا جو اے صنم مجھے اللہ چار ہاتھ

دونگا سزا مین تار گریبان سے باندھکر
راز جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ

دیوانے منتظر ہین نسیم بہار کے
کپڑون کے پھاڑنے کے ہین امیدوار ہاتھ

رخسارۂ صنم سے الٹ کر نقاب کو
دکھلا رہی ہے قدرت پروردگار ہاتھ

چھپی شب وصال سحر تک کیا کئے
پائے حبیب کے رہے خدمتگزار ہاتھ

صید افگنی کا لطف دکھاتا ہے دام زلف
مضمون کو جانتے ہین ہم آیا شکار ہاتھ

چھلے چڑھا اور رکھتے ہین وہ پور پور مین
دکھلا رہے ہین ہمکو جواہر نگار ہاتھ

کہتا ہون دست قاتل بیرحم چوم کر
وقت عطائے رحمت پروردگار ہاتھ

نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہے بیحساب
خالی نکر سکین جسے ہشت دہ ہزار ہاتھ

کھجلائی پیٹھ اسکی تو بولا وہ گلبدن
ہو جائے خشک ہوکے تراپشت خار ہاتھ

کیفیت حیات ہے پیری مین میہمان
لبریز جام روح ہے تن رعشہ دار ہاتھ

زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو
گردن سے اور پانون سے ہے شرمسار ہاتھ

منہ ہی لگا کے قتل جو مجکو نہین کیا
غیرت کے مارے ملتا ہے حسرت سے یار ہاتھ

چاہے جو ہمنشینی کے حق کو ادا کرے
آتش ہو بار توڑ کے گلچین کا خار ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

خدا ایلو اگیا مجکو بتون کی بے نیازی سے
ملا بام حقیقت زینۂ عشق مجازی سے

رسائی مصر تک اس کی تو اسکی عرش تک حد ہے
مہ کنعان کو کیا نسبت ہے خورشید حجازی سے

طرحداری کریگی عاشقونکو جامہ سے باہر
گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے

برنگ سبزہ روندتا ہون رہ محبوب گلرو مین
یہ پامالی ہے بہتر دو جہان کی سرفرازی سے

صفائے قلب سے زیر نگین ہین بحر و بر دونون
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سائو نسے اے بت تیرے کوچہ کو ہموار رکھے
نہ کھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے

بُھلایا اسم اعظم کو فسونِ حُسنِ لُولی نے
فرشتون کی حقیقت کھل گئی عشق مجازی سے

پناہ اے پُر فریبو قہر سے اللہ کے مانگو
سزا دیتا ہے حاکم آدمی کو قلب سازی سے

ہزارون کشتیِ تن پار اُترے گھاٹ سے اُسکے
رہے دریائے خون جاری تری تیغ حجازی سے

تنِ مُحرور کا میرے پڑے اُس پر جو پرچھا نوان
یقین ہے موم شرما جائے آہن کی گدازی سے

رہی ہین بند اک کانِ ملاحت کے تصور مین
مزا لوٹا ہے آنکھون نے مری نظارہ بازی سے

شب آدینہ بھی آتا نہین گورِ غریبان پر
ہنوز آگہ نہین وہ شمعِ مسکین نوازی سے

کمیت خامہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش
قدم مین آ گئے تر کی سے رہا سرپٹ مین تازی سے

گیسوئے مشکین رُخ محبوب تک آنے لگے
چشمہ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کروایا پسینے نے نقاب گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

لیلے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب اُلٹ منھ سے نقاب
گرد شمعون کے بہت رہتے ہین پروانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
دیکھ لے طاؤس کا فر کو تو چلانے لگے

گاہ مسّی کی دھڑی ہے گہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے

نام جس نے عشق کا روئے کتابی کے لیا
اُس کو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے

آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مردے سے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھ کر اک بد دماغی سی ہوئی
یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آے وہ گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

صبر ہر چند ہو سینہ کیلیے سل بھاری
نہ سبک ہو نہ جو سمجھے اُسے غافل بھاری

بوسۂ خال کے سودے مین پڑا ہون بیزار
تو لیے مجھ سے ترازو مین تو ہو تل بھاری

بار ہستی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا
یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری

حامل جسم ہوئی روح ہی کا حوصلہ تھا
کوہ ناقہ ہو تو اٹھے یہ ہے یہ محمل بھاری

نہ پھر اور بدر اے دیدۂ معشوق طلب
دست ہمت کو ہے ابر کا یہ سائل بھاری

صورتین سدّرہ معنی ہین باز آ ان سے
پھیر کھا کھا کے نہ کر پاؤن سے منزل بھاری

اسکو بھی کوچۂ جلاد سے الفت مجکو
ہو گیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری

فوق مجنون سے رہی عشق و جنون مین مجکو
اُسکی زنجیرونسے ہون میری سلاسل بھاری

زور کر توڑ کے جان دل کو اُٹھا دنیا سے
یہ وہ بھی ہے نہین جس سے کوئی سل بھاری

نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان اے دل
نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری

خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری

شمع رو نے مرے الٹا سر مجلس جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہے مجھے منزل بھاری

بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے
زندگانی مین نہ ہو مردہ سے غافل بھاری

مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اٹھواتا ہے
گردن یار مین شاید ہے حمائل بھاری

ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار
ہو گیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش ان سے نہین نظارہ کا لیکا چھٹتا
میری آنکھون کو ہے شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو موزون ہے تو مضمون غم ہے
صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صف ماتم ہے

خاکساری سے جھکا ہے سر شوریدہ مرا
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہے

دل مین آتا ہے کہ اب پہنے گلے کو کاٹون
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
اپنے مجموعہ کا ہر اک ورق برہم ہے

کس نے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اُن کو
صفِ مژگان ہے تلے زلفِ سیہ برہم ہے

دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
نہ سمجھتے تھے ہم اُس کو کہ نمک بھی سم ہے

کیا کہون مین کمر یار ہے کیسی نازک
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہے

زندگانی سے جو تنگ آ کے ہے دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہے

کھینچ لاتا ہے جو جل جاتی ہے جذب دل کی
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جب تک دم ہے

زلف و رخ کو ہین حیا سے وہ چھپائے رکھتے
شانۂ و آئینہ ناواقف و نامحرم ہے

بام پر جب سے ہے اک رشک پری کو دیکھا
روح دیوانۂ سیرِ فلکِ اعظم ہے

وعدۂ شربتِ دیدار ہے بیمارون سے
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہے

دردمندانِ محبت کا ہے تو تسکین بخش
زخمِ فرقت کے لئے وصل ترا مرہم ہے

دلِ عاشق کو نگینہ کے عوض جڑوا دے
دست معشوق کو زیبا ہے تو یہ خاتم ہے

کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا
شوقِ گلزار مین آنسو نہین ہے شبنم ہے

عاشقون سے یہ اشارہ ہے تری مژگان کا
اس صفِ جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہے

وصلت حور کی حسرت نہ رہیگی آتش
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہے

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آ کے گردن مین
سُنا ہے جا ہے قریبِ رگِ گلو تیری

وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصہ مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

میری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتے بھی تجھے کہتے ہیں بشیر شاعر
یقین ہوا ملک الموت میں ہے خو تیری

یہ گردشِ فلکِ پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب شرم و حیاؤ حجاب کھووے گی
دکھائے گا ہمیں کیفیتیں سبو تیری

رہا نہ شبہ ہمیں اُس کے حلقہ ہونے سے
یہ عقدہ ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری

ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قاتل تک
حنا بھولائے گا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق میں اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ میں ہے اور جستجو تیری

جو ابر گریہ زنان ہے تو برق خندان زنان
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

یہ چاک جیب کے حق میں دعائے مجنون ہے
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حُسن
فقیر دیکھتے ہیں راہ کو بکو تیری

چمن میں صبح کو جا کر نہ مُنہ دکھانا تھا
برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری

زمانہ میں کوئی تجھسا نہیں ہے سیف زبان
رہے گی معرکہ میں **آتش** آبرو تیری

کوچۂ دلبر میں میں بُلبل چمن میں مست ہے
ہر کوئی یاں اپنے اپنے پیرہن میں مست ہے

نشۂ دولت سے منعم پیرہن میں مست ہے
مرد مفلس حالت رنج و محن میں مست ہے

دورِ گردون ہے خداوندا کہ یہ دور شراب
دیکھتا ہون جسکو میں اس انجمن میں مست ہے

آج تک دیکھا نہیں یاں آنکھوں نے روز خمار
کون مجسا گنبدِ چرخ کہن میں مست ہے

گردشِ چشم غزالان گردش ساغر ہے یاں
خوش رہیں اہل وطن دیوانہ بن میں مست ہے

ہے جو حیران صفائے رُخ حلب میں آئینہ
بوئے زلفِ یار سے آہوئے ختن میں مست ہے

غافل و ہشیار ہیں اُس چشم میگون کے خراب
زندہ زیر پیرہن مردہ کفن میں مست ہے

ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط
اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن میں مست ہے

وحشتِ مجنون و **آتش** میں ہے بس اتنا ہی فرق
کوئی بن میں مست ہے کوئی وطن میں مست ہے

شوق وصلت میں ہے شغل اشک افشانی مجھے
ہجر میں کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے

یاد مین آئینۂ رُخ کے ہے حیرانی مجھے
زلف کے سودے مین رہتی ہے پریشانی مجھے

فی الحقیقت تو ہے اے دلبر سزاوار سجود
کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے

تنگ کرتا ہے گریبان گھٹنے لگتا ہے گلا
موسم گل کی جو یاد آتی ہے عریانی مجھے

ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام رٹنے کیلیے
اک پری نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے

ایک حرف اُس کی عبارت کا پڑھا جاتا نہین
لکھدیا کس خط مین ہے یہ خط پیشانی مجھے

چشمہائے چشم مین گریہ سے ہے دریا کا جوش
غوطے کھلواتا ہے سیل اشک کا پانی مجھے

خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے
ایسی اے آنکھون دکھاؤ صبح نورانی مجھے

ذبح ہی کرتے گلے لگنے جو دیتی تھی نہ شرم
عید قربان تھی سمجھتے آپ قربانی مجھے

عشق میرا مہربان ہے حسن بندہ یار کا
آئینہ سا رُخ ملا ہے اُنکو حیرانی مجھے

بوسہ لیتا ہون دہان ناپدید یار کے
آشکارا ہو گیا ہے گنج پنہانی مجھے

گوشۂ گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین
یار کے کوچہ مین زیبا ہے غزلخوانی مجھے

ساقیان ماہ پیکر کیا کرتا ہون حکم
میکدہ مین عالم مستی ہے سلطانی مجھے

خشک رہتا ہے بہت شوق شہادت سے گلا
ہو سکے تو ہمدمو خنجر کا دو پانی مجھے

خاک مین ملوا رہا سودائے زلف یار ہے
مثل گرد راہ رہتی ہے پریشانی مجھے

اے خیال یار کرتا ہون ریاضت سے صفا
خانۂ دل مین ہے کرنی تیری مہمانی مجھے

حسن کے جلوہ سے اُس رخ کا اشارہ ہے یہی
کافری زلفو نکو زیبا ہے مسلمانی مجھے

شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مرجاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

عشق اُسکا جان کھوتا ہے برنا و پیر کی
اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
سیدھی ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی

صحرا سے لیچلا ہے ہمین شہر کیطرف
گم ہو گئی ہے عقل جنون سے مشیر کی

بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجئے
مولے مرے سوال ہے صورت فقیر کی

پیدا کرے گا یوسف گم گشتہ جذب عشق
تاثیر آمین بھی ہے دعائے امیر کی

غافل نہ مثلِ برق ہو شادی سے خندہ زن
باران غم سے ہے گِل آدم خمیر کی

زنجیر ہو گئیں ہیں بدن کو مری رگیں
کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی

دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہے دل
زنجیر میں ہماری صدا ہے فقیر کی

اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی

خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
رنگ اس میں ہے گلال کا بو ہے عبیر کی

دم بند اُسکا زمزموں نے میرے کر دیا
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صفیر کی

وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہِ حسن کا
سودے میں جس کے بکتی ہے گدڑی فقیر کی

دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی
اُس بادشاہ کو نہیں حاجت وزیر کی

چھیڑا ہے مینے جا کے برہمن کو دیر میں
لی ہے قسم بتوں سے خدائے کبیر کی

جس تودے میں شریک ہوئی اپنی خاک آہ
حسرت ہی رہ گئی لبِ معشوق تیر کی

جیسا کہ شادماں ہوں میں روزِ وصال میں
شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عیدِ غدیر کی

اُس طفل شوخ کا جو لیا ہے زبان نے نام
بو آتی ہے ہمارے دہن میں سے شیر کی

آ نکلے تھے کدھر سے کہاں یاں سے جائینگے
اوّل کی نہ کچھ خبر ہے نہ ہمکو اخیر کی

تیری زیادتی میں نہ ہوگی کبھی کمی
اے عشق خیر چاہیے حسنِ شریر کی

اُس ماہِ چاردہ کو ہے حاصل کمال حسن
رخ میں صفا ہے سینۂ روشن ضمیر کی

تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کروں
طفلی میں تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی

دیکھے اگر مرا دلِ سودا زدہ وہ زلف
ہر مو سے ہو بلند صدا دار و گیر کی

اپنی شرارتوں سے نہ باز آئے آسمان
کودک مزاجی مجکو خوش آتی ہے پیر کی

سودائے راہِ یار کا اللہ رے اثر
جادہ بنی جو ہم نے زمین پہ لکیر کی

اُس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہے نے سنا
آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی

کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے
کٹتی ہے کس طرح سے شب تار دیکھیے

بیمار عشق مرتے ہیں اس اشتیاق میں
پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے

رغبت کی آنکھ ڈالیئے ذرّون کی طرح سے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے

دل کو بغل مین مار کے لے تو چلین پیچ کے
کہتی ہے کیا نگاہِ خریدار دیکھیے

بے موت روز مرتے ہین عاشق خبر نہین
اے شاہِ حسن یہ چہ اخبار دیکھیے

جاتے ہین کوئے یار سے ہم ایسے ہوکے تنگ
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیے

آہستہ پانؤن رکھیے قیامت نہ کیجیے
ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہین بیدار دیکھیے

طاؤس و کبک کو ہے نکل چلنے کا خیال
چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیے

بلبل کی طرح عشق جو ہم کو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولتِ دیدار دیکھیے

جن جن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہے
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی ہمین کہتے ہین مہربان
حال اس کا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہے جنبشِ ابروئے یار کا
چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

دروازے مین سے چلیے سرائے حبیب مین
حسرت سے تاکجا پسِ دیوار دیکھیے

سودے مین ابروون کے ہون وہ ماہ ڈھونڈھتا
جس مین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

کون سے دل مین محبت نہین جانی تیری
جس کو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہین موہوم شعرا کے نزدیک
مو سے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری

جس کے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
دیکھی اے روح روان ہمنے روانی تیری

شیشۂ مے سے کوئی میری زبانی کہدے
خوش نہین آتی ہے یہ پنبہ دہانی تیری

کیا تری شان ہے قربان ہون اے عفو کریم
آس رکھتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری

عین احسان ہے مرے صفحۂ دل پر مجکو
ایک تصویر اگر کھینچ دے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہے زبان فکر حلال
نیند آتی ہے کسے سُنکے کہانی تیری

شک گل ہنسکے کسی روز تو دل کو خوش کر
خون رولاتی ہے ہمین غنچہ دہانی تیری

تازہ انداز و ادا مین ہے ترقی وہ چند
فتنہ طفلی بھی قیامت ہے جوانی تیری

کون سے غلّہ کا دانہ ہے تو اے دانہ خال
ہمنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری

گرم جوشی سے جلایا کرے کشف و خرمن
برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری

جان کی طرح سے رکھتا ہے عزیز اے گلرو
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

مصرع تیغ ہے ہر مصرع موزون آتش
دیکھ لی یار مری سیف زبانی تیری

مہندی سے تیرے ہاتھ کی گل ضرب دست کھائے
چوٹی سے کس کے فتح پیچ سے سنبل شکست کھائے

لبریز کر پیالہ کو ساقی اس ابر مین
افیون نہ تنگ ہو کے کوئی مے پرست کھائے

شیر و پلنگ و گرگ سے باہر نہین ہین
جو چاہے ران کھائے جو چاہے سو دست کھائے

دل کو برشتگی سے ہو حاصل شگفتگی
دھو کا کباب مرغ کا وہ چشم مست کھائے

ظالم کو سعی سے نہین بحر جہان مین نفع
ممکن نہین کباب جو مچھلی کا شست کھائے

پھر خوشے اترین پھر کھنچے انگور کی شراب
پھر شاخ تاک پیچ سر دار بست کھائے

طے کر چکون کہین مین نشیب و فراز دہر
تا چند ٹھوکرین یہ بلند اور پست کھائے

اس بند و بست جسم سے جان کو نجات ہو
چھوٹے پری طلسم عناصر شکست کھائے

دھو کا ندے مجھے تری شوخی کی چال کا
بل تو کمر نہ چیتے کی ہنگام جست کھائے

برخاست ہو ہماری جو چپ بیٹھتے ہین آپ
غم کون دیکھکر یہ ہماری نشست کھائے

جڑ سے اکھیڑ کر مین جلاؤن تمام تاک
میرے چمن مین دھوپ اگر دار بست کھائے

اس لالہ رو کے حسن کا جلسے ہوا ہے عشق
کھاتا ہون داغ یون مین گرک جیسے ست کھائے

کہنا یلے وہ بھولے نہ اے ساقی ازل
لغزش نہ پائے آتش مست الست کھائے

پیمبر مین نہین عاشق ہون جانی
رہے ہے مستیلی سے یہ لن ترانی

سلیمان ہم ہین اے محبوب جانی
سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی

کھلا سودے مین اُن زلفونکے مر کر
پریشان خواب تھی یہ زندگانی

یہ کیون آتا ہے اُن سے قد کشی کو
گڑی جاتی ہے سرو بوستانی

وہی دے گا کباب نرگسی بھی
جو دیتا ہے شراب ارغوانی

رنگا ہے عشق نے کس درد سر سے
ہمارا جامۂ تن زعفرانی

مسافر کی طرح رہ خانہ بردوش
نہین جائے اقامت دار فانی

ترے کوچہ کے مشتاقونکے آگے
جہنم ہے بہشت آسمانی

وہ میکش ہون دیا ہے قابلہ نے
جسے غسل شراب ارغوانی

یقین ہے دیدۂ باریک بین کو
کرے عینک طلب یہ ناتوانی

وہ خط ہے یادگارِ حسن رفتہ
وہ سبزہ ہے گلستان کی نشانی

نکلتی منہ سے قاصد کے نہین بات
مگر لایا ہے پیغام زبانی

یہ مشت خاک ہو مقبول درگاہ
صبا کی چاہتا ہون مہربانی

لئے ہین بوسۂ رخسارۂ صاف
پیا ہے ہمنے آئینہ کا پانی

سفیدی مو کی ہو کافور ہر چند
کوئی مٹتا ہے یہ داغ جوانی

نہ خوش ہو فربہی تن سے غافل
سبک کرتی ہے مردے کو گرانی

موئے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ
کفن سمجھے قبائے زندگانی

جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
کسی پردہ نشین کی لن ترانی

دور

وہ افسون ہے ہماری شعر خوانی
جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی

مبارک ابر کو دریا کا پانی
ہمین ورثہ دِ شراب ارغوانی

لہو سے اپنے لکھون گر خط شوق
قلم بھولے سیاہی کی روانی

دل عالم ہو عشق حسن سے داغ
رہے ہر فرد پر تیری نشانی

فراق یار کو دل نوش جان ہو
یہ یوسف گرگ کی ہے مہمانی

وہ ترک آیا لگا اے آتش گل
کباب طائران بوستانی

کرین گے یار کو عریان شب وصل
عیان ہو جائے گا راز نہانی

ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ
رہی مشتاق گوش اپنی کہانی

بہین گے مثل دریا دیدۂ تر
پئین گے ابر ان چشمون کا پانی

اڑا دے گی صبا مثل پر کاہ
سلامت ہے جو اپنی ناتوانی

ہماری قبر پر وہ شمع رو آئے
رہے روشن چراغ مہربانی

رلاتا ہے وصال یار کا شوق
فراق اپنا لہو کرتا ہے پانی

خدا کے حکم سے ہے قوت نطق
کلام اپنا ہے ہاتف کی زبانی

کہون ہرجائی تو بولے وہ کافر
نہین مومن کو لازم بدگمانی

بڑھی ایڑی سے چوٹی اس پری کی
زمین پکڑے بلائے آسمانی

نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
مگر کالے تلونکی ہے گرانی

نہین واقف ہم اس بت کی کمر سے
خدا کے واسطے ہے غیب دانی

رلاتی ہے مثال ابر پیری
دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مرا دیوان ہے اے آتش خزانہ
ہر اک بیت اس مین ہے گنج معانی

صدمہ ہے دوش پر سر و گردن کے بوجھ سے
ہر ایک بوجھ بھاری ہے سو من کے بوجھ سے

ہوش و خرد ہے باعث تکلیف آدمی
دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے

راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان
آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے

سار سفر کبھی نہ ہوا بار دوش یان
سمجھا مین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے

سختی بخت و عشق بتان دونون قہر ہین
کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے

رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین
واقف نہین مین شیخ و برہمن کے بوجھ سے

غماز اپنا ذکر نہ لا دے حضور دوست
گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے

عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون
خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے

آتش یہ سارے رنج ہین اس زندگی کے ساتھ
مردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو جو کچھ کہ چاہین لائین بن مین آبلے
پائے بوسی کرتے تھے وطن مین آبلے

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھین
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتا ہے گلچین میرے ساتھ
ڈھونڈھتے آئے ہین کانٹونکو چمن مین آبلے

کون سرگردان نہین ہے جستجوئے یار مین
پڑ گئے ہین پائے شیخ و برہمن مین آبلے

آدمی کی بے شعوری ہے طلب راحت کی یان
داغ ہین یہ خانۂ چرخ کہن مین آبلے

پانون کے چھالے تو نذر خار صحرا کر چلے
پھوڑئیے اب چلکے دل کے انجمن مین آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہون اپنے زخمون کے دہن مین آبلے

خار بھی میرے نصیبون کا بیابان مین نہین
کیا شریک حال ہووین گے کفن مین آبلے

اس قدر مجھ سے زمانہ کی ہوا ہے برخلاف
کیا عجب بوئے حنا ڈالے بدن مین آبلے

حالت بد کا نہین کوئی زمانہ مین شریک
جسم سان ممکن نہین ہین پیرہن مین آبلے

ایڑیان رگڑین نہ آتش پھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنون تھے نہ پائے کوہکن مین آبلے

رہ گیا چاک سے وحشت مین گریبان خالی
سیئیے خار سے ہم گوشۂ دامان خالی

ایک بوسہ دہن یار سے حاصل نہ ہوا
اپنی تقدیر کا تھا چشمۂ حیوان خالی

وقت فرصت کو غنیمت سمجھ آتا ہے تو آ
اے اجل عالم تنہائی ہے میدان خالی

کوچۂ یار مین مشتاق رُخ و قد آئے
ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی

دل عاشق سے اشارہ ہے یہ اُن ترکانکا
قلعہ کر لیتے ہین یہ دستۂ ترکان خالی

چشم پروانہ سے دیکھا تو ہوا یہ روشن
جا تری دل مین ہے اے شمع شبستان خالی

مرغ دل سینہ کو کھوئے ہین نشانے کیطرح
تیر چشم اُن کے کرین ترکش مژگان خالی

باغ عالم مین نہین کوئی کسی کی سنتا
نہ دماغ اپنا کر اے مرغ خوش الحان خالی

قید مذہب کی گرفتاری سے چھٹ جاتا ہے
ہو نہ دیوانہ تو ہے عقل سے انسان خالی

عہد پیری مین کہان اب وہ جوانی کے رفیق
صاف پہلوئے زبان کر گئے دندان خالی

تیری درگہ کے فقیرون کے لئے اے محبوب
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہین سلطان خالی

خال مشکین سے شکار اہل قلم کو کیجئے
گل چلے تیر سے کرتے ہین نیستان خالی

بت کافر نہین ہوتے جو ہم آغوش نہ ہون
بغل گور مین ہے جائے مسلمان خالی

ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگارون کو
رو دیا دیکھ کے جلاد نے زندان خالی

دل بیکینہ کدورت نہین رکھتا آتش
خس و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بند نقاب عارض دلدار توڑیے
باغ مراد عشق کی دیوار توڑیے

وہ درد دوست ہین جو خدا ہمکو زخم دے
سو بار ٹانکے کھائیے سو بار توڑیے

دیکھے ترا جو مصحف رو برہمن کہے
بت کو سلام کیجیے زنار توڑیے

بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
لازم ہے بال مرغ گرفتار توڑیے

مرغ ترانہ سنج ہون اس بوستان کا مین
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑیے

اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب
کیا بس ہے نہ خاطر بیمار توڑیے

فتراک صید زندہ ہے زلف سیاہ یار
ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑیے

گردن ہی اپنی دوش پہ اپنے وبال ہے
کیا چھین کر حریف کی تلوار توڑیے

عاشق کی بیقراری سے اے بت پناہ مانگ
ٹکرائیے جو سر کو تو کہسار توڑیے

بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجیے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے

انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے
شیشہ شراب کا بھی نہ زنہار توڑیے

یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھونکو اشتیاق
بند نقاب کو سر بازار توڑیے

سودائے دل نہ کیجیے گو لاکھ سر کا ہو
جب تک نہ خوب پائے خریدار توڑیے

نامرد آسمان سے گوارا ہے کسکو جنگ
آتش سپر کو چیریے تلوار توڑیے

حسرت جلوۂ دیدار لئے پھرتی ہے
پیش روزن پس دیوار لئے پھرتی ہے

اس مشقت سے اسے خاک نہ ہوگا حاصل
جان عبث جسم کی بیکار لئے پھرتی ہے

دیکھنے دیتی نہین اسکو مجھے بیہوشی
ساتھ کیا اپنے یہ دیوار لئے پھرتی ہے

کسی فاسق کے تو منھ کو نگرے گی کالا / کیون سیاہی یہ شب تار لیے پھرتی ہے

تو نکلتا نہین شمشیر بکف اے قاتل / موت میرے لیے تلوار لیے پھرتی ہے

مال مفلس مجھے سمجھا ہے جنون نے شاید / وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہے

کعبہ و دیر مین وہ خانہ برانداز کہان / گردش کافر و دیندار لیے پھرتی ہے

سنج لکھا ہے نصیبون مین مرے راحت سے / خواب مین بھی ہوس یار لیے پھرتی ہے

چال مین اس کی سراپا ہے کسی کی تقلید / کبک کو یار کی رفتار لیے پھرتی ہے

در یار آئے ٹھکانے لگے مٹی میری / دوش پر اپنے صبا بار لیے پھرتی ہے

ہنستے ہین دیکھ کے مجنون کو گل صحرائی / پا برہنہ طلب خار لیے پھرتی ہے

سایہ سا حسن کے ہمراہ ہے عشق بیباک / ساتھ یہ جنس خریدار لیے پھرتی ہے

کسی صورت سے نہین جان کو قرار اے آتش
طپش دل مجھے لاچار لیے پھرتی ہے

رفتگان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجئے / عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجئے

حالت غم کو نہ بھولا چاہیئے شادی مین بھی / خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجئے

عیب الفت روز ازل سے مری طینت مین ہے / داغ لالہ کے لیے کیا فکر مرہم کیجئے

اپنی راحت کے لیے کسکو گوارا ہے یہ رنج / گھر بنا کر گردن محراب کو خم کیجئے

عشق کہتا ہے مجھے رام اس بت وحشی کو کر / حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے رم کیجئے

رات صحبت گل سے دن کو ہم بغل خورشید سے / رشک اگر کیجئے تو رشک بخت شبنم کیجئے

دیدہ و دل کو دکھایا چاہیے دیدار یار / حسن کے عالم سے آئینون کو محرم کیجئے

شکل گل ہنس ہنس کے روز وصل کاٹے ہین بہت / ہجر کی شب صبح رو رو کر مثل شبنم کیجئے

تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا / ہجر مین کس نے کہا تھا وصل کا غم کیجئے

آپکی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت / بڑھ چلے ہین حد سے گیسو کچھ انھین کم کیجئے

اٹھ گئی ہین سامنے سے کیسی کیسی صورتین / روئیے کس کے لیے کس کس کا ماتم کیجئے

روز مردم شب کئے دیتا ہے سرمہ پوچھئے / خون ہوتے ہین بہت شوق حنا کم کیجئے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجئے یار کے
شانہ سے آتش مزاج زلف برہم کیجئے

اثر رکھتی ہے گلگونی کیفیت کا ہستی ہے
ابھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہے

دکھائی دیتے ہین ہندو وہی ہندو مجکو خالون سے
رخ محبوب ہے یا نا مسلمانون کی بستی ہے

پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
نظر مین کب کسی کے جنس چڑھتی ہے جو جنس سستی ہے

وہ دہقان غریب سر زمین عشقبازی ہون
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہے

فرومایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہین ہوتی
بھلا تیغ گلی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہے

غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع مین
کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہنستی ہے

نہین معلوم لذت کون سی رکھتا ہے زخم ایسی
نہایت روح آب تیغ کے خاطر ترستی ہے

غنیمت جان یار آوے لحد پر جان کھونے سے
مراد دل ملے کو نین تک دیکر تو سستی ہے

نہین رہتا مزاج سفلہ ہرگز ایک حالت پر
بلندی کا بگولے کی مآل کار پستی ہے

نہین منظور بعد از مرگ پتھر اُس کی چھاتی پر
برہمن اس لئے مصروف کار بت پرستی ہے

ستارہ اپنا گردش مین ہے آتش اس کی گردش سے
فلک کی تنگ چشمی سے ہماری تنگ دستی ہے

کام ہمت سے جوان مرد اگر لیتا ہے
سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے

ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انسان
زہر پیکر مزۂ شیر و شکر لیتا ہے

ہالہ مین ماہ کا ہوتا ہے جو کوروں کو یقین
کبھی انگڑائی جو وہ رشک قمر لیتا ہے

وہ زبون بخت شجر ہون مین کہ دہقان میرا
پیچھے بوتا ہے مجھے پہلے تبر لیتا ہے

منزل فقر و فنا جائے ادب ہے غافل
بادشاہ تخت سے یان اپنے اُتر لیتا ہے

گنج پنہان ہے تصرف مین بنی آدم کے
کان سے لعل یہ دریا سے گہر لیتا ہے

ضبط کرتا ہے جو نالہ کا شب فرقت مین
زخم پہلو مین نمک پیس کے دھر لیتا ہے

نظر آجاتا ہے لے گل جسے رخسار ترا
پھولنے دامن نظارہ وہ بھر لیتا ہے

رد پر خوف محبت مین جو رکھتا ہے قدم
گور مین گام نخستین کو وہ دھر لیتا ہے

پیش کش گل سے طلب کرتے ہین رنگین مضمون
سرو سے باج مرا مصرع تر لیتا ہے

عقل کر دیتی ہے انسان کی جہالت زائل
موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے

نگہ لطف کی حسرت سے ہمین وائے نصیب
کسطرح سرمہ گھرا دن آنکھونمین کر لیتا ہے

یاد رکھتا ہے عدم مین کوئی ساغر کش اسے
ہچکیان شیشۂ مے شام و سحر لیتا ہے

روح و قالب کی جدائی ہے جدائی تیری
دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے

ہجر مین وصل کا ملتا ہے مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہے

عزت نالہ و فریاد نہ کھوا ے آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہے

اللہ ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چند روزنے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
اک رنگ پر ہوا نہین رہتی ہے باغ کی

بخت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہے منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی

سو تاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی

اخگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہے گرمی اوجاغ کی

رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہے چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز
مہندی کی ٹٹی ہو گئی دیوار باغ کی

شاعر ہون بوئے سیب زنخدان مین سونگھتا
اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پتے پا نہ جائینگے
کھو دے گی فکر ہمکو تمھارے سراغ کی

جلتی ہے شوق آتش رخسار یار مین
ہے شمع سوختہ اسی چشم چراغ کی

پاتے نہین زمانہ مین آتش خوشی کا نام
عنقا ہے اپنے دور مین گردش ایاغ کی

حسن امرد کا بہت مائل دل بیباک ہے
گرد راہ نو سواران آخر اپنی خاک ہے

خط روئے یار حجت بہر حسن پاک ہے
جانتے ہین سب کہ کعبہ کی سیہ پوشاک ہے

سرخ شادی سے رخ ساغر کش بیباک ہے
زرد روئے محتسب ہے سبز شاخ تاک ہے

بالش کا رتبہ ہے بیس قد موزون سرو کو
گل کو تیرے روبرو حکم خس و خاشاک ہے

خنجر قاتل سے کار روح کا طالب ہون مین
روح مدت سے گرفتار طلسم خاک ہے

قلب ماہیت سے جائے نفرت پاکان نہو
جوش کھا کر مے ہوا انگور جب ناپاک ہے

مومن و کافر جگہ دیتے ہین آنکھون مین اسے
طور کا سرمہ کسی نقش قدم کی خاک ہے

جوش گریہ سے روان بہتا ہے دریا گرد پیش
اب پہونچتا ہے وہ مجھ تک جو کوئی تیراک ہے

بخت یاور نے دیا انگور سا فرزند اسے
خاندان کا فخر اپنے سلسلہ مین تاک ہے

دست وحشت پنجۂ مژگان اشک افشان ہے یہان
آستین میری گریبان کی طرح سے چاک ہے

کلفت ایام سے پردہ نہین کچھ حسن کو
خوبرویون کو مزیب ململی پوشاک ہے

وہ گریبان گیر ہے تیرا مین دامن گیر یار
عشق یان گستاخ ہے وان حسن گر بیباک ہے

بہرہ ور دیدار سے یہ وصل کی حسرت اسے
شاد ہین آنکھین ہماری دل اگر غمناک ہے

دور ساغر سے دگرگون رنگ ہو جاتا ہے یان
میکدہ مین لطف بھی گردش افلاک ہے

ڈھونڈھ لون گا چار دن قاتل اپنے واسطے
دیکھتا ہون آسمان کو کسقدر سفاک ہے

نارسائی طالع بد کی بیان کیا کیجئے
پاؤن شل ہو جائین قاصد کے اگر چالاک ہے

کون سے صیاد نے صید افگنی کی اختیار
حلقۂ گوش غزالان حلقۂ فتراک ہے

مرد سے بہتر ہے نام مرد ہیچ ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش منوھاک ہے

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہے
نقاب الٹتا ہے دیدار عام ہوتا ہے

وہ صبح عید جو بالائے بام ہوتا ہے
مہ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہے

بلائے بزم جہان ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے

اٹھاؤن کس لئے احسان یار گردن پر
مرا تو اس کے تغافل سے کام ہوتا ہے

خدا کی یاد جوانی مین غافلو کر لو
وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے

الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اُسکا
یہ دل تو شرطِ وفا پر غلام ہوتا ہے

کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل مین کرنے دے
نگین سے دیکھنے پر عکس نام ہوتا ہے

فرشتے سنتے ہین آوازِ دورباش کا شور
کبھی ہمارا جو وان اہتمام ہوتا ہے

زیارت اُن کی جو کرتے ہین مومنین آگے
زبان حور مین اُن سے کلام ہوتا ہے

ہزار لال ہوئے اخگرون سے داغِ جنون
ہنوز پختہ ہے سودائے خام ہوتا ہے

کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی ہے آتا
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

پھنسا جو زلف مین اُس گل کے مُرغِ دل بولا
نہ تھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے

ہمارے حلقہ مین کرتا ہے شیشہ دل خالی
ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہے

کمندِ شوق ہو درگاہِ عشق کی رہبر
یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہے

وہ کون ہے جو نہین اُن کو دیکھنے آتا
نظارہ بازون سے ایک اژدہام ہوتا ہے

ملازمون مین ہین سلطانِ عشق کے ہم بھی
کبھی ہمارا بھی آتش سلام ہوتا ہے

جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
بلائے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی

قدم پڑے جو ترا اُس پہ اے گلِ رعنا
زمین شور کی ہو قابلِ چمن مٹی

خدا کے واسطے اے آسمان حوالہ کر
دھرے دھرے نہ کہین ہو مرا کفن مٹی

یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سُننا
کرے گا اینٹ کا گھر اپنا کوہکن مٹی

جلا رقیب سیہ رو حسد سے مین سمجھا
ہوئی ہے گبر کے مردے کی شعلہ زن مٹی

ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
نہین سمجھتے کہ ہے زیرِ پیرہن مٹی

زمانہ مین کوئی غربت زدہ نہین ہم سا
اُڑی نہ اپنی کبھی جانب وطن مٹی

قبول خاطرِ مردم ہو توتیا کی طرح
عزیز تیری کرین شیخ و برہمن مٹی

ہوائے تند سے رہتا ہے ہم بربادی
تپِ درون نے کیا ہے زبس بدن مٹی

نہ ہوئے قالبِ خاکی غبارِ خاطرِ روح
قبول سینہ کے اوپر ہزار من مٹی

نظارہ باز یہ در یہ وہ کون ہے اِسکا
دکھاتی ہے کسے چشم و لب دہن مٹی

زمین سے ہوویگا اک آسمانِ نو پیدا
کسی کا یار بُرے وقت مین نہین کوئی
گڑے ہین اسمین صباحت کے سیکڑون کشتے
مآل کار کا اپنے نہین خیال آتا

بس از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی
نہ دیکھا روح کو ہوتے شریک تن مٹی
عجب نہین ہی جو دے بوئے یاسمن مٹی
ملا یا کرتے ہین مٹی مین گورکن مٹی

کسی نے اُف بھی نہ کی شمع جل کے خاک ہوئی
نہ ہووے گی مگر آتش تپا تمہن مٹی

آبلون سے خار صحرا ابھی نہین سر پہ کھینچیے | بید کے پتے بھی مجنون پر ہین خنجر کھینچیے
کیمیا گر روغنِ گُل گرد اکسیر سے کھینچیے | ہم تری زلفون کو دھو کر عطرِ عنبر کھینچیے
ناتوانی کا بُرا ہو گر اٹھ سکتا نہ کھینچیے | آزمانے کو تو نالے ہم مقرر کھینچیے
ٹھوکرین کھائین ہین جو ہمنے بتونکے عشق مین | آب ہو جاتے جو یہ آزار پتھر کھینچیے
شاعرون نے تیرے قد سے دی ہے جو تشبیہ یار | قمریون کو سرو مین سولی کے اوپر کھینچیے
دیکھکر وہ خالِ رُخ ملتے ہین روغن ساز ہاتھ | ان تلون کا تیل کھنچتا تو مقرر کھینچیے
فکر معنی خیز صفحہ کو بناتی صیدگاہ | دام ہو کر مرغ مضمون تار مسطر کھینچیے
رعشۂ پیری ہے وہ جوشِ جوانی کا عوض | اپنی بدمستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچیے
بوالہوس عاشق کہے جیتے جی نہین شایانِ قتل | دوست ہیئے میرے تو دشمن پر نہ خنجر کھینچیے
جنبش مژگان سے چل جاتے ہین آرے جان پر | دل شکنجے مین ہین گیسوئے معنبر کھینچیے
یاد کرتے ہین تجھے تنہائی مین اے نازنین | معتکف رہتے ہین ہم چلے ہین اکثر کھینچیے
ہجر کی شب مین ہے روزِ وصل کا آنکھون کو شوق | دسترس ہوتا تو ہم دامانِ محشر کھینچیے
جب سے دیکھا ہے تجھے آنکھون نے اے بالابلند | قد کے سودے مین ہین تصویر صنوبر کھینچیے
زندگی مین سیر جنت کا جو ہوتا دل کو شوق | ہم تجھے اپنی طرف اے حور پیکر کھینچیے
مین اُڑا دیتا ہون آنکھو دیکھے اک اک خطِ شوق | دام مین صیاد ہین جو جو کبوتر کھینچیے
تیری صورت آئینہ کرتا جو اُس محبوب سے | فخر سے مردہ ترا ہم اے سکندر کھینچیے
دشمنی حُسن کرتے آتش اپنی گور پر | شمع رویون کو شب آدینہ مر کر کھینچیے

بے رخِ یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کام ہی ہو گیا امیدِ شفا میں آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

کیا مزا کالبدِ خاک میں لے روح ملا
یا نکلتی ہی نہیں یا تو وہ بیزاری تھی

یاں مرے پاؤں میں زنجیر تھی واں گردن میں
یار سے مینے بدی شرطِ وفاداری تھی

نہ ہوا میں تو ہے قسمت کا قصور اے قاتل
ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی

نالہ کرنے سے نہ کم ظرف کہو جلادو
ضبط فریاد بس اب آگے دل آزاری تھی

وائے قسمت کبھی پہونچے بھی جو ہم کم طالع
پہلے سے میدنی کے پھرنے کی تیاری تھی

بوسۂ لعل لبِ یار کی حسرت ہی رہی
مردِ مفلس کو جواہر کی خریداری تھی

طور جس برقِ تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتش کدۂ حسن کی چنگاری تھی

گاہ روتا کبھی ہنستا تھا نصیبوں پر میں
خوابِ بد میرے لئے حالت بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوں تنگ اے آتش
مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی

روز ہجراں شبِ تاریک جدائی ہوتی
مرضِ عشق و طبیعت سے لڑائی ہوتی

قدِ موزوں رخِ رنگیں جو دکھاتا تو انھیں
سرو قمری گل و بلبل میں جدائی ہوتی

دستِ محبوب کا مرجان نے دیا تھا دھوکا
پنجہ جیسا تھا جو ویسی ہی کلائی ہوتی

چھین کر دل کو لیا خوب کیا اے شہِ حسن
مانگ کر ہم سے جو لیتا تو گدائی ہوتی

دولت اللہ سے کرتے جو طلب دیوانے
نقرئی طوق تو زنجیر طلائی ہوتی

بزمِ رنگین میں تری سبز قدم رہنے دیا ہیں
گھاس اکھڑتی جو چمن سے تو صفائی ہوتی

ذاتِ باری کو لیا ظلم بتاں نے ثابت
عدل کرتے یہ اگر ان کی خدائی ہوتی

چھوٹتے بندِ محبت سے گرفتار اگر
طوق سے گردنِ قمری کی رہائی ہوتی

عیش ہوتا کچھ اگر غم کدۂ دنیا میں
روح قالب میں خوشی سے نہ سمائی ہوتی

گھر گرایا جو مرا سیلِ حوادث نے تو کیا
چار دیوار عناصر کی گرائی ہوتی

توڑتے آبلے دیوانہ دست رنگین
خار پہ تہمت انگشت حنائی ہوتی

غیر گھورے نگہ بد سے تجھے حیف ہے یار
آنکھ ہم سے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

اُن غدارون کی جو باتی یہ صباحت آتش
یاسمین باغ مین پھولے نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہوگئے
زخم خندان غیرت گلہائے خندان ہوگئے

آرزوئے دل رہی ناآشنائے گوش یار
حرف مطلب اپنے منھ تک آکے دندان ہوگئے

حسن وہ شے ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر
چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہوگئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجئے
کیسے کیسے خانہ آباد ویران ہوگئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا کئے زندان عشق
شیعہ سنی ہوگئے ہندو مسلمان ہوگئے

عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے ہوکے مژگان ہوگئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ مین ہوا
سیکڑون مجموعہ صحبت پریشان ہوگئے

آہ بر لب داغ بر دل بسکہ عبرت نے کیا
شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہوگئے

موسم گل کر دیا اُن کی قبائے سرخ نے
چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہوگئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملے گا وقت قتل
ابرو قاتل بھی جو دو تیغ عریان ہوگئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگان
یوسف اپنی آنکھ مین داغ عزیزان ہوگئے

جو چلن چاہین چلین آتش بتان بیوفا
حسن جب پیدا ہو سب عیب پنہان ہوگئے

کوئے جانان چمن سے بہتر ہے
اُس کا لُکا [?] ہرن سے بہتر ہے

گل قبا پر ہو جامہ سے باہر
کب ترے پیرہن سے بہتر ہے

گور مین بھاگ اہل دنیا سے
خلوت اس انجمن سے بہتر ہے

چمن دہر کا ہے ہر گل خوب
نسترن یاسمن سے بہتر ہے

ہنسنے والا نہین ہے روتے پر
ہمکو غربت وطن سے بہتر ہے

ترک دنیا سمجھ جوان مردی
نفرت اس پیرزن سے بہتر ہے

بازو اُس کا مکان شکم اُس کا
دھکدکی پوزتن سے بہتر ہے

نہین کھلتا کسی طرح سے پھر
عیب پوشی کفن سے بہتر ہے

سیب ہے یہ تو پھر بھی ہے وہ
غبغب اے دل ذقن سے بہتر ہے

مانگئے کیا خدا سے چشمۂ خضر
کیا صنم کے دہن سے بہتر ہے

دشمن جان اجل کو جان آتش
دوستی گورکن سے بہتر ہے

کون سی شب ہے جو رو رو کے نہین کٹتی ہے
شام ہوتی ہے اُدھر چھاتی ادھر پھٹتی ہے

صورت شمع ہون ہر چند فروغ محفل
بات کرنے نہین پاتا کہ زبان کٹتی ہے

دردِ دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہون مین
آسمان چرخ مین آتا ہے زمین پھٹتی ہے

کس کی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون
میری پرچھائین سے دیوار پرے ہٹتی ہے

لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچہ مین
کیا تماشہ ہے کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہے

بینیٔ یار سے دعویٰ ہے گل زنبق کو
بے حیائی سے مگر ناک نہین کٹتی ہے

حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہے آگاہ
آرسی سامنے سے اسکے نہین ہٹتی ہے

بوسہ کا اُس لبِ شیرین کے زبان نام نہ لے
جان جاتی ہے مٹھائی نہین کچھ بٹتی ہے

عشق محبوب مین غم ہے کسے مرجانے کا
جان جاتی نہین عاشق کی بلا کٹتی ہے

طلب آرام کی بیجا ہے گرفتاری مین
کب بھلا خانہ زنجیر مین چھت پٹتی ہے

شب ہجران کی درازی کا گلا کیا کیجئے
خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہے

گوش وہ ہے جو سُنا کرتا ہے افسانۂ حسن
وہ زبان ہے جو صنم نام ترا رٹتی ہے

سائل دولت دنیا ہو نہین اے آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہے

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لے گئے
خال مشکین دلبری مین گوئے سبقت لے گئے

خاک چھانی ہم سبکروحون نے مثل گرد باد
وادیٔ پرخار سے تلوے سلامت لے گئے

زہر کھا کر اک شکر لب پہ موا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لے گئے

عالمِ اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشارِ قبر کی طاقت نہ تھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو کوتے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجکو فرشتے سوئے جنت لیگئے

باغ عالم مین ہے نافہمو نکو بےبرگی کا غم
سبز پتے اِس چمن سے زرد صورت لیگئے

کوئی مومن ہو نہ گل ور گلِ الٰہی بعد مرگ
وائے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

گردشِ چشمِ غزالان نے ستایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

مصحفِ رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین
سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر تربت سا ز آتش سنگ تربت لیگئے

ہے یہ اُمید قوی زلف رسائے یار سے
گنج چھینے مہرہ اُگلائے دہان مار سے

سامنا جب اُس مسیحا کا ہوا بیمار سے
بھر دیے آنکھونکے کاسے شربت دیدار سے

نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے
بدّھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے

ظلم ہے ایذا ہو جو کچھ عاشق کو زلف یار سے
یہ بلائے بد زیادہ ہے شب بیمار سے

چاہیے لیکر جوابِ نامہ قاصد ہو پھرا
بالِ ہدہد کی ہوا آتی ہے کوئے یار سے

بعدِ مردن بھی رہیگا دل کو شوق قصرِ یار
سایہ بنکر روح لپٹے گی مری دیوار سے

عاشقونکے دل کو بیسیا کرتی ہے مشق خرام
رہتی ہے پا زیب نالان یار کی رفتار سے

وجدِ اہلِ حال سے یہ منکشف ہمکو ہوا
پردے کی آواز سُن لیتے ہین موسیقار سے

پادشاہِ حسن نے خلعت دیا ہے عشق کا
یہ علاقہ ہے ہمارے نام پر سرکار سے

مشتریِ حُسن مجھسا دوسرا عاشق نہین
بوئے یوسف آتی ہے گھر مین مرے بازار سے

کر دیا ہے عشقِ زلفِ یار نے خوش ذائقہ
شہد کا ہمکو مزا ملتا ہے زہر مار سے

جان سویدین تمھارے خالِ رُخ کے جائیگی
رکھتی ہے پرہیز یہ جب شفا بیمار سے

دامن نظارہ لبریز جواہر کیجئے
ہنسکے کھلا دیجئے دندان درِ شہوار سے

شب کی شب مین ہوگئی اس مرتبہ دل بستگی
صبح کو روتی ہوئی شبنم گئی گلزار سے

دم فنا ہوتے ہین دیکھے سے تمھارا بانکپن
قتل کرتی ہے یہ شملہ کی لٹک دستار سے

غیر سے احوال یہ سہی یار کرتا ہے مری
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبانِ خار سے

دل کو داغِ عشق حسن آیا زمانہ مین پسند
یہ شگوفہ لیچلے آکر ہم اس گلزار سے

بے سبب مشق خرام ناز صاحب کی نہین
کبک کو سیدھا کرو گے پائے کج رفتار سے

حسن سے ساقی کے حاصل ہوگی کیفیات عشق
مست ہوکر جائینگے ہم خانۂ خمار سے

آرزومندِ شہادت ہون ارادہ ہے یہی
بھیک مانگون زخم اے قاتل تری تلوار سے

کی ہے جن آنکھون نے بلبل کی نگہ سے سیر باغ
ہمسے یہ جانا کہ نابینا گئین گلزار سے

لوٹ لینے کا ارادہ مردمِ دیدہ کا ہے
سامنا تو ہو نگہ کا دولتِ دیدار سے

حشر کی گرمی مین تو یاد آئیگا اے قصر یار
دھوپ بچ جاتی ہے تیرے سایۂ دیوار سے

خار خارِ دل سے جاتی ہے ہماری جان یار
دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گل رخسار سے

آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا
پھانسی دلواتا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتش فراقِ یار مین
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدۂ بیدار سے

کوچہ یار مین چلیئے تو غزلخوان چلیئے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیئے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لئے گھر مین مرے مہمان چلیئے

پاؤن مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیئے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیئے،

شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیئے،

دم فنا کیجئے اپنا نفس سرو کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گورِ غریبان چلیئے

کافرِ عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین،
کس سے کہتا ہے وہ غارتگرِ ایمان چلیئے

ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
ھتہ رہتا ہے یہی پالون کو یان دان چلیئے

رہا جوش جنون سا ہے بہار گل مین،
طوق و زنجیر پہن لیجئے زندان چلیئے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیئے

برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدھی
موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی

زمین پہ پاؤن رکھکر آسمان پہ ناز کرتا ہے
مگر ٹھوکر سے یہ چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی

سر مغرور کو جمعیت دنیا جھکاتی ہے
نہین دیکھی چمن مین ہمنے شاخ باروَر سیدھی

نہ پستی و بلندی ہے نہ ایسے پیچ کے رستے
عدم کی راہ سب راہون سے ہے اے بیخبر سیدھی

نہین زور آوری مین بازوے قاتل کی شک ہرگز
کرے گی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار اگر سیدھی

پس از مردن بھی حسرت باقی رہتی ہے جوانی کی
لحد مین کرتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی

اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو
ادھر ٹیڑھی ہوئی شانہ نے کی وہ زلف ادھر سیدھی

کریگی صاف ہین اُن ابروؤن کی گرمی صہبا
کمان رستم کی گر گئی جب بھٹی وہ ہوگی آگ پر سیدھی

محبت ہے ہمیشہ کالمون کو راستبازون سے
کمر مین رکھتے ہین تلوار ارادت بیشتر سیدھی

غریب آزار کا انجام کار اچھا نہین ہوتا
بس اب اے آہ چرخ پیر پر بھی نہ کر سیدھی

جو منھ مین یار کی آتا ہے بک جاتا ہے اے آتش
نہ اُلٹی ہی سمجھتا ہے نہ وہ نہ رشک قمر سیدھی

کوچہ تیرا اقلیدس باغ اے یار بے تاویل ہے
چشم اشک آلود عاشق اُس مین موتی جھیل ہے

آفت جان سامنا اُس کا ہے انسان کیلئے
خوبصورت جس کو کہتے ہین وہ عزرائیل ہے

یعنی توریت موسائی سمجھتے ہین سب تجھے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے

بلبل و قمری ہین نالان راہ کوئے یار مین
گل جو ہے سنگ غلتان ہے سرو جو ہے میل ہے

گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
ماہ تابان کون سے دروازے کی قندیل ہے

جلوۂ قربانیان عشق کسدن وان نہین
روز اُس یوسف کی کو مین عید اسمٰعیل ہے

کیا سمجھ کر بلبلون کو حسن سے اُس کے ہے عشق
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے

عشقبازی مین ہین فرہاد و مجنون سے ہم فوق
لیلی و شیرین سے تمکو حسن مین تفضیل ہے

بے سر و پائی نے پایا ہے یہ عالم مین رواج
پا جو ہے بے کفش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے

بادشاہِ وقت اُس کے شیفتہ ہین اے صنم
گیسوؤن کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہے

شعر الہامی یہ ہو بجاتی ہے وہ لاتا تھا وحی
فکرِ عالی منزلت بھی ہمرہِ جبریل ہے

راہ پر لاتے ہین جب گمرہ ہوا ہے آسمان
بیشتر ہمنے بنایا ہے جو بگڑا نیل ہے

جو کہ دیوانہ ہے حاضر ہووے بازیگاہ مین
لڑکون کو چھٹی ہے روزِ جمعہ ہی تعطیل ہے

عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین لذت سرشت
نوش کیجے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے

منتظر ہے چشم روزِ وعدۂ دیدار کی
گوش مشتاقِ صدائے صور اسرافیل ہے

بستۂ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہے تو
شیر کے مانند آتش تجھ مین زورِ فیل ہے

کیف مے نے سُرخ وہ رُخ کر دیا عناب سے
آتش گل کس مزے کیساتھ بھڑکی آب سے

تیرے سودے مین کھلونا بن گیا ہے اے پری
کھیلنے آتے ہین طفل اپنے دلِ بیتاب سے

باغ عالم مین ہو تسکین خاک مجھ بیمار کو
اک زنخدان سیب سا دو لب نہین عناب سے

سامنا ہوتا ہے تیرے جو اے آرام جان
مردم دیدہ چُرا لیتے ہین آنکھین خواب سے

دیکھتے ہین زور اپنے ہاتھ کا وہ آج کل
خون عاشق ملکے پنجہ کرتے ہین قصاب سے

تم اندھیری رات مین الٹو جو چہرے سے نقاب
روئے رشک مہر ذرون کو جگا دے خواب سے

رعشۂ پیری بھاتن کو گریۂ طفلی سے پھر
زلزلہ سے ڈھے گیا بچ کر یہ گھر سیلاب سے

چاہتا ہون یار کو پیش نظر آٹھون پہر
مانگتا ہون رات پروانے سے دن سرخاب سے

کیمیا گر دیکھکر کہتے ہین خط سبز یار
کشتہ اس بوٹی سے ہونگے سیکڑون سیماب سے

حلقے اُن آنکھون کے ہین یون ابروؤن سے خوشنما
خوبصورت جیسے ہو جاتا ہے در محراب سے

جسم خاکی ہو گیا داخل گڑھے مین گور کے
کھنچ گئی آخر یہ کشتی جذبۂ گرداب سے

حسن اگر چلنے لگے عاشق نوازی کا چلن
کبک مردہ کا کفن ہو چادر مہتاب سے

جان بچتی عشق بازی مین نظر آتی نہین
دوستی رکھتا ہے دل اک دشمن احباب سے

بوسہ دینے کا نہین ہرگز زنخدان کا دھنخا
تشنہ لب محروم پھرتا ہے چہ بے آب سے

یار کے رخسارِ روشن پر ہے افشان کا عجب
کیونکر انجم پیش آئے مہر عالمتاب سے

دل نے اے آتش کیا داغ محبت کو پسند
ساتھ جائے گی یہ شے اس عالم اسباب سے

گل سے افزوں مری آنکھوں میں ہیں پہلو کانٹے
پھول رکھتا ہے تری بو تو تری خو کانٹے

شیفتہ سبزۂ خط کا نہ ہو اے دل ہرگز
بے شعور اپنے لیے آپ نہ بو تو کانٹے

ہمنشیں دل نہیں اک آبلہ سا پکتا ہے
جی میں آتا ہے بھر دوں نہ جگر کے پہلو کانٹے

نہ تو بلبل نظر آتا ہے چمن میں نہ تو گل
اک طرف برگ خزاں ڈھیر ہیں یکسو کانٹے

کام اک آبلہ کا اُن سے نہیں ہوتا ہے
نہیں معلوم ہیں کس درد کی دارو کانٹے

بدسرشتوں کو نہ نیکوں کا اثر ہو ہرگز
صحبت گل سے نہ ہو دیں کبھی خوشبو کانٹے

گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہے
پاؤں سے میرے تہی کرتے ہیں پہلو کانٹے

زاہد خشک کے ایمان کا یقیں ہو کیونکر
نہ مسلمان ہیں ثابت نہ تو ہندو کانٹے

باخراشی ہے مری کوہکنی سے افزوں
پہلے پیدا تو کریں قوت بازو کانٹے

باغ عالم میں جو راحت ہے تو پھر رنج بھی ہے
تا کمر گل ہیں تو یاں تا سر زانو کانٹے

ایک دن دعوت جمازۂ لیلی ہوگی
اس لیے بیچ میں مجنوں نے ہیں ہر سو کانٹے

دیکھتے ہی انہیں تلوے مرے کھجلاتے ہیں
اے جنوں جانتے ہیں کیا کوئی جادو کانٹے

خار خار غم اُلفت کا اثر کیا کہیے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے

کیا سمجھ کر انہیں خوش چشموں سے نسبت دیجے
پھول یہ سونگھتے ہیں کھاتے ہیں آہو کانٹے

جو نہ دے رنج کسی کو اسے ہوتا نہیں رنج
پاؤں پر میرے نہیں پائے کے قابو کانٹے

یار و اغیار کو دوستی ہے مجھ سے آتش
گل ہی یاں سامنے آتا ہے نہ بر رو کانٹے

وہم سا اک اے بت مغرور پیراہن میں ہے
نام کو میرا تن رنجور پیراہن میں ہے

شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن میں ہے
داغ سینہ یاں چراغ طور پیراہن میں ہے

جسم کے جامہ کو بھی دیکھا تو ہے زنداں تنگ
سخت دیوانہ ہے جو مستور پیراہن میں ہے

موج عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر یار کے
ناف ہے یا چشمۂ کافور پیراہن میں ہے

اینٹھ سی لگتی ہے ٹھنڈی سانس بھر بار میں
روح قالب میں نہیں زنبور پیراہن میں ہے

عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ایک دن
بوئے آب سدر و کافور پیراہن میں ہے

یار کی تصویر کھنچواؤں تو کہتا ہے وہ شوخ
قالب بیجان کسے منظور پیراہن میں ہے

بچار دیوار چمن ہے یاں لباس خستہ تن
داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن میں ہے

شبہ ہو جاتا ہے مجھکو شمع کا فانوس میں
نور کا عالم ترا اے حور پیراہن میں ہے

ناتوانی سے ہے یکساں ظاہر و باطن مرا
تار پیراہن تن رنجور پیراہن میں ہے

عالم بیرنگ ہے دنیا طبائع مختلف
تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن میں ہے

مصرع رقت کو پڑھیے کپڑے آتش پھاڑیے
ہے قبا میں عقرب اور زنبور پیراہن میں ہے

پیری میں آئے وہ رخ روشن نظر مجھے
دکھلائے آفتاب کی صورت سحر مجھے

خال رخ صبیح ہے مد نظر مجھے
یوسف سے بھی عزیز ہے تل کی بسر مجھے

اے نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی
دکھلا رہے ہیں اپنے شگوفے شجر مجھے

جاتا ہوں اڑ کے شہر سے صحرا بہار میں
جوش جنون پری کے لگاتا ہے پر مجھے

بیٹے قصر یار میں گئے آیا نہیں قرار
دیوار پھاندی بند ملا ہے جو در مجھے

گم ہوں خیال میں دہن ناپدید کے
رکھتی ہے پیچ و تاب میں نازک کمر مجھے

قاصد کی طرح قتل جو کرتے تو عید تھی
ہوتا تھا خط شوق کا خود نامہ بر مجھے

کانوں نے میرے یار مرے ہوش اڑا دیئے
تیری خبر سنا کے کیا بے خبر مجھے

رسوا جکوا سے ہوں سوا اسکے عشق میں
پہچانتا ہے خوب وہ رشک قمر مجھے

لب بند ہو گئے لب شیریں کے عیش میں
میرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس مست کا خیال ہے حیران بارہا
عینک کی طرح رکھتے ہیں پیش نظر مجھے

پیری میں جب سکی جو بندوٹی تو آئی یاد
دانتوں سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے

برسوں سے میں خراب ہوں تکتی اٹھا دیا
رکھتا ہے شوق کعبہ میاں سفر مجھے

سودے میں تیغ ابروئے خمدار یار کے
گردن وبال ہو گئی ہے بوجھ سر مجھے

دونون جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے
دنیا و آخرت سے کیا بے خبر مجھے

واماندگی سے میری نہ نالان ہوا ہے جرس
منزل مین سب سے دیکھیو تو پیشتر مجھے

معشوق تھے غرور سزاوار تھا تمھین
شکوہ نہین ہے تم نے نہ پوچھا اگر مجھے

حلقون سے زلف یار کے گھبرا رہا ہون مین
پھانسی نہ دین کہین یہی رہتا ہے ڈر مجھے

ملتا نہین ہے دل سے بھی میرے مرا مزاج
صحبت کا تیری یار ہوا ہے اثر مجھے

طالب نہین ہے دولت دنیا کا دل مرا
اُس سیم تن کا وصل ہے تحصیل زر مجھے

جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیستا
ڈوبون گا مین ڈبوئے گا آب گہر مجھے

شمشیر خارجی نہین ہے تیغ کی کارگر
حب علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین مبدل ہے
چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہے

شب تاریک مرقد دیکھتے ہی یار کو دیکھے
دم آخر ہمارا عاشقی کا روز اول ہے

ہزارون حسرتون کے روز و شب ہوتی ہین خون یاسمین
نہین معلوم دل ہے یا مرے پہلو مین مقتل ہے

بدن سے یار کے نرمی مین کچھ نسبت نہین اسکو
جو مخمل وہ شکم تا ناف ہے تو ٹاٹ مخمل ہے

قدم رکھے تو رنگِ گل درِ گل رقیب روسیہ ہووے
گلی مین یار کی ایسی مرے اشکون سے دلدل ہے

سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہون
دوئی جس دل مین ہے وہ دل نہین ہے چشم احول ہے

بنایا ہے اسے شاید کہ دود روغن گل سے
ہزارون گل بھلاتا یار کی آنکھون کا کاجل ہے

جو عالم حسن رکھتا ہے تو حالت عشق غارت گر
کہین زلف مسلسل ہے کہین اشک مسلسل ہے

جو روتا ہون تو دو دو دن مرے آنسو نہین تھمتے
ہجوم یاس سے ابر مژہ ساون کا بادل ہے

فروغ ظاہری کرتا ہے کیا باطن کو روشن کر
طلائی گو کہ ہو مطلب سے خارج خط جدول ہے

یہ بختی ہے مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی
توکل آدمی کیواسطے گویا موکل ہے

وہی عالم ہے اتبک خاکساران محبت کا
وہی نقش قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہے

ہوا ہے آج مجنون عشق مین لیلیٰ کے دیوانہ
یہ زنجیر اُس کی گردن مین مری طفلی کی ہیکل ہے

نہ میری رات مین دیتی ہے دھوکا روشنی مجکو
فروغ حسن سے کس کا رخ پر نور مشعل ہے

بہار آئی ہے ہنگام جنون ہے کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہون مین دیوانہ در زندان مقفل ہے

تفاوت ہے بڑا آئینہ و آئینہ گر رو مین
یہ صیقل کا نہین محتاج وہ محتاج صیقل ہے

فقیری جس نے کی گویا کہ اُس نے بادشاہی کی
جسے ظلِ ہما کہتے ہین درویشون کا کنبل ہے

کتابی چہرہ پر زلف پریشان ہے وہ مجموعہ
کہ جس کے سامنے اک مختصر نسخہ مطول ہے

لب نانِ جوین خشک رکھتا ہے دہن شیرین
قناعت شہد ہے آتش ہوا و حرص حنظل ہے

ہاتھ مشتاقِ گریبان ہے جنون کا جوش ہے
پیرہن تن پر ہے گرمی مین بالاپوش ہے

دور رہون یکجائی پر بھی صورتِ فانوس و شمع
ہے بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے

کشورِ خوبان مین مرگ و زیست دونون ہین بیک
یار خاطر زندہ ہے مردہ وبالِ دوش ہے

جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہین
ناقۂ لیلی روان ہے پر جرس خاموش ہے

کوچہ و بازار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے

عاقل اتنے تو بکارِ خویش ہم دیوانے ہین
موسمِ گل تک گریبان پھاڑنے کا ہوش ہے

حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لبِ خاموش ہے

روتے روتے پانی ہو کر بہہ گیا آخر کو مین
قصرِ تن کے ڈھانے کو سیلاب دل کا جوش ہے

ضعفِ پیری سے نہین ہوتا ہے قدِ انسان کا خم
توڑتی آخر کمر کو حسرتِ آغوش ہے

دردِ دل کہنے کی خو مجکو نہ سننے کی اُسے
عہد مین میری زبان نایاب عنقا گوش ہے

ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہے جس کو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے

موت کا سامان ہے بے یار سامانِ نشاط
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے

گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امیدِ وصال
رات اندھیری ہے چراغِ خانہ تک خاموش ہے

ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اُترتی ہوئی پاپوش ہے

فصلِ گل ہے خون حیض دخترِ رز کا جوش ہے
گردن قاضی مین دستِ رند ساغر نوش ہے

یار سے دست و بغل ہوتا ہے غنچا کا شگوفہ
تنگ اُس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حالِ دل ہوتے ہیں حسرت کی نگاہوں سے عیاں
بہری اُس کی گفتگو میں اب زبان خاموش ہے

پشت بر دیوار حیرت ہیں ہزاروں صورتیں
صاحبِ آئینہ خانہ آج تک روپوش ہے

جامۂ ہستی جنون میں مثلِ گل پرزے اُڑا
سنگ یان بہر شکستِ شیشۂ مے کا جوش ہے

موسمِ سرما میں رُلواتا ہے پہلوئے تہی
اب کفِ دریا بدن پر بہرِ بالاپوش ہے

وصل کی شب کوئی شادی مرگ ہوکر جان زار
تنگ مہدے یہ ہماری گور کا آغوش ہے

غرطِ الفت کا آلِ کار ہے عاشق کو موت
جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیہوش ہے

مردہ کس بیکس کا دریا میں بہایا جائیگا
جس حبابِ بحر کو دیکھا سراپا دوش ہے

گفتگوئے اہلِ غفلت کی حقیقت کچھ نہیں
خواب میں چلاّئے ہر چند آدمی خاموش ہے

اہلِ دنیا حال ہم دیگر سے کیا ہوں مطلع
مجلسِ تصویر میں کس کو کسی کا ہوش ہے

یار سرگرمِ خرامِ ناز میں محوِ جمال
گو ہی جانِ گرامی صدقۂ پاپوش ہے

کنجِ تنہائی میں بھی چلاّ کے رو سکتا نہیں
لوگ کہتے ہیں در و دیوار کے بھی گوش ہے

گل ہر اک ساغر بکف بلبل ہر اک نغمہ طراز
سیرِ باغ آتش مجھے بادۂ نانوش ہے

پاس رسوائی سے دل پر مردے کا سا جبر ہے
ضبطِ نالہ ہجر کی شب میں فشارِ قبر ہے

صاف میرے آنسوؤں کا تار ہے اسکی جھڑی
دیدۂ تر کا کسی عاشق کے رومال ابر ہے

پہلے پروانہ سے مغزِ شمع میں لگتی ہے آگ
بے تامل حسن بھی ہے عشق اگر بے صبر ہے

کوچۂ محبوب میں میں خانۂ کعبہ میں شیخ
بتکدہ میں برہمن آتش کدہ میں گبر ہے

مصحفِ رُخ کی تلاوت میں ہوا ہے دمِ فنا
نور سے ایمان کے روشن ہماری قبر ہے

کان کھولے رکھتے ہیں سُن رکھو اسے اہلِ دلا
اختیار آ سکے تو اب ہجر ہمکو جبر ہے

شغلِ مے خواری چمن میں چل کے آتش کیجیے
فرش سبزے کا لبِ جو ہے ہوا ہے ابر ہے

خون تیغِ زلفوں سے دمِ شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کماندار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہے تہ الطفل کے مانند
دیکھے سے جسے رال لبِ پیر سے ٹپکے

دیوان میں ہمارے ہے مرقع کا سا عالم
مضمون ہے زبس چاند سی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہوں سایہ تلے جسکے میں بلاکش
شبنم بھی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے

بیرنگی رہی مد نظر گو سحر و شام
رنگ شفق اس سقف زمین گیر سے ٹپکے

گو جاتی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصف لب شیریں وہ کرے اپنی زبان سے
یوں شیرۂ جاں جس کی کہ تقریر سے ٹپکے

آہن کو کیا آب تب حار جنوں نے
قطرے ہوئے دانے مری زنجیر سے ٹپکے

غصہ سے بھی کر لیجے سرخ آنکھوں کو صاحب
خوں بھی مژۂ عاشق دلگیر سے ٹپکے

پونچھے نہ بھوں پر سے جو رومال پسینہ
آب ابروئے خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

جس نے کہ لکھا اسکو نہایت ہی وہ رویا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

گھبرائے جو بشاشی سے سر سیری شمع
تا دم ہو پسینہ رخ گلگیر سے ٹپکے

دیکھے نگہ بد سے جو جلے نفسوں کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

مے ہم سے غریبوں نے پی سیکڑوں مٹکے
اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
مے چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

مثل شفق چرخ وہ مہر آئے لب بام
رنگ اثر اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو بہ سے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

بیرنگ زمین ہو تو اسے کیا کرے شاعر
رنگینی ہو تو رنگریز کی تدبیر سے ٹپکے

مضمون کہو آتش انہیں یا آم انہیں سمجھو
ہاتھ آگئے ہیں دو چار یہ تقدیر سے ٹپکے

تیرہ و تار جہاں ہو دل روشن ٹوٹے
خاطر دوست بنے یاں خاطر دشمن ٹوٹے

آہ کھینچوں جو پیالہ کو کبھی ٹھیس لگے
سر کو پھوڑوں میں صراحی کی جو گردن ٹوٹے

مصحف روئے ترے کفر کی بنیاد ہی ڈھے
مسجدیں بننے لگیں دیر برہمن ٹوٹے

اثر سنگ کیا باد خزاں نے پیدا
شیشۂ رنگ گل و لالہ و سوسن ٹوٹے

فکر درماں جو کروں درد گر پیدا ہو
متفق خار سے ہو پاؤں میں سوزن ٹوٹے

ہون مین وہ کشت بچے برق سے بالیں اگر
شکر ہو رہے غارتِ خرمن ٹوٹے

شاہدِ حسن کی بیدادگری سے ہے یقین
پائے بت کو جو چھووے دستِ برہمن ٹوٹے

ہائل منزل مقصود سیہ بختی ہے
یا الٰہی کمر افعی رہزن ٹوٹے

اُڑ چکے پرزے جو آڑے تھے گریبان کے بہم
بس نہ اب سلسلۂ جنبشِ دامن ٹوٹے

سایہ سان لگ چلی دیوار سے تیری جو نگاہ
بجلی بن بن کے ہر اک ذرۂ روزن ٹوٹے

پشت پا سنگ کو لگجائے تو ٹھوکر اجاوے
سر پٹکیے تو درِ قلعۂ آہن ٹوٹے

جلوۂ یار سے داغِ دلِ بیتاب ہون دور
کشت پر یاس کے برقِ شرر افگن ٹوٹے

کوچۂ یار کی زینت ہے مری چشمِ پُر آب
رونقِ باغ کہان جب چہ گلشن ٹوٹے

اہلِ دنیا کی خرابی ہوئی ظاہر مجکو
نظر آئے جو کہین گنبدِ مدفن ٹوٹے

اُس رہِ سخت مین لائی ہے پیادہ قسمت
گر سوار آئے یقین ہے سمِ توسن ٹوٹے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے اے دوست
تیری پاپوش سے اک دن سرِ دشمن ٹوٹے

چلی ہے ایسی زمانہ مین کچھ ہوا اُلٹی
کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا اُلٹی

بیان حالتِ دل پیش یار ہو نہ سکا
زبان کبھی نہ دمِ عرضِ مدعا اُلٹی

نہ روزِ ہجر ہی کچھ خوب ہے نہ شامِ فراق
گلیمِ بختِ سیہ سیدھی ہووے یا اُلٹی

نگاہِ ناز ہے ترچھی کچھ اُس صنم کی نہین
خلافِ عشوۂ و انداز ہے ادا اُلٹی

ہمارے خون سے ہووے دست و پائے قاتل سرخ
نصیب اپنے پھرے قسمت حنا اُلٹی

کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسمِ حسرت و یاس
درِ قبول سے ٹکرا کے سر دعا اُلٹی

خلافِ وضع ہے انسان کیو اسکیلئے معیوب
بدن کی زیب نہ ہووے کبھی قبا اُلٹی

شبِ فراق مین مین نے جو منہ لپیٹا ہے
خیالِ وصل مین پہرون نہین ردا اُلٹی

گلہ ہے حشر کے دن ہم کو سخت جانی سے
ہزار بار پھری آن کر قضا اُلٹی

نگاہِ یار کی پھرتے ہی ہم سے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی

سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریے
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے

مقسوم کا جو ہے سو وہ پہونچیگا آپ سے
پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیائے دنی ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیاریے

برہم نہ ہو مزاج کسی وقت آپ کا
ابتر ہوئی ہین زلفین بہت سنواریے

بوجہ رنگ زرد نے دی تہمت طلا
اک عمر میری خاک کو چھانین گے نیاریے

نرگس کو صدقہ کیجیے بیمار چشم کے
زلف سیاہ پر تری سنبل کو واریے

تنہائی ہے غریبی ہے صحرا ہے خار ہے
کون آشنائے حال ہے کس کو پکاریے

اے ماہ ناز ہے یہی اُس شاہ حسن کو
چین جبین کو قتل جہان پر ابھاریے

تبدیل روز وصل سے فرقت کی شب ہوئی
آئی ہوئی بلا ٹلی صدقہ اُتاریے

کم فاتحہ بھی پڑھ نہ چکے ہم دفن بھی ہوسکے
بس خاک مین ملا چکے چلیے سدھاریے

دکھلائی دے جو آنکھوں کو یوسف کا کارواں
چلائیے جرس کی طرح سے پکاریے

نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار
شیشہ خدا جو دے تو پری کو اُتاریے

یار قاتل ہے تو کس کو موت سے پرہیز ہے
سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے

توڑیئے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آج کل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہے

طول عمر خضر دے تم کو خدا سے ہیچ و
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہے

روئیے جس جا یقین ہے وان سے پیدا ہو خیال
آتش پنہان اِس آب اشک مین آمیز ہے

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہے نالہ بلا انگیز ہے

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھ کوچۂ قاتل مین پاؤن
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہے

افعی رہزن ہے سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اِس بوستان کا سبزہ نوخیز ہے

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دست آویز ہے

پرزے اُڑتے ہین ہمارے خط کے کوئے یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہے

یار بن ساقی قیامت ہے مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہے شور رستاخیز ہے

زہر کھاتا ہے نہ پیتا اب شراب شوق کا
وصل کی شب ہے پیالہ ہجر کا لبریز ہے

غیر رسوائی کبھی ان سے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہے مجکو حسن سے پرہیز ہے

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمین
وقت شب ہے ابر ہے صحرا ہے آفت خیز ہے

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجئے
کوہکن اٹھ پر مرے جو کشتۂ پرویز ہے

ظلم کرتے ہین بتانِ سنگدل جیسے نمود
شہرۂ آفاق جو ان خلق سے چنگیز ہے

فکر کی دقت سے یان طبع روان آگہ نہین
توسنِ چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہے

بلبل بستان کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا
گوشِ گل نا آشنائے حرف شوق آمیز ہے

اشک کے شامل ہے خوناب دل پر داغ بھی
الحذر اے آستین یہ آب آتش بیز ہے

تختہ پارہ کی طرح ہے حالِ دلِ آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریائے طوفان خیز ہے

کوچۂ یار کے نظارہ مین اغیار الجھے
سیر گلزار مین دامن سے مرے خار الجھے

پائے قاتل پہ الٰہی سرِ مضطر در جھکے
رگ گردن سے مری خنجر خونخوار الجھے

چین جبین پہ نہ ہو ہر چند دو ابرو کے ہلال
بھون نہ ٹیڑھی ہو جو زلف سیہ یار الجھے

فرصت وقت ہے تدبیر کے خاطر لازم
پھر سلجھتے نہین جب آنسو کے تار الجھے

باغبانون سے ترے شیفتۂ زلف اے گل
سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار الجھے

جوش اشکون کا یہی ہے تو یقین ہے ہمکو
دامن سیل سے خارِ سرِ دیوار الجھے

ناتوانی نے یہ دم بند کیا تارِ نفس
سینہ مین صورت موئے سر بیمار الجھے

کفر و اسلام سے آزاد ہون بے قید ہون مین
مجھسے کافر ہی نہ جھگڑے نہ دیندار الجھے

روئے رنگین سے ترے باغ مین وا ہو جو نقاب
صحبتِ گل سے دل بلبل گلزار الجھے

کوچۂ یار مین ہنگامہ رہا غیر دن سے
دن کو دو چار سے رات کو دو چار الجھے

حسن کو ایک طرح پہ نہین اک لحظہ قرار
صاف سو بار وہ گیسو ہوئے سو بار الجھے

شیفتہ کر کے ہمین بند اپنی دکان آتش
کس کے دیوانہ سے لڑکے سر بازار الجھے

منزلِ گور اب مجھے اے آسمان درکار ہے
مردمِ بیمار کو نقلِ مکان درکار ہے

ہجر کی شب مین کہانی سے کوئی آتی ہے نیند
قصہ خوان کے بدلے یان یٰسین خوان درکار ہے

ساحلِ دریائے ہستی ہے کنارہ گور کا
کشتیِ تن کے لئے بھی بادبان درکار ہے

دیکھئے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوب جائے
یار کو پیراہنِ آبِ روان درکار ہے

کچھ علاجِ وحشتِ عاشق نہین جز طوقِ سگ
ایسے دیوانے کو زنجیرِ گران درکار ہے

آدمی کیواسطے کچھ اور ہووے یا نہ ہو
ساقی دے سبزہ و آبِ روان درکار ہے

سیرِ بامِ عرش کی دکھلاتی ہے دل کی تڑپ
صاحبِ تاثیر کو کب نردبان درکار ہے

قیمتِ دل ان بتون سے کیا سمجھکر مانگئے
رہزنون کو مفت مالِ کاروان درکار ہے

خالی ہاتھ آئے ہین خالی ہاتھ عاشق جائینگے
وان نہ کچھ منظور تھا ہمکو نہ یان درکار ہے

ابرو و مژگان معما ہے جو تو سمجھے اسے
ترکِ حسنِ یار کو تیر و کمان درکار ہے

شہر و صحرا مین پھرا کرتا ہون اس امید پر
وہ جگہ دیکھون مری مٹی جہان درکار ہے

میری پامالی اگر مقصود ہے اے آسمان
کہہ خدا سے مجکو اک سرو روان درکار ہے

سبزۂ خط کے تماشے سے مجھے ظاہر ہوا
حسن کو رشکِ بہارِ گل خزان درکار ہے

چاہے سگ کو دے اسے چاہے ہما کو دے اسے
آسمان لے لے جو مشتِ استخوان درکار ہے

بیشتر بندھتے ہین مضمونِ ہم آغوشیِ یار
بہرِ فکرِ شعر اک تنہا مکان درکار ہے

نالۂ بلبل کو سن کر اف نہین کرتا کبھی
گوشِ گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے

شبِ برات جو زلفِ سیاہِ یار ہوئی
جبین سے صبحِ مہِ عید آشکار ہوئی

یہ سرخ نشہ مین چشمِ سیاہِ یار ہوئی
زیادہ تر شفقِ شام سے بہار ہوئی

تپِ درون نے نہ رکھا نشان تک باقی
ہمین حرارتِ قلبِ آتش چنار ہوئی

گذر ہوا جو کبھی مرقدِ غریبان پر
گھٹائین جھومکے برسین برق بیقرار ہوئی

شبِ فراق کی ظلمت جو آئی گور مین یاد
سفیدۂ صبح کا تاریکیِ مزار ہوئی

پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے کے اوپر خزان سوار ہوئی

بڑی خرابی وجانکاہی سے اسے کاٹا — شب فراق مجھے فیل کا تسکا رہوئی

زمین کو زلزلہ آئے گا چرخ کو چکر — ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی

شب فراق کے صدمون سے جان بچ جاتی — عنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی

وہ کوہ ہون مین پر کاہ ہے گران جسکو — وہ کاہ ہون کمر کوہ پہ جو بار ہوئی

بھری ہے دل مین زبس آرزو شہادت کی — تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی

یہ کیسا تیشہ سے فرہاد نے اسے کاٹا — بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی

وفا سرشت ہون شیوہ ہے دوستی میرا — نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی

سنا ہے قصۂ مجنون و وامق و فرہاد
کیسکو عاشقی **آتش** نہ سازوار ہوئی

غم نہین کوئے بتان مین جو نہین جا خالی — باغ فردوس مین ہے پہلو حورا خالی

اے صنم مہر و وفا سے نہین دنیا خالی — کون سا دل ہے نہین جسمین تری جا خالی

نیچی نظرون سے ہوا اسکی زمانہ پامال — آنکھ اٹھائی تو کیا عالم بالا خالی

شب تنہائی مین کیا گرم ہو پہلو اس سے — ناز و انداز سے ہے صورت زیبا خالی

دیکھکر جان نکلتے ہوئے بھاگے اغیار — مین نے مر کر بھی کیا یارون کا پالا خالی

گردش چشم کہان گردش ساغر بھی نہین — نظر آیا یہ مجھے گنبد مینا خالی

نکلے پہلو مین ہر اک نام کے ستر ستر — نہ ملی بعد فنا گور مین بھی جا خالی

سر بکف کوچۂ جلاد مین حاضر ہون مین — فتنہ سمجھے نہ مرے عہد مین دنیا خالی

پیاس بجھتی نہین مستسقی الفت کی ترے — سوکھ جاتے ہین کنوئین ہوتے ہین دریا خالی

گردش چشم نہین گردش افلاک سے کم — گھر کے گھر کرتی ہے وہ نرگس شہلا خالی

شکر کس منہ سے کرون گوشۂ تنہائی کا — مجکو دل کھول کے رونیکو ملی جا خالی

جوش کھایا جو مرے خون نے نہین رہنے کی — پائے محبوب مین جائے کفک پا خالی

سمجھے **آتش** نہ کوئی آدم خاکی کو حقیر
نہین اسرار سے یہ خاک کا پتلا خالی

موت مانگوں تو رہے آرزوِ خواب مجھے
ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے

میری ایذا کیلئے مردے میں جان آتی ہے
کاٹنے دوڑتی ہے ماہیِ بے آب مجھے

دہنِ گرگ سے جیتا جو بچوں صحرا میں
ذبح کرنے کیلئے مول لے قصاب مجھے

ہوں تصور میں صفائے بدن یار کے غرق
حلقۂ ناف ہوا حلقۂ گرداب مجھے

مردمِ دیدۂ قربانی ہوں میں دیوانہ
آئے دروازہ کھلے ہیں نہ کبھی خواب مجھے

اے فلک رہنے دے عریاں ہی پس از مرگ بھی تو
سونپتا کیا ہے کفن دزد کا اسباب مجھے

نہیں رکھتے ہیں امیری کی ہوس مرد فقیر
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

جوش سے اشکوں کے پھر جائے گا سر پر پانی
کھینچ لیجائے گا دریا میں یہ سیلاب مجھے

دیر و کعبہ میں اُن آنکھوں نے نہیں حلقۂ در
کوئی ابرو سے دکھاتا نہیں محراب مجھے

فرقت یار میں کرتی ہے قیامت برپا
روزِ محشر سے نہیں کم شب مہتاب مجھے

مرضِ عشق سے بچ جاؤں جو تم دو دوا دو
صدقہ اپنے لب جاں بخش کا عناب مجھے

چین لینے نہ دیا درد جدائی نے کبھی
کب میں سویا کہ جگا یا نہیں بد خواب مجھے

نہیں بھولا ہے جنوں میں وہ حواس اُڑ جانا
یاد ہے برہمی صحبت احباب مجھے

نام کو میرے بھی احباب میں اپنے لکھے
ذرہ سمجھا رہے وہ مہر جہاں تاب مجھے

دل غنی چاہیئے گو ہوں میں فقیر اے آتش
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہے

ایک عالم ہے صنم بس کہ ترا فریادی
عرصۂ حشر جلو خانۂ سلطانی ہے

دل کے خون ہونے سے اے جان نہ اتنا گھبرا
ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہے

یار جلادی میں یکتا ہے زمانہ ہے اگر
واجب القتل نہیں کوئی مرا ثانی ہے

حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
ہے پھر اندھا وہ کنواں جس میں نہیں پانی ہے

صورت غنچۂ گل ہے دل بستہ میرا
مجکو دل شد کی طلب فکر پریشانی ہے

سرنگوں خاک میں ملو کے ہوا مجکو فلک
کارِ بد کردہ کا انجام پشیمانی ہے

بے تمیزی سے بچے اپنی مجھے امید نجات
باعث بیگنہی طفل کی نادانی ہے

ہونٹھ چٹواتا ہے تا حال محبت کا مزا
زخم دل پر وہی اب تک نمک افشانی ہے

زندگانی میں ہوں میں مردہ سے بدتر آتش
نقش تعویذ لحد کا خط پیشانی ہے

روئے خورشید سے روشن رخ نورانی ہے
صبح صادق سے کشادہ تری پیشانی ہے

تاب نظارہ کہاں اور کہاں دیدۂ شوق
صورت یار میں آئینہ کو حیرانی ہے

شام ہوتے ہی نہ معلوم ہوئی پھر شب وصل
عمر کوتہ سے وفا چاہنی نادانی ہے

ٹھوکریں رہگذر یار میں کھاتا ہوں میں
عاشق نقش کف پا مری پیشانی ہے

تا دم مرگ رہا منتظر قاتل میں
شاہد حال مرا دیدۂ قربانی ہے

صورت یار میں اٹھیگا دم بازپسیں
حالت نزع سے مشکل مری آسانی ہے

نیم جان چھوڑ کے نادم ہوا ہوگا یار
سر جھکا کر جو ہوئی مجھکو پشیمانی ہے

آئینہ دیکھ ہوا یار غریق حیرت
منزل خوف شناور کو بندھا پانی ہے

دل سا دشمن ہے شب و روز عزیز پہلو
اپنے قاتل سے مجھے الفت روحانی ہے

وعدہ ہوتا نہیں تا چند برابر میرا
اے اجل دیکھوں تو کب تک نگہبانی ہے

نوجوانی میں غم عشق نہ بڑھنا معلوم
شب کوتاہ ہے افسانہ طولانی ہے

دشمنی ہے عوض دوستی یاں اے آتش
درد سر ہی سبب صندل پیشانی ہے

کیا کیا نہ رنگ تیرے طلبگار لا چکے
مستوں کو جوش صوفیوں کو حال آ چکے

ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چلے
عاشق نقاب شاہد مقصود اٹھا چکے

کعبے سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دو راہے میں ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوق کمر یار کے ہوئے
حد ادب سے پاؤں کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہر مصر میں یوسف کو لیگئے
بازار میں بھی حسن کو آخر دکھا چکے

پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تک نہ ہم
طاقت سے ہاتھ پاؤں زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن مین روح پیامِ اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہین
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہین ترا ہوشیار انھین
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اُڑا چکے

ہو جب ہر دم آئینہ پیشِ نظر نہین
سمجھے ہم آپ آنکھون مین اپنی سما چکے

اس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو
یوسف کو مول لے چکے قیمت چکا چکے

اُٹھا نقاب چہرۂ زیبائے یار سے
دیوار درمیان جو تھی ہم اسکو ڈھا چکے

زیرِ زمین بھی تڑپین گے اے آسمانِ حسن
بیتاب تیرے گور مین بھی تاب لا چکے

آرائشِ جمال بلا کا نہ دل سے ہے
اندھیر کر دیا جو وہ مسّی لگا چکے

دو ابرو اور دو لبِ جان بخش یار کے
زندون کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہین اپنے جا چکے

صدمون سے عشق و حسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہِ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ گہے چشمۂ خون جاری ہے
گور پر بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہے

دور اتنا بھی بس اے منزلِ مقصود نہ کھینچ
تھک گیا لاکھ مین ہمت تو نہین ہاری ہے

شاق کیونکر نہ ہو عاشق کو جدائی تیری
کون ہے وہ کہ جسے جان نہین پیاری ہے

غمِ کونین فراموش ہوا الفت مین
لاکھ آزادی نہ اک دل کی گرفتاری ہے

رات آرام سے کٹتی ہے نہ دن راحت سے
زندگانی دو روزہ مجھے بھاری ہے

تکر اے بادِ بہاری ہے مجھے تکلیف شراب
آ گئے ہی گٹھری گناہون کی مری بھاری ہے

وصل مین ہجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو
چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیاری ہے

سایۂ دامنِ جلاد مین ٹھنڈا ہو لون
منزلِ سخت ہے پشتارہ بہت بھاری ہے

نسبت اے پردہ نشین تجھسے نہین یوسف کو
قدر اُس کی نہین جو حسن کہ بازاری ہے

دل کا گاہک وہ بلا کو ہے خدا خیر کرے
بد بلا حاکم ظالم کی خریداری ہے

نہین معشوق جدا آتش نہین میرا مطلوب
سکۂ عشق مرے نام پر اب جاری ہے

دیدۂ مشتاق کو منظور تو عالم مین ہے
دم ترا بھرتے ہین دم جبتک کہ اپنے دم مین ہے

خوش قدی کا بجیسے دعوے کرکے اس تقصیر پر
سرو دن بھر دھوپ مین ہے رات بھر شبنم مین ہے

اک نہ اک دن یار ہوگا مہربان کام آئیگا
سو ہنر سے بہتر اک عیب محبت ہم مین ہے

خندہ زن دشمن نہ گریان دوست میرے حال پر
رتبۂ ہوتا سے بے وارث مجھے عالم مین ہے

اس قدر پیٹے حنائی ہو گئے یارون کے ہاتھ
صرف سینہ پنجۂ مرجان مرے ماتم مین ہے

آئینہ دل کا ریاضت سے اگر ہو جائے صاف
پھر تماشہ ہے وہی ممکن جو جام جم مین ہے

آنکھ رغبت کی نہین بیوجہ ذرے ڈالتے
روشنی اُس رُخ کی کچھ کچھ نیّر اعظم مین ہے

توڑتا ہے کس طرح دست جنون زنجیر و طوق
دیکھتا ہون مین بھی کتنا زور اس رستم مین ہے

گرد پھرنا تیرے اے بت عاشقو نکو ہے طواف
عالم محراب کعبہ ابروؤن کے خم مین ہے

دشمن جان سنتے تھے مہر و محبت کا مزا
چکھ کے دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم مین ہے

ایک بوسہ بھی غنیمت ہے لب جان بخش کا
وہ کرے تکرار حجت جسکو بیش و کم مین ہے

غیر عاشق دیکھ سکتا ہے تجھے کون اے حسین
ایسی یار آئی نظر کب چشم نامحرم مین ہے

قید عفت مین ہے وہ محبوب عاشق جان بلب
نزع مین بیمار جیسے دامن مریم مین ہے

کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخم فراق
وہ اثر ہو جذب دل مین جو اثر مرہم مین ہے

قالب خاکی کو تو سنتے ہین آتش زیر خاک
کچھ نہین معلوم ہم کو روح کس عالم مین ہے

الٰہی افعی گیسوئے دلستان کاٹے
اجل کہین مرے پانون کی بیڑیان کاٹے

برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ چلے
شگفتہ ہو کے نہ دو دن بھی ہم نے یان کاٹے

لگا لے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پہ کاش
پڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے

کہے گا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد
جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے

مُنھ آئینہ مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف
ادھر یہ اور اُدھر عکس اُنگلیان کاٹے

ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے
تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے

نکل چلا ہے حسینون کے قد موزون سے
درخت سرو کو پھوڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہان تک یہ نیم جان کاٹے

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن مین
شہید ناز جو یاد آئے ارغوان کاٹے

قیامت آتی ہے اس عمر چند روزہ کو
زمین کی طرح عزیزی سے آسمان کاٹے

بناتا ہے خط گل چہرہ یار یون حجام
چمن کی گھاس کو جس طرح باغبان کاٹے

زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر بار
یقین ہے بات کو پیرون کی وہ جوان کاٹے

سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے
وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے

ملاؤن خاک مین اہل سخن کے دشمن کو
اکھیڑ دون جڑ سے مین وہ دانت جو زبان کاٹے

کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے
دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

مردم دیدہ رہے سایۂ مژگان کے تلے
زیست کا لطف ملا خنجر بران کے تلے

عیب لگتا ہے کسے جامۂ عریانی سے
اے جنون داغ نہین اپنے گریبان کے تلے

دست یاران وطن سے نہین مٹی درکار
دب مرونگا مین کہین ریگ بیابان کے تلے

شجر خشک ہون رہتا ہون گرفتار بلا
آرہ کے نیچے سے جاتا ہون مین سوہان کے تلے

لیچلے وحشت دل اب کی جو صحرا کی طرف
فرش آنکھون کو کرون پائے غزالان کے تلے

نیند آتی نہین اک دم اسے بے گل تکیے
تکیہ دیکھا تھا مرے یار نے قرآن کے تلے

اسقدر دانت مرے قتل پہ لے یار نہین
سورہ الناس کا آجائیگا دندان کے تلے

آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے
روند ڈالے قدم گبر و مسلمان کے تلے

رنج دنیا سے زیادہ ہے عذاب مرقد
جائے آرام نہین گنبد گردان کے تلے

حسرت بوسہ سے ہونٹھون کو چباتا ہون مین
زہر بنتی ہے مٹھائی مرے دندان کے تلے

دستخط فرد تو قسمت کی ہوئی ہے لیکن
بھولے سے رہگئی ہے سند سلطان کے تلے

بوجھ شانے کا نہ اُسپر پڑے اے مشاطہ
کمر یار بھی ہے زلف پریشان کے تلے

ہے بلا لعل لب یار کے اوپر مسّی
سرمہ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے

لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین
ذائقہ بس ہے زبان کا مرے دندان کے تلے

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہ گیا نام مرا گنبد گردان کے تلے

اب کے زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے
مردہ بھی اُٹھ کے یقین ہے کہ نہ گھر تک پہونچے

شعلۂ حسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا
آگ لگ اُٹھے جو پردہ کبھی در تک پہونچے

حسرتِ بوسہ سے پانی مرے منھ مین بھر آئے
دہن مور اگر تنگ شکر تک پہونچے

دمِ آخر ہی وہ کاش آئے گلہ کچھ نہین پھر
دست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے

منت سفلہ اُٹھائین نہ کبھی عالی جاہ
اُڑ کے کافور کہان داغ قمر تک پہونچے

گرم جوشی نکر اے یار کسی سے یہ نہ ہو
آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے

موت ہی آئے جو آنسو نہین تھمتے یارب
دامنِ خاک ہی اس دیدۂ تر تک پہونچے

صورت آئینہ حیرت سے ہوئے ہین بیخود
سامنے سے ترے پھر کر ہین جو گھر تک پہونچے

دلِ خونخوار سے ہوتی ہے کدورت کوئی دور
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے

آئینہ آپ نے دیکھا ہے تو توڑین اُس کو
تم سے منھ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہونچے

جان بچنے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھون
نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے

رگ گل کہتے ہین شاعر کبھی تار سنبل
دست فکر اُن کے نہین تیری کمر تک پہونچے

خدمتِ یار مین ہو اپنی رسائی یارب
مہر تک ذرہ بچکر اُڑ کے قمر تک پہونچے

حسن و خوبی کا ہوا نصف جہان سودائی
اے پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے

تیغ ابرو کی محبت مین گل اُس پر کھائے
پھول بارے مرے سینہ کی سپر تک پہونچے

وائے قسمت ہمین حسرت رہی سرگوشی کی
کان تک یار کے یاقوت دہر تک پہونچے

جسم خاکی کی تمنا ہے یہی بعد فنا
مشت خاک اپنی تری راہ گذر تک پہونچے

آب شمشیر جو یہ تا کمر قاتل ہے
ہوش مین آگئے الٰہی مرے سر تک پہونچے

عشق طفلان ہے خطِ شوق ہمارا آتش
پڑھ سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہونچے

ابلیس حسد سے رہے تدبیر مین میری
تدبیر کو کیا دخل ہے تقدیر مین میری

خال رخ محبوب کے مضمون میں ایک نکتہ
نقطہ کی جگہ اب نہیں تحریر میں میری

معشوق بھی کوئی نظر آتا ہے تو ٹھنڈا
اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری

دنیا میں محبت کا کہیں نام نہیں ہے
گم عقل ہے ربط شکر و شیر میں میری

ہر لحظہ ہے یاں وردِ زبان ذکر الٰہی
دم مارنے کی جا نہیں تقریر میں میری

دل کو نہیں اُس گوشۂ ابرو کے سوا چین
آسودگی ہے سایۂ شمشیر میں میری

ہر لحظہ دگرگوں ہے مرا حال پریشان
صورت نہیں ملتی مری تصویر میں میری

اس رعشۂ پیری سے تو موت آنی ہے بہتر
دن رات ہے اک زلزلہ تعمیر میں میری

پھر بھی چلے شمشیر گلے پر کہیں آتش
جلاد کو شک آتا ہے تقصیر میں میری

زاہد فریفتہ ہیں مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہیں اس خرد سال کے

ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈالکے

مضمون رفتگان ہے طبیعت کو اپنی تنگ
گاہک ہووین ہم بھی مردے کے مال کے

شان و شکوہ نے ہمیں برباد کر دیا
مثل حباب اُڑ گئے خیمہ نکال کے

رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے
پیتا ہوں میں شراب میں بھی لیں ڈالکے

بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہ چہاردہ
سکّے مقرر ہوئے ہیں تمھارے کمال کے

اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
تودے لگائے خاک شہیدان کنگالکے

سرمہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی
ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے

شام شب فراق سے پہلے مرے جو لوگ
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے

اُس شعلہ رو کا واہ رے جسم گداز و صاف
اللہ نے بنایا ہے سانچے میں ڈھالکے

انگلی ہے رشک خال ہے انگلی کی مردمک
عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف و خال کے

آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں اہل نظر انھیں
سرمہ ہوئے ہیں پیسے ہوئے تیری چال کے

اخوان دہر سے عجب اسکا نجا سنے
یوسف کی فکر میں جو پھرے گرگ پالکے

معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر
تصویر شعر بنگئے پتلے خیال کے

سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے

شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو اے صنم
پنجہ مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

رخصت یار کا جس وقت خیال آتا ہے
عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہے

آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر
دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہے

اے ہما منھ نہ لگانا تو مری ہڈیون کو
سگ دیوانہ مجھے کاٹ کے مرجاتا ہے

ذرے اُس کوچہ مین جا سکتے نہین روزن تک
سایہ دیوار سے لگ چلنے نہین پاتا ہے

گوش زد یار کے ہوتی نہین فریاد دلا
عالم خواب مین گویا کہ تو بَرّاتا ہے

خار سے خشک ہون گو ہجر مین اُس گلرو کے
بیہودہ کانٹا ہون جو دامن نہین الجھاتا ہے

خس و خاشاک کا رتبہ ہے مجھے عالم مین
پہلے پھنکتا ہون مین جو آگ کو سلگاتا ہے

امتحان عاشق صادق کا سزاوار نہین
زر خالص کو بھی اے یار کوئی تاتا ہے

مشت خاک اپنی ہون گردون کے حوالہ کرتا
دامن گرد مرے سامنے پھیلاتا ہے

جان کھوتا ہے عبث عشق بتان مین آتش
سر کو نادان کوئی کہسار سے ٹکراتا ہے

میری قسمت مین لکھی موت جو تلوار کی تھی
شیر دایہ مین حلاوت نہی ہر دھار کی تھی

آب شمشیر دوا عشق کے بیمار کی تھی
چاشنی اس مین مگر شربت دیدار کی تھی

جائے ہر موئے تن اے کاش مین گردن رکھتا
آب ابرو کی ہر اک بال مین تلوار کی تھی

آرزو رہ گئی اُس کوچہ مین پامالی کی
دھوم ہی دھوم فقط چرخ جفاکار کی تھی

دل دیوانہ زبس عشق صنم رکھتا تھا
ہر نفس کاٹنی منزل مجھے کہسار کی تھی

کیا بناتا ہے شکستہ نفسون کو صیاد
فکر لازم دل مرغان گرفتار کی تھی

گرم جوشی سے تپ عشق کی کیونکر بچتا
نبض اول ہی سے دو دی تپ بیمار کی تھی

پا بہ گل بیخودی شوق سے مین رہتا تھا
کوچۂ یار مین حالت مری دیوار کی تھی

حسنِ یوسف ہے وہی رونقِ بازار اب تک
وہی کثرت ہے جو کثرت کہ خریدار کی تھی

ایڑیاں راہ میں رگڑوا کے ہم واماندہ سے
پہونچے منزل میں وہ طاقت جنھیں رفتار کی تھی

چہچہے کنجِ قفس میں بھی وہی باغ کے ہیں
سرِ بلبل میں ہوا تھی وہ جو گلزار کی تھی

تیغِ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی

مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی

راہِ صحرا میں جنوں کیوں نہ کہے سرگشتہ
جستجو آبلہ پایوں کو ترے خار کی تھی

شب جو تھی پیشِ نظر صورتِ زیبائے حبیب
روشنی گھر میں مرے چاند سے رخسار کی تھی

طرہ سمجھا کئے مضمون کو اُس کے شاعر
چست اسطرح کی بندش تری دستار کی تھی

جو محبت کی نظر سے تھے خریدار اے یار
پھونک دیتی انھیں گرمی ترے بازار کی تھی

طور پہ کیجو آتش کو عزیزو تم دفن
آرزو اسکو بہت جلوۂ دیدار کی تھی

ہر دم تفِ دروں سے ہم آفت طلب رہے
ہے دشمنِ حیات جگر میں جو تب رہے

جا کی ہے تو نے منزلِ دل میں تو اے صنم
آنکھوں کا بھی حجاب یہ ہم سے نہ اب رہے

دامانِ دوست کی ہے سکندر کو آرزو
باہر کفن سے ہاتھ نہیں بے سبب رہے

اللہ رے بے نیازی محبوب آفریں
دل سے قریب ہو کے کوئی دور جب رہے

معدوم جوشِ گریہ سے کیا ہو بخارِ دل
کچھ کم دلو نہیں جو بباراں سے دب رہے

مانع تھا عرضِ حال کا از بسکہ رعبِ حسن
منہ دیکھتے ہی یار کا محفل میں سب رہے

روپوشیِ حبیب کا کشتہ ہوں چاہیے
مرقد بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے

عزلت گزیں کو عیب لگاتی ہے سرکشی
دندان وہ بدنما ہے نہ جو زیرِ لب رہے

آتش ظہورِ مہدیِ دیں ہو خدا کرے
تا چند بے چراغ یہ معمورہ اب رہے

عاشق رہے کتابی اگر انساں ہووے
اُس سے بہتر ہے جو یہ حافظِ قرآں ہووے

میرے مرنے کی خبر ہو نہ کسی کو معلوم
دوست گریاں نہ دشمن کوئی خنداں ہووے

نفس سرد سے یہ رُوح کو آتی ہے صدا
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ سدھارے کہ جو مہمان ہووے

قدرت اللہ کی اے بت ہے ترا حُسن و جمال
کافرِ عشق عجب کیا جو مسلمان ہووے

کون سا بال ہے اُس زلف کا بکھرا جو نہین
کوئی مجموعہ نہ اتنا بھی پریشان ہووے

دور بین دل ہو صفا سے تو تماشہ دکھلائے
آشکارا ہو وہ آنکھون سے جو پنہان ہووے

چاندنی چھٹکے اندھیرے مین تم الٹو جو نقاب
حسن کی جوت سے کا رمہ تابان ہووے

جی مین آتا ہے کہ لیتین سنون عیلے سے
دلِ بیمار کی مشکل کہین آسان ہووے

جان بھی جائے تو نکلے نہ زبان سے کبھی آہ
چاہیئے سینہ ترا گورِ غریبان ہووے

بے حجابی ہے حیا سے بھی تمھاری قاتل
تشنۂ خون ہے وہ شمشیر جو عریان ہووے

رُخِ رنگین رہے منظورِ نظر اے آنکھو
دیکھیے اُس کا تماشہ جو گلستان ہووے

عاشقون کا تجھے لازم ہے خیال اے شہِ حُسن
بیخبر ہو نہ رعیت سے جو سلطان ہووے

موسمِ گل مین اُڑا دے گی ہوا صحرا کی
باغ ہر چند کہ دیدالوزن کا زندان ہووے

حُسنِ بے عیب خدا نے وہ دیا ہے تم کو
مدعی ہو کے جو دیکھے وہ پشیمان ہووے

کفر و اسلام کی کچھ قید نہین اے آتش
شیخ ہو یا کہ برہمن ہو پر انسان ہووے

رشکِ پنجۂ مرجان پنجۂ حنائی ہے
صاف ہیرے کی ترشتی یار کی کلائی ہے

کیا چمن شگفتہ ہین کیا بہار آئی ہے
کیا دماغ بلبل مین بوئے گل سمائی ہے

اشتیاقِ وصلت مین جان لب تک آئی ہے
عشق نے ستایا ہے حُسن کی دُہائی ہے

دیر سے نہین واقف بے خبر ہین کعبے سے
قصرِ یار کے در پر شوق جبہہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بامِ یار کا پایہ
آہ کی کمندون کو عذرِ نارسائی ہے

مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شوخ آوے
یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا
آنکھ کے پیالے سے حسرتِ گدائی ہے

بھر رہا ہے آنکھون مین حُسن پر وہ سوز اُسکا
بے نقاب یوسف سے ہم سے آشنائی ہے

جسقدر بڑھین اُنکو چندر وز بڑھنے دو
دیکھیے تو زلفونکی کس قدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اس مسیح کے دم سے
مژدہ فنا ہمکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے ہے رنگ مدعی اُڑتا
ماہتاب کے منہ پر چھوٹتی ہوائی ہے

اور کچھ نہین رکھتے اس پری کے دیوانے
سر برہنگی ہے یان یا برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے
صورت قفس چھوڑا جب اِسے رہائی ہے

جان زار باقی ہے لطفِ یار سے تسکین
دلِ شکستہ عاشق کے حق مین مومیائی ہے

دل فریب عالم ہے حُسن اے صنم تیرا
دم تیری محبت کا بھر رہی خدائی ہے

رو سیاہ زاہد ہے سجدۂ ریائی سے
اسکے ماتھے کا گھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہین وہ آتش اُن سے ہم لپٹتے ہین
وان وہی کدورت ہے یان وہی صفائی ہے

دیوانہ اک پری کا ہے رکھتی ہوا مجھے
زندان سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

ہوتا ہے لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر
کم بختی نے کیا ہے سفال گدا مجھے

ظاہر مین گرچہ کاہ ہون باطن مین کوہ ہون
اپنی طرف نہ کھینچ سکے کہربا مجھے

ہے اتحاد میرے تیرے موج و آب کا
اے بحر حسن اپنا سمجھ آشنا مجھے

نازک حباب جو سے بھی میرا مزاج تھا
راس آئی اس چمن کی نہ آب و ہوا مجھے

کافر سے بھی نہ ہو سکے کرتا جو کچھ کہ فعل
بندہ جوان بتون کا بناتا خدا مجھے

کب سے ہون اشتیاق مین قاتل کے جان بلب
یا دش بخیر بھول گئی ہے قضا مجھے

پیتا ہون مین ہنوز چھپا کر شراب کو
تا حال رند جانتے ہین پارسا مجھے

ناز و نیاز کی ہے ترقی وہی ہنوز
صد آفرین ہے یار تجھے مرحبا مجھے

دل مثلِ غنچہ خون نہ کیا مجھ برہنہ نے
کیا لطف تھا جو ملتی پھٹی اک قبا مجھے

دانہ کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے
ہے کام مور بھی دہنِ آسیا مجھے

افشان چھڑا کے چہرے سے تم نے دکھا دیا
ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے

صوت حزین نصیب گلوئے بریدہ ہے
آتش حلال کرتی ہے بانگ درا مجھے

گوش گل کو نالۂ مرغ خوش الحان چاہیے
ناقۂ لیلیٰ کو مجنون سا حدی خوان چاہیے

روح کو تن مین خیال باغ رضوان چاہیے
تا قفس مین بند ہے شوق گلستان چاہیے

چہرۂ محبوب پھیکا ہے جو خال اُس مین نہ ہو
خوان نعمت پہ مقرر اک نمکدان چاہیے

روز محشر تو بھلا سر کو جھکا کر مین چلون
تیغ قاتل کا مری گردن پر احسان چاہیے

چاہتا ہون اس پری پیکر سے دست آویز وصل
عہد نامہ پر مگر مہر سلیمان چاہیے

عشق مین اللہ رے ہون ہو گیا دیوانہ مین
کعبہ کے نقشہ کا مجھ مجنون کا زندان چاہیے

دشنۂ قصاب سے ہے تیز ہر موئے مژہ
روز مرہ کم کو شغل عید قربان چاہیے

اے جنون دیوانۂ دست حنائی ہون مجھے
پنجۂ مرجان پئے چاک گریبان چاہیے

کچھ سوا اس کے علاج وحشت عاشق نہین
موت سی زنجیر یا مرقد سا زندان چاہیے

گل چراغ زندگی کر دینا ہے دل کو خیال
جامہ زیبون کی قبا سے باد دامان چاہیے

بادشاہ حسن بھی کہتے ہین عاشق پیار سے
چین جبین پر آپکی مانند سلطان چاہیے

کہتے ہین بیمار عشق اُس نونہال حسن سے
سونگھ لینے کے لئے سیب زنخدان چاہیے

دل کو لازم ہے خیال چہرۂ پُر نور یار
چودھوین کے چاند سا اس گھر مین مہمان چاہیے

زلف کا اُس غیرت لیلیٰ کے سودا ہو جسے
بید مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہیے

موسم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی
اندرون جامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

اس خرابے کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آتش آشکارا ہووے گنج پنہان چاہیے

تری ابروئے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے

کہن دزدون مین قبر اہل دولت کا فسانہ ہے
تمامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگے میرے سایہ سے
سوار شیر مین مجنون ہون افعی تازیانہ ہے

گریبان پھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اس مین جنون کا کارخانہ ہے

کبھی کچھ ہے تلون سے کبھی کچھ ہے تلون سے
مزاج یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہے

کہا مجنون نے دنیا سے گذرتا سنگ لیلےٰ کا
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

نظر آتی نہین آنکھونکو باریکی کے باعث سے
کمر ہے یار کی ہمکو محبت غائبانہ ہے

صفا کا اُس رُخِ زیبا کی ہے حیران آئینہ
لٹک پر گیسوؤن کی پیتا دانت اپنے شانہ ہے

سمندِ حُسن کو وہ ترک اُڑا دے جسقدر چاہے
مژہ مہمیز ہے گیسوئے مشکین تازیانہ ہے

پھرا تا ہے عبث واعظ سر اپنا بک کے رندونسے
تکلف برطرف یان لاابالی کارخانہ ہے

سیاہی دور کر دل کی تو پیدا نورِ عرفان ہو
سرافنی کو گُجلا جس نے مال اس کا خزانہ ہے

بلند اختر بلند اقبال قصرِ یار کو کہیئے
ہوائے بام رکھتا ہے وہ عالی آستانہ ہے

چمن کی سیر مین لطفِ تماشا آنکھونکو اُٹھیگا
ترے تیرِ نگہ کا بلبل اے گلرو نشانہ ہے

گلے مین اپنے بانہین ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو
کرم ڈھونڈھے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہے

وبالِ جان ہوا ہے جسمِ خاکی ضعف پیری سے
قفس سے تنگ بلبل کو خزان مین آشیانہ ہے

نہین معلوم اُن آنکھون نے انکھونمین ہی کیا پھونکا
دمِ بیگانگی بھر تا مرے دل سا یگانہ ہے

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرمن سے غرض آتش
سمجھ لے اپنے منھ مین مور جو قسمت کا دانہ ہے

اے جنون ہوتے ہین صحرا پر اتارے شہر سے
فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے

خوب روئے حال پر اپنے وطن کا سنکے حال
کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے

جان دون گا مین اسیر اے دوستو چپکے رہو
ذکر کیا اُس کا کہ دیوانہ سدھارے شہر سے

موسم گل مین رہا زندان مین اور آئی نہ موت
سامنے ہوتی نہین ہے آنکھ سارے شہر سے

جوشِ وحشت مین جو لی زندان سے مینے راہِ دشت
کو دکان مجکو خدا حافظ پکارے شہر سے

پائون مین مجنون کے تو طاقت نہین اے کوہ کو
موسم گل کی ہوا ہمکو اُبھارے شہر سے

اک نظر لللہ ہم کو صورتِ زیبا دکھاؤ
تشنۂ دیدار جاتے ہین تمھارے شہر سے

دشت گردی کی نہین دیوانہ کو کچھ احتیاج
جامہ سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے

چوٹ سی لگتی ہے دل جنگل سے ہوتا ہے اُچاٹ
سنگِ طفلان کرتے ہین مجکو اشارے شہر سے

جوشِ وحشت سے نہین پہونچا مین صحرا تک ہنوز
جانیوالے گور کے پہونچے کنارے شہر سے

موسم گل آئی نیت سیرِ دیوانون کی ہو
میوۂ صحرا کی پر ہین منھ نیسارے شہر سے

اب تو آزردہ ہے تو لیکن ملے گا ہاتھ پھر
جس گھڑی آتش نکلجاوے گا پیارے شہر سے

دل کو گھر اُس گل کی الفت کا بنایا چاہیے
بوئے یوسف سے یہ پیراہن بسایا چاہیے

نرگس جادو کو اُس گل کی دکھایا چاہیے
سامری کا فر کو گوسالہ بنایا چاہیے

روزن دیوار چشمون کو بنایا چاہیے
خانگی معشوق سے آنکھین لڑایا چاہیے

اُس کے کوچہ کے تصور مین غش آیا ہے مجھے
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے

وعدۂ دیدار آتا ہے الٹتا ہے نقاب
ٹکٹکی باندھین یہ آنکھون کو سجھایا چاہیے

کوچۂ گیسو کے سودے مین فنا ہوتی ہے رُوح
خانۂ زنجیر مین اے دل در آیا چاہیے

بھولی ہے بلبل خزان کے جور سے لطف بہار
پھر گلستان چند روز اُس کو پڑھایا چاہیے

برہمن کہتے ہین تیرا مصحف رو دیکھکر
کفر سے باز آئیے ایمان لایا چاہیے

گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہے اے صنم
ہم کو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیے

ساعد زیبا تو ہین الماس کے ترشے ہوے
اک نظر ساق بلورین بھی دکھایا چاہیے

دل کڑھاتی ہے نہایت نرگس بیمار یار
صدقے کر کے مرغ روح اُس پر اُڑایا چاہیے

اک راہ اتحاد اے دل یہ ہے جو ہو سکے
یاد مین اُسکی دو عالم بھول جایا چاہیے

عاشق بیخود کو بوسہ دیجیے مولا مرے
بندۂ مسکین کے اوپر رحم کھایا چاہیے

آسمان شمس و قمر پر اپنے نازان ہے کمال
تاج زرین کجکلاہون کے دکھایا چاہیے

سیر دریا نشہ کے عالم مین دیکھیگا وہ شوخ
کشتی مے گھاٹ پر ساقی لگایا چاہیے

سر پھرا میرا نہ مین بیدار ہون اے نفخ صور
بے خبر سوتے جو ہون اُنکو جگایا چاہیے

گیسوئے مشکین کی دکھلا کر لٹک کہتا ہے دل
آتش اِن اُنھی کے اوپر زہر کھایا چاہیے

عاشق ہین نفرت ہے مرے رنگ کو دو سے
ہوئے نہ ہین چاک گریبان کو رفو سے

دامن مرے قاتل کا نہ رنگین ہو لہو سے
ہر چند کہ نزدیک ہو رگہائے گلو سے

گلزار جہان پہ نہ پڑی آنکھ ہماری
کرتا ہے بھی عمر اپنی حباب لب جو سے

پیشانی بت پر اُسے ملتا ہے برہمن
آتی ہے جو خاک اُڑ کے مری یار کے کو سے

کرتا ہے وہ سفاک خط شوق کے پرزے
مہندی ملی جاتی ہے کبوتر کے لہو سے

مُنھ پھیرتے ہی یار کو صورت بھی گئی بھول
ہم چشم وفا رکھتے تھے اُس آئینہ رو سے

عاشق ہون مگر کرتے ہین معشوق خوشامد
نازک ہے طبیعت مری بیمار کی خو سے

زلفون سے پھنسایا دل نالان کو صنم نے
طوطی کو گرفتار کیا حلقۂ مو سے

دیوانہ شرابی ہون خرابات مغان مین
ہے ننگ سے الفت تو مجھے عشق سبو سے

تھی اُس مین زبس کاکل مشکین کی سیاہی
نیند آگئی مجکو بغل گور کی بو سے

آرہتا ہے خود یار بغل مین مری ہر شب
دربان سے نہ جھگڑا نہ خلش یان سگ کو سے

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف
زلف سیہ یار پھری رہتی ہے رو سے

ہون نزع کی حالت مین جو مین منتظر یار
رُک رُک کے مری جان نکلتی ہے گلو سے

عاشق ہون برابر مجھے اندیشۂ جان ہے
دل کھائے ہوئے سانپ سے بکھرے ہوئے مو سے

ازبسکہ سمجھتا ہون اُسے دشمن جان مین
ہوتا ہے مجھے مرتبۂ عشق عدو سے

کشتہ ہون مین بیزاری جلاد کا آتش
تلوار نہین رنگ بگڑتی ہے لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانی خوبان ہون فلک
ہے سزاوار جو مجکو نہ کفن پوش کرے

گردش چشم بتان سے نہ ہو کیونکر دل عشق
تھک مسافر کو یقین ہے یہ کہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجکو دُر گوش کرے

عاشقون سے ہے اشارہ یہی اُن مژگان کا
نشترون سے ہین بھرے کُنج لہو جوش کرے

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
نشۂ حسن الٰہی اسے بدہوش کرے

اُس گذرگاہ مین لازم ہے گنہ سے پرہیز
واہ رہ چاہیے اپنا نہ گران گوش کرے

داغ دل ہو وین چراغون کی طرح سے معدوم
جلوہ فرمائی جو وہ صبح بناگوش کرے

اس تماشہ کی ہین مشتاق ہماری آنکھین
ٹک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے

دشمنِ جان بھی تغافل کا نہووے کشتہ | خاطرِ دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا اے زاہد
تجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے | ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے
پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا | زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مری طرح سے مہ و مہر بھی ہین آوارہ | کسی حبیب کی یہ بھی ہین جستجو کرتے
ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے | سفید رنگ ہین آخر سیاہ مو کرتے
لٹاتے دولتِ دنیا کو میکدے مین ہم | طلائی ساغرِ مے نقرئی سبو کرتے
ہمیشہ مین نے گریبان کو چاک چاک کیا | تمام عمر رفوگر رہے رفو کرتے
جو دیکھتے تری زنجیرِ زلف کا عالم | اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے
بیاضِ گردنِ جانان کو صبح کہتے جو ہم | ستارۂ سحری تکمۂ گلو کرتے
یہ کعبہ سے نہین بیوجہ نسبتِ رخ یار | یہ بے سبب نہین مردے کو قبلہ رو کرتے
سکھاتے نالۂ شبگیر کو در اندازی | غمِ فراق کا اس چرخ کو عدو کرتے
وہ جان جان نہین آتا تو موت ہی آتی | دل و جگر کو کہان تک بھلا لہو کرتے

نہ پوچھ عالمِ برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ جو باران کی آرزو کرتے

خاک ہونے سے در دلدار نے جا دی مجھے | ہو گئی اقبال آخر میری بربادی مجھے
ایک دن مین منزل ہستی سے جا پہونچا عدم | راہ زن سنتا تھا جس کو ہو گیا ہادی مجھے
کم نصیب ایسا ہون گر ہو خضر کو اذن عام | ہو نہ شادی مرگ ہونیکے سوا شادی مجھے
ترک کرنا جامۂ تن کا ہے یان ترکِ لباس | روح کی قالب سے آزادی ہے آزادی مجھے
یاد دلوا کر ادا کین یار کا بسمل کیا | تیغ چوبین بھی ہوئی شمشیر فولادی مجھے
تلخ کامی شہد ہے سودائے زلفِ یار مین | عشق افعی نے کیا ہے زہر سے عادی مجھے
پا بہ گل جب فرقۂ آزاد پایا مثل سرو | ہو گئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہے مرغان مضامین کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہے کار صیادی مجھے

کس قدر آدم کو تھی دلبستگی حوّا کے ساتھ
حسن عالم گیر سے ہے عشق بنیادی مجھے

یہ عروس فاحشہ آتی نہین دلکو پسند
زال دنیا کی نہین منظور دامادی مجھے

اے بتو تیغ تغافل سے نہ چھوڑو نیم جان
سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے

حسن قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہے
خوبصورت کی پسند آتی ہے جلادی مجھے

دل گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اُس ویرانہ کی آتی ہے آبادی مجھے

مین نے فن شعر اے آتش پڑھایا ہے تجھے
تجکو شاگردی ہے زیبا اور استادی مجھے

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے
کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دل پر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کسی ویرانہ مین اس گنج کو پنہان کرتے

کنج تنہائی مین رہتا ہے نہایت دل تنگ
چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہین
مجھپر احسان نہ کرتے تو یہ احسان کرتے

بے وفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم مین
اے بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

قامت یار کا عالم اُسے دکھلاتے ہم
منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے

یار سے وعدہ فردا ہے جو ممکن ہوتا
شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے

موج زن رہتے جو دریا نہ مرے اشکونکے
سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

اُس پری رونے سُنی ایک نہ دیوانون کی
غل رہے خانۂ زنجیر کے مہمان کرتے

دل مین رکھتے ہین محبت جو تری پوشیدہ
حسن یوسف سے ہین روشن وہی زندان کرتے

مرغ دل سیکڑون ہی لٹکے ہوے پاتا ہون مین
پھینک دام مین وہ گیسوے پیچان کرتے

شربت وصل تو ناممکن و ناپیدا ہے
زہر ملتا تو علاج تپ ہجران کرتے

دل یوسف سے نہ کیون داغ محبت ہو عزیز
صاحب خانہ ہین کیا خاطر مہمان کرتے

گیسوؤن کو نہ ہوا سے اُنھین الجھانا تھا
اپنے سودائیون کے دل نہ پریشان کرتے

دم فنا کرتی چمک اپنی دکھا کر آتش
کار الماس وہ الماس سے دندان کرتے

ظاہر ہے یہ اے یار تری کم سخنی سے
لب بند ہوے جاتے ہین شیرین دہنی سے

اخوان کی عداوت سے ہوا شہرہ یوسف
کچھ پیش نہین جاتی ہے قسمت کے دھنی سے

بوسہ سے لب یار کے کھونی ہے تپ غم
یہ آگ بجھانی ہے عقیق یمنی سے

افسانہ سے بدتر ہے جو ہو راز ہویدا
اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے

روتا ہے اِدھر ابر اُدھر ہنس رہی ہے برق
گریہ سے کوئی خوش ہے کوئی خندہ زنی سے

طفلی مین اشارہ تھا یہ اُس چشم سیہ کا
ہم آنکھ لڑاوین گے غزال ختنی سے

وہ صدمے اُٹھاے ہین تپ عشق سے سینے
اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے

گردون سے نہ ہو دولت دنیا کا طلبگار
کب فیض کو پہونچا ہے کوئی مال دنی سے

افسوس کہ فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی
سر پھوڑ کے مر جائیے اس تیشہ زنی سے

اللہ رے مغرور زمین پر نہ رکھا پانون
پھولے نہ سمائے کبھی گل پیرہنی سے

کیا چیز ہے اے آہ ترے سامنے گردون
فولادی سپر ٹوٹی ہے برچھی کی انی سے

کرتے ہین عبث یار ملامت سب مجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی سے

دم شمشیر کی موج نفس مین یان روانی ہے
گلے تک حسرت جلاد مین لوہے کا پانی ہے

چمن مین جا کے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
یہ میرا داغ دل بیداغ لالہ کی نشانی ہے

دل نازک نہین تاب جمال یار لائے گا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے

نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلاے آسمانی ہے

عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر حورون کا
سنی مین نے بہت تر یا جر تر کی کہانی ہے

خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اُٹھانی ہے

شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے
سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لا کے تانی ہے

الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
مزار بیکسان پر پھولون کی چادر چڑھانی ہے

نہین یہ بے جہت موباف چوٹی مین تمامی کا
تجھے ابر سیہ سے اے پری بجلی گرانی ہے

ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبح گاہی کو
در فریاد رس پر چل کے اب دھونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گران جان روکے
گرز رستم کو یقین ہے کہ وہ انسان روکے

عرصۂ روئے زمین صحن گلستان روکے
چار دیوار چمن سارا یہ میدان روکے

نکہت گل ہون مین کیا مجکو گلستان روکے
بوئے پیراہن یوسف کو نہ زندان روکے

برق رفتار ہون منزل ہے مرے زیر قدم
ابر گھیرے مجھے ہر چند کہ باران روکے

جو خلش آبلون سے ہو وہی صحرا ہی مین ہو
راستے مین نہ مجھے خار مغیلان روکے

حشر کے روز وہ نامرد ہے گردن زدنی
ڈھال پہ تیری سروہی کو جو انسان روکے

کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے

بلبلون کے لئے ہے دام رگ گل کافی
جال پھیلا کے نہ صیاد گلستان روکے

لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل
ہاتھ کو اپنے نہ خیرات سے انسان روکے

انگلیان پانچون ترا دست نگارین توڑے
ایک زور اُس کا اگر پنجۂ مرجان روکے

شوق سے لٹکے کمر پہ ہین کچھ کام نہین
سامنا رخ کا نہ وہ زلف پریشان روکے

دوڑا آتا ہون جلو مین انھین مین دیوانہ
زعم مین اپنے مجھے لشکر طفلان روکے

غیرت عشق عطا شمع پہ توفیق کرے
اے چکور اڑکے تو راہ مہ تابان روکے

دھجیان کر کے رہ دامن صحرا لون گا
تنگ مجکو نہ کرے دم نہ گریبان روکے

حافظ اللہ ہے ہم بے سر و سامانون کا
اوس جس کملی سے چھنتی ہے وہ باران روکے

شوق صحرا ہے نہین پاؤن زمین پر پڑتے
کس کو ٹھہرائے الجھکے کسے دامان روکے

دل مین اس بت کے الٰہی ہو مرا گھر ایسا
ہر طرف اُسکو کرے مجکو جو دربان روکے

چار دن سو ہم گل مین تو رہون دشت نورد
راہ کھوٹی نکرے مجکو نہ زندان روکے

ہنستے ہین گل کی طرح اہل جہان کیا آتش
مثل شبنم گئے اس باغ سے مہمان روکے

پوجا بت کا نماز زاہد سالوس ہے
نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے

زلف و رخ سے تیرے وابستہ جو ہی مایوس ہی
چشم حسرت آئینہ ستانہ کف افسوس ہے

قدر نعمت بعد نعمت کے ہو کرتا آدمی
عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہے

زلف کے سودے کو اپنے سر مین جسنے دی جگہ
یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر مین محبوس ہے

یہ صدا دیتی ہے خلخال اُنکی ہنگام خرام
خاک مین ملجائے جس کو حسرت پابوس ہے

حسن بے پردہ سے کیا کیا نوجوان ہوتے ہین قتل
شمع بھی شمشیر عریان ہے جو بے فانوس ہے

خوشنما ہے یار کے اندام پر یون پیرہن
روح کو جیسے مرتب جسم کا ملبوس ہے

آہ سرد و اشک گرم و رنگ زرد و درد عشق
دے جو اس معجون کو ترکیب جالینوس ہے

بخشے جاوینگے گنہگار محبت اے صنم
رحمت اللہ سے کافر ہے جو مایوس ہے

دیکھئے آغاز الفت کا ہو کیا انجام کار
بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہے

باغ مین دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار
کثرت گل سے جو بوٹا ہے دم طاؤس ہے

بادشاہ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہین
غلغلۂ زنجیر مجنون کا صدائے کوس ہے

محو حیرت کر دیا ہے اُس صنم کے حسن نے
دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہے

عاشق بیخود کو اندیشہ ملامت کا نہین
مرد دیوانہ جو ہے بے ننگ و بے ناموس ہے

ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا
خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے

عاشقون سے اُس پری رخسار کا یہ ہے کلام
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہے

خط نکلنا روئے رنگین پر ہے پیغام خزان
اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہے

سر کو تیرے جب سے ہے سودائے پابوسی یار
ہاتھ ملتا ہون مین اے آتش کمال افسوس ہے

تصویر کھینچی اُس کے رُخ سُرخ فام کی
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی

اللہ رے تکلف ساقی بہار مین
مے کی گلابیان ہین مرصع کے کام کی

ناساز ہے یہ انجمن دہر کی ہوا
مُطرب نے راہ بھولی ہے اپنے مقام کی

کیا اپنی انجمن مین صبا کو مین راہ دون
گلیون مین بوئے خلوت خاص اسنے عام کی

خط سیہ ہوا رُخ پہ نوزر رشک باغ
صبح بہار سبزۂ نوزرس نے تمام کی

اصلاح لینے آتے ہین رنگین خیال لوگ
خدمت ہے اس چمن مین مجھے انتظام کی

اس پر چلین گے مثل قلم پائے خوشخطان
تربت ہماری تختی ہے مشق خرام کی

سر ٹوٹے محتسب کا جو اس میکدہ مین آئے
جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی

بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہے
حالت وہی ہے نکہت گل سے مشام کی

صورت پذیر ہو حرکت بے خبر کی کیا
پتلا بنا سکے نہ منی احتلام کی

حجت ہے بہر مذہب عشق ایک ایک داغ
سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی

اللہ رے پھڑکنا اسیران تازہ کا
صیاد خیر مانگتا ہے اپنے دام کی

نظارہ کرے قلزم حسن و جمال کا
مثل حباب ہے تجھے فرصت قیام کی

استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کو
آزادی پر بھی ہو نہین بدلی غلام کی

ملتا ہون متصل کف افسوس روز و شب
حسرت ہے میرے ہاتھ کو کسکے سلام کی

مضمون کا چور ہوتا ہے رسوا جہان مین
پہ لکھی خراب کرتی ہے مال حرام کی

آتش کمال مہدی دین کا ہے اشتیاق
آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

فرقت کی شب مین گرمی ہے روز قیام کی
مردون کی نیند نالون نے میرے حرام کی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
قرآن کا سامنا تھا جو ابجد تمام کی

سرخی پان ہو لعل مسی زیب یار پر
پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کعبہ کے بام کی

اچھا نہین ہے صورت عاشق سے بھاگنا
صاحب سمجھ لین خود ہے یہ حرکت غلام کی

بلبل موا پھڑک کے تو کیا دے گا خون بہا
خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی

ہو سجادہ عرش پر جو در دل تلک گیا
رفعت ہے آستانہ مین اس گھر کے بام کی

پیش از سوال دون مین نکیرین کا جواب
ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہے جائے رشک
عمر دوروزہ ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

پیچا ناحق کو چاردہ معصوم کے طفیل
زینہ سے رہنمائی ہوئی مجکو بام کی

بیمار عشق ہون مجھے عیسےٰ جواب دے
کانون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی

موئے سیاہ ہوگئے دوروز مین سفید
ثابت ہوئی پختگی ہمین اس رنگ خام کی

صرف نگین ہے لعل و زمرد بھی روز و شب
حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی

پیدا نہ ہوگا دوسرا مجسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی

بیماری فراق سے ہے تلخ ہو گئی
شیرینی آب کی نمکینی طعام کی

اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہے زرد
دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی

آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شب فرقت مین یار جانی کی
در کو پہلو نے مہربانی کی

منہ دکھاؤ بہت رہی تکرار
ارنی اور لن ترانی کی

جس کو کہتے ہین چودھوین کا چاند
تیری تصویر ہے جوانی کی

کمر یار ہوگئی غائب
سن کے دھوم اپنی ناتوانی کی

صورت حال پر ہمارے مہر
داغ نے زخم نے نشانی کی

سیر نعمت سے دوجہان کی کیا
دے کے شبنم کو بوند پانی کی

ہوگیا عشق حسن سے ناگاہ
پوچھتے کیا ہو ناگہانی کی

دل برشتہ ہوا جوش کباب
مین نے تر کون کی مہمانی کی

لب جان بخش کے قریب وہ خط
شرح ہے متن زندگانی کی

گوش زد ہوتے ہی ہوئی دشمن
نیند تیری مری کہانی کی

کھینچے اس غزال کی صورت
بوکڑی بھولتی ہے مانی کی

مجکو بٹھلا کے یار سوتا ہے
عاشقی کی کہ پاسبانی کی

رہ گیا شوق منزل مقصود
پائے خفتہ نے سرگرانی کی

مثل شبنم ہوں صاف دل قانع
مجکو دریا ہے بوند پانی کی

برق چمکی تو سر فراز کیا
ابر آیا تو مہربانی کی

راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش
نہ رہی قدر زندگانی کی

واقف ہوئی خزاں نہ ہماری بہار سے
بدلا نہ رنگ نشہ نے اپنے خمار سے

بعد فنا وصال ہوا ہم کو یار سے
توڑا طلسم ہجر کو لوح مزار سے

بے روئے یار گل نظر آتے ہیں خار سے
صوت ہزار کم نہیں صوت حمار سے

توڑوں وہ گل جو سرخ ہو روئے نگار سے
کاٹوں میں سرو کو جو بڑھے قد یار سے

سرمہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہو گیا
مارا پڑا میں زنگی ابلق سوار سے

چاہے وہ جس طرح سے کرے مرغ دل اسیر
صیاد مطلع ہے کمیں شکار سے

افسردہ دل وہ ہوں جو مری قبر پر نصب
مانند خشت سنگ تہی ہو شرار سے

اُس بیوفا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہیں
بھاگیں گے دور شمع و گل اپنے مزار سے

جولاں میں ہے سمند یہ کس رنگ ماہ کا
ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے

خاموش دیکھتا ہوں گل و سرو کی بہار
حیرت میں ہوں زمانہ کے نقش و نگار سے

عشرت کدہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ
زخموں کی بدھی ملتی ہے پھولوں کے ہار سے

کوچہ میں تیرے کشتوں کا رہے ہجوم
خالی یہ صید گاہ نہ ہووے شکار سے

اوروں سے کیجے وعدۂ دیدار حشر پر
مرنا نہیں قبول ہمیں انتظار سے

بعد فنا قبول نہیں ذکر نیک و بد
مٹ جائے پہلے نام نشان مزار سے

سمجھے تو رنج و راحت بلبل ہے مدعا
اس مطلع دو لخت خزاں و بہار سے

خط وار عارضوں سے ہوں ناقص پسند عشق
رغبت نہیں مجھے ثمر داغ دار سے

بیہودہ خاک اُڑانے سے کیا حاصل اے صبا
ناوک فگن سوار ہو پیدا غبار سے

ممکن ہوا نہ خون شہیداں کو دسترس
نکلا نہ پائے یار حنا کے حصار سے

کہتے ہیں میری اُس کی محبت سے مدعی
دو دم ہوئے جو ایک ہوئے ذوالفقار سے

رکھدیں برہنہ گور میں اہل جہاں مجھے
دس گر کفن قبول نہیں روزگار سے

نیرنگ روزگار سے آتش عجب نہین
چھلا اُتارے دزد حنا دست یار سے

بہار آئی چھکا ساقی شراب روح پرور سے
خزان کا غم بھلاوے بادۂ گلگون کے ساغر سے

صفائے قلب کو حاصل کیا مین نے مقدر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے

نگاہ ناز کا سائل ہون خوبان ستم گر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہون ترکون کے لشکر سے

جدائی دل کو پیش آئی ہے کس پاکیزہ گوہر سے
قوی ہے رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے

کیا ہے عشق پیدا گردش چشم فسون گر سے
یہ کیفیت ہمین حاصل ہوئی ہے دور ساغر سے

نہ خط لیجائے سیرا تا کوئی پھر جان کے ڈر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے

لکھے ہین سیکڑون یک لخت مضمون لب شیرین
گلوئے خامہ کو بھر بھر دیا ہے مین نے شکر سے

کمال عشق و حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
صبا دو پھول اڑا لائی تھی اکدن تیرے بستر سے

شگفتہ خاطر افسردہ کئے خالون کے بوسے نے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجون عنبر سے

پھنسایا چاہتا ہے باغبان بلبل کو پھندے مین
کمر بند ہوائی ہے صیاد کی پھولونکی چادر سے

صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
نمود گرد کی بنیاد ہے تحریک لشکر سے

کسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گا
قیامت ہوگی ہم پر گرمی خورشید محشر سے

خریدار اک نہین اس کا ہزارون اُسکے گاہک مین
دل وحشی مرا بے قدر ہے جنگلی کبوتر سے

لے گا وہ پری رو مجکو مین دیوانہ ہون جس کا
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہے شکر سے

جفائے حسن کا جس کو گلہ ہے سخت نادان ہے
نہین خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے

قفس مین بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہے
چمن کی سیر کر لیتا ہون مین دل کے صنوبر سے

خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبۂ رہ مین
پھرا ہے کون جاکر آج تک اللہ کے گھر سے

عداوت بے شعورون کی ضرر پہونچا نہین سکتی
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے

خدائے حسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب
جو اُس کو باز سے ہے شوق تو مجکو کبوتر سے

پریزادون کے کوچہ مین ہوئے ہین گرد آلودہ
ہمارے پانونکو دھووینگے آب حوض کوثر سے

ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کوئی جاتی ہے
کسی نے شہد کو چھوڑا نہین زنبور کے ڈر سے

قیامت کی دلِ مشتاق پر سیرِ گلستان نے
کوئی بوٹا سا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہون رو دیا کیا ہون رات بھر آتش
چراغِ گور اگر گل ہوگیا ہے بادِ صرصر سے

وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گورِ غریبان پر
ہوائے چرخِ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا
وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

رواجِ عشق کے آئین وہی ہین کشورِ دل مین
رہ و رسمِ وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا
وہ اُس کی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نیازِ خادمانہ ہے وہی فضلِ الٰہی سے
بتون کی نازبرداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

فراقِ یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہی روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سودائے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا
یہ شبِ بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانون سے اپنے
وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

عارف ہے وہ جو حسن کا جویا جہان مین ہے
باہر نہین ہے یوسف اسی کاروان مین ہے

پیری مین شغلِ مے ہے جوانانہ روز و شب
بوئے بہار آتی ہماری خزان مین ہے

ہوتا ہے گل کے سونگھنے سے دونا گرفتہ دل
مجسا بھی بد دماغ کم اس بوستان مین ہے

پشتِ خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہون نعرہ زن
کرتا ہون صرف تیر جو زور اس کمان مین ہے

دکھلا رہی ہے دل کی صفا دو جہان کی سیر
کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان مین ہے

دیوانہ جو نہ عشق سے ہو آدمی نہین
حُسنِ پری کا جلوہ طلسمِ جہان مین ہے

پروانون کی طرح ہے ہجومِ مفتح کشتان
روشن چراغِ بادہ جو مے کی دکان مین ہے

اُس دلربا کے کوچہ مین آگے ہوا سے جائے
اتنی تو جان اب بھی تنِ ناتوان مین ہے

دُنیا سے کوچ کرنا ہے اک روز رہرو
بانگ جرس سے شور ہی کاروان مین ہے

پڑھ سکتا سرنوشت کا مطلب کوئی نہین
معلوم کچھ نہین کہ یہ خط کس زبان مین ہے

آئندہ و روندہ کی چلتی ہین ٹھوکرین
جادہ جو اپنا تھا اُسی خواب گران مین ہے

کشتے ہین باغ مین بھی تری تیغ ناز کے
بوئے شہید لالہ مین اور ارغوان مین ہے

عاشق کے رنگ زرد کو دیکھو تو ہنس پڑو
تاثیر اسمین بھی ہے وہ جو زعفران مین ہے

معدوم وہ کمر ہے نہ موہوم وہ دہن
کہتے ہین شاعران کے جو کچھ گمان مین ہے

گل ٹوٹتے ہین ہوتے ہین بلبل اسیر دام
صیاد مستعد مدد باغبان مین ہے

سرکش کی منزلت ہے سبک پیش خاکسار
وہ تمکنت زمین کی کہان آسمان مین ہے

سنبل سے حال گل ہون مین یہ کہکے پوچھتا
کس سلسلہ مین تو ہے یہ کس خانہ مین ہے

دل مین خیال گیسوئے مشکین ہے بدبلا
یہ مرغ روح کے لئے سانپ آشیانہ مین ہے

حکمت سے ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا
نور آنکھ مین ہے اسکے تو مغز استخوان مین ہے

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہے

طفلی مین بھی شادی سے توحش رہی ہمسے
چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے

ہاتھ آتا تعجب نہین اس رشک پری کا
جل جائے تو کیا داغ جنون کم ہے درم سے

وہ گرم رہِ بادیہ عشق جنون ہون
جلتا ہے چراغ آج مرے نقش قدم سے

دکھلاتے نہین دانت وہ ہنسکر ہین دکھاتے
چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے

ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن
زنار کو دو تار ملین زلف صنم سے

ہستی مین مری فکر رسا باندھ کے اکثر
مضمون کمر یار کے لاتی ہے عدم سے

آنکھون کو رہے مد نظر مشتریِ دل
دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے

کعبہ مین بھی بت خانہ کی شکلونکو نہ بھولا
یاد آگئی ابرو سے مجھے محراب حرم سے

وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہے ہمارا
کہتی ہے صبا آکے سلیمان کی قسم سے

گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے
یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزشِ سم سے

میراث سمجھتا ہے جو فردوس برین کو
فرزند وہ آدم کا ہے حوا کے شکم سے

اے چرخ نہین زندے ہی بیداد سے نالان
فریادی ہین مردے بھی ترے ظلم و ستم سے

دیوانہ کو اطفال نہ گھیرے رہین کیونکر
خالی کوئی لشکر نہین دیکھا ہے علم سے

ہوتا ہے خط پشت لب یار سے ظاہر
کاتب کوئی بہتر نہین یاقوت رقم سے

جان بخشی بلبل ہو بہار آئے خزان جائے
کانٹا ہوا ہے سوکھ کے گلزار کے غم سے

دیکھا ہے تماشائے جہان آنکھون سے برسون
کیفیت اُٹھائی ہے بہت ساغر جم سے

ایسا بھی کوئی دور ہو گردش سے فلک کی
وہ لوگ زیادہ ہون جو جھک جاتے ہین کم سے

برچھی سے سوا توڑ ہے اُس موئے مژہ مین
ابرو کی کجی تیز ہے تلوار کے خم سے

تا چند کرے گا رقم سوز دل آتش
رکھ ہاتھ نکلتا ہے دھوان مغز قلم سے

قاتل عاشق ہر اک اُس ترک کا انداز ہے
تیغ گویائی خموشی تیر بے آواز ہے

گرم جوشی محبت کا وہی انداز ہے
داغ دل سے ربط ہے سوز جگر سے ساز ہے

خانۂ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے
روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے

مرد میدان وجد کرتے ہین جو سنتے ہین کبھی
نے گلو اپنا ہے نالہ شیر کی آواز ہے

سونگھنا گیسوئے مشکین کا کرے گا دم فنا
کونسا سودا انہین سر کے لئے ناساز ہے

اُڑتی پھرتی ہے ہماری خاک ہمراہ صبا
بے پر و بالی مین بھی اپنی وہی پرواز ہے

بادشاہ وقت ہے دیوانہ تیرا اے پری
نالۂ زنجیر نوبت خانہ کی آواز ہے

صید گاہ عشق سے مایوس پھر تیکا نہین
عاشق تیر نگہ ہے مرغ دل جانباز ہے

صورت محبوب کو آنکھ سے تو دیکھا نہین
گوش نے البتہ پردے سے سنی آواز ہے

حسن نے خط غلامی لکھ دیا ہے یار کو
گل سے گالون پر نہین یہ سبزہ کا آغاز ہے

انگلیان کانون مین دیتے ہین وہ میرے ذکر سے
کاٹتا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہے

بے مے گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین
سنکھ بچاوے جو تو اسکو تو اے دل راز ہے

لپٹے جاتے ہین ہم اُن سے ہم سے ہین وہ بھاگتے
اس طرف سے ہے نیاز اور اُسطرف سے ناز ہے

روے روشن کم ید بیضاے موسیٰ سے نہین ۔ سامری وقت وہ چشم فسون پرداز ہے
باندھتے ہین شعر مین مضمون چشم و لب شریک ۔ ایک مصرع ہے فسون اپنا تو اک اعجاز ہے
محو رہتا ہون مین یاد حسن عالمگیر مین ۔ ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہے
دل کو رکھ دیتے ہین یہ کہکر کماندارون مین ہم ۔ اس نشانہ کو اڑا دے جو وہ تیر انداز ہے
رمز کی تقریر ہم سے پیش جانے کی نہین ۔ بات اپنی بھی کنایہ ہے جو اے طناز ہے
ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین ۔ صید گاہِ عشق مین قحط شکار انداز ہے
مرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین ۔ تیز پر شاہین سے بھی اُس کی نگہ کا باز ہے
فصلِ گل ہے شیشۂ پیمانہ کا ہے دور دور ۔ خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب دُر سے دندان کے ہے مضمون باندھتا
مرد شاعر تو نہین **آتش** مرصع ساز ہے

خرمنِ عمر جلے تیرے لب خندان سے ۔ برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
زلف سے چھٹکے نگہ الجھی رُخ جانان سے ۔ لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے
الحذر گردش چشم سیہ جانان سے ۔ درہم اک خلق ہے برہم زدن مژگان سے
روز مولود سے ہے اصل حقیقت کا خیال ۔ بوے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے ۔ تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے ۔ سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض ۔ انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
وحشت آباد جہان مین نہ کر آرام طلب ۔ کب مسافر کو ملا چین دہ ویران سے
زمہریر اور جہنم ہے مجھے بے محبوب ۔ استراحت ہے زمستان سے نہ تابستان سے
صحبت یار و رقیب آنکھون مین بھر جاتی ہے ۔ داغ ہوتا ہے مجھے لالۂ نافرمان سے
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی ۔ صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل ۔ ایک تہ خانہ کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
دامن جا ہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ ۔ ہاتھ آتا ہے کفن دزد کو کیا عریان سے

بے خبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش
یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

خام کو شادی ہے غم پختہ کو ہے احسان سے
کشت کو نفع ہے خرمن کو ضرر باران سے

کرم حق سے ہون ایمن ستم دوران سے
پاے کا ڈہ نہین رہتا اثر باران سے

آستین ہون وہ کہ مربوط گریبان سے نہین
وہ گریبان ہون جسے قرب نہین دامان سے

تیغ قاتل سے اُڑا یون سر شوریدہ مرا
جس طرح سے حرکت گوے کو ہو چوگان سے

خط نورس نے جگہ کی رُخ رشک گل پہ
آشنا سبزۂ بیگانہ ہوا بستان سے

عشق آنکھون کو ترازو کے بنائے پلے
حسن انصاف طلب ہوے اگر میزان سے

آسمان سے ہے توقع کسے سرسبزی کی
ہون وہ افتادہ زمین جو نہ اُٹھے دہقان سے

رنج دنیا مین زیادہ ہے تو راحت کم ہے
وصل کا روز ہے کوتاہ شب ہجران سے

سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا خوب کیا
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہے انسان سے

شمع کافوری کی حاجت نہین کچھ مدفن پہ
دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے

نالہ کش جب سے ترے حسن کو مطلوب ہوے
عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے

بخت خفتہ کو جگا کر اُسے نوکر رکھون
خواب کا روکنا ممکن ہو اگر دربان سے

کون سا لطف ترے روے کتابی مین نہین
رطب و یابس کوئی باہر نہین ہے قرآن سے

شیر ہم او رنیستان ہے حصیر اے آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے سہ مردان سے

کام آخر نہ ہوا اپنا صف مژگان سے
حسرت تیر لئے جاتے ہین ترکستان سے

وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے
یہین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے

حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اُسکو
الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے

زخم خندان سے تری تیغ کے کچھ فرق نہین
عشق بلبل کا سبب ہے یہ گل خندان سے

رگین زنجیرین ہین یا مین روح ہون یہ قالب ہے
ملک الموت چھڑا دے گا مجھے زندان سے

کعبہ و دیر مین نافہمی سے پھرتا ہے خراب
دور سمجھا ہے جسے ہے وہ قریب انسان سے

قسمت مرغ گرفتار کی اللہ رے بدی
دام کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے

بسکہ رکھتا ہے اُسے دوش پہ لے قاتل تو
مثل گردن ہے تری تیغ خم اس احسان سے

طرفہ گرمی مرے محبوب قبا پوش نے کی
شمع کشتہ کو فروزندہ کیا داماں سے

سائل صبر و سکونت ہون خدا سے شب و روز
منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے

آتش و دود کا عالم نظر آیا بے یار
خفقان مجکو ہوا لالہ و نافرمان سے

خشمگین آنکھ دکھائی جسے وہ قتل ہوا
برچھیان چل گئین اے ترک تری مژگان سے

باغ مین زلف و خط یار رہے یاد آجاتا
کبھی سنبل سے اُلجھتا ہون کبھی ریحان سے

گردش بخت ہے یا گردش پرکار آتش
پاؤن اُٹھتا نہین اس دائرہ دوران سے

ساغر صاف مے حب علی مشرب ہے
مرد مومن ہون مین اثنا عشری مذہب ہے

سن انسان سے ہر اک شعر مین یان مطلب ہے
روح معنی ہے جو ہے بیت مری قالب ہے

سرو اولیٰ ہے مری آنکھون مین گل انسب ہے
جو کہ ہے خوب ہے اللہ کا عالم سب ہے

ابلق یار کا پھرتا ہے خیال آنکھون مین
روز نقرہ جو ہمارا ہے تو مشکی شب ہے

تو امیر اے بت سرکش تو یہ عاجز ہے فقیر
حُسن جاگیر تری عشق مرا منصب ہے

مرد میدان کی حرارت ہے شجاعت کی دلیل
دائمی شیر نیستان کے لئے ایک تب ہے

کنج تنہائی مین آگے خفقان ہوتا تھا
اپنی پرچھائین کی صورت سے بھی نفرت اب ہے

وصل کی شب بھی وہ کافر نہین عریان ہوتا
مثل گل پیرہن یار ملکر قالب ہے

عشق نے حُسن کا دیوانہ کیا ہے مجکو
زلف زنجیر ہے زندان مجھے کنج لب ہے

ایک سے ایک کو پاتا ہون مین یان بالادست
زیر لب ہے جو ذقن زیر ذقن غبغب ہے

حکمت حُسن ہویدا ہے رُخ دلبر سے
چاہ نخشب ہے ذقن چہرہ مہ نخشب ہے

ترک خونخوار ہے یار اور مین مسکین شاعر
تیغ مقصود اُسے جوہر سے مجھے مطلب ہے

جلوۂ یار سے یان سینہ ہوا ہے روشن
مین وہ ذرہ ہون کہ خورشید مرا کوکب ہے

عشق کامل ہے سبب حسن سے یکرنگی کا
شمع و پروانہ کا جل جانے مین اک مذہب ہے

موذی ہونکا بھی ہے یہ خاک کا پتلا موذی
زیر پاپوش سرِ مار و سرِ عقرب ہے

شہسواروں کو گراتا ہے یہ پشت زین سے
کس قدر ابلق ایام برا مرکب ہے

حیف ہے سوزش دل کا نہوا شکوے سے علاج
بیشتر ورنہ پسینے سے اُترتی تب ہے

دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سُنے
مدعا مہر و محبت سے وفا مطلب ہے

مرض عشق سے اک خلقِ خدا ہے رنجور
جلوۂ حُسن جہان سوز بھی فصلی تب ہے

کونسی شے ہے زمانہ مین نہین جو اسمین
سیر کر دل ہی مین دنیا کا تماشہ سب ہے

حشر پر وعدۂ دیدار نہ کر عاشق سے
کس کو معلوم ہے فردائے قیامت کب ہے

جسم کو جانتے ہین صنعتِ دستِ قدرت
روح کو ہم یہ سمجھتے ہین کہ امر رب ہے

مدوئے انور سے مقدم ہے تری زلفِ سیاہ
عید کے روز سے اوّل رمضان کی شب ہے

مجکو لغزش نہ ہو ہر چند زمانہ ہل جائے
قطب تارہ جسے کہتے ہین مرا کوکب ہے

روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مرا قالب ہے

زور و قوت سے ڈراتا ہے یہ کسکو آتش
مین بھی شمشیر علی ہون جو عدو مرحب ہے

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے

تیغ بے آب ہے نے بازوئے قاتل کمزور
کچھ گران جانی ہے کچھ موت نے فرصت دی ہے

اس قدر کس لئے یہ جنگ و جدل اے گردون
نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب و روز آتین
کاکلِ یار کے سودے نے اذیت دی ہے

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتی ایسا
خاکساری نہین دی ہے مجھے دولت دی ہے

آہ کا اپنے فتیلہ نہین کس رات جلا
عمل حُب کی بہت ہم نے بھی دعوت دی ہے

جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچا دے گا
رُوح کو جس نے فلک سیر کی طاقت دی ہے

فرقت یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے

یادِ محبوب فراموش نہووے اے دل
حُسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے

گوش پیدا کئے سننے کو ترا ذکر جمال
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہے

لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
دو جہان سے اس اسیری نے فراغت دی ہے

کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سی رسا تمکو طبیعت دی ہے

نفس شقی بھی روح کے ہمراہ تن مین ہے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہے

جنت جو ایک حور کے شیرین دہن مین ہے
شہد بہشت کا مزا اپنے سخن مین ہے

دیوانہ تیرے دونون ہوے اے بہار حسن
زندہ نہ پیرہن مین نہ مردہ کفن مین ہے

عاشق کو زہر دیجیے صاحب نہ پیس کر
الماس ہے جو دانت تمھارے دہن مین ہے

کیا طفل اشک کو مری رسوائی کا ہو پاس
آوارہ دان گنبد چرخ کہن مین ہے

سونگھے سے زلف یار کے سودا ہوا عجب
عنبر مین ہے یہ بو نہ تو مشک ختن مین ہے

سرمہ لگا کے آنکھ وہ دکھلائین تو کہان
خوش چشمی کی یہ شاخ لگی جو ہرن مین ہے

خالی زمانہ کو نہ سمجھ حسن و عشق سے
پروانہ اور شمع ہنوز انجمن مین ہے

زلفین ہٹائیے رخ روشن سے مہربان
اختر شناس کہتے ہین سورج گہن مین ہے

دکھلائے گا بہار کو حسن اپنا باغبان
آئینہ آب جو کا لگایا چمن مین ہے

دھوکا نہ دے سکے گی مجھے رنگ یار کا
سرخی نہین سفیدی اگر یاسمن مین ہے

حسن و جمال کا ترے شہرہ ہے دور دور
آب حیات حسرت چاہ ذقن مین ہے

ابرو ہر اک صنم کا ہے رشک ہلال عید
خوش وقتی ہے تو بت کدۂ برہمن مین ہے

فرقت مین دل جلاتا ہے شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہے

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے
اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہے

کھینچی نہین جلوائی مرے نامہ نے کسپر
پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے

کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے تمھارے پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہے

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہی تو یہ ہے

اے نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے
اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہے تو یہ ہے

محشر کو بھی دیدار کا پردہ نکرے یار
عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہ ہے

بینا ہون جو آنکھین تو رُخ یار کو دیکھین
نظارہ کے قابل جو تماشہ ہے تو یہ ہے

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
لاحل جو مضمون مین معما ہے تو یہ ہے

گہ یاد صنم دل مین ہے گہ یاد الٰہی
کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہے تو یہ ہے

معشوق ہُمے و خانۂ خالی و شب ماہ
عاشق کے لئے حاصل دنیا ہے تو یہ ہے

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے
سرکار جنون کا جو سراپا ہے تو یہ ہے

دل کے لئے ہے عشق تو دل عشق کی خاطر
مے ہے تو یہ ہے اور جو مینا ہے تو یہ ہے

دیوانۂ قد کے کبھی نالون کو تو سنئے
ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہے تو یہ ہے

ثابت دہن یار دلیلون سے کرآتش
حجت کی جو شاعر کے لئے جا ہے تو یہ ہے

ایذا مین رح ہے تن خانہ خراب سے
پائے سمند اُلجھا ہوا ہے رکاب سے

بیخود ہے یار دولت حسنِ شباب سے
بیخ ہے زیادہ نشۂ زر ہے شراب سے

افشان روئے یار وقوع محال ہے
ممکن وصال ذرہ نہ تھا آفتاب سے

جاتا ہے جو تو گورِ غریبان کی سیر کو
مردے نجات پاتے ہین اپنے عذاب سے

مضمون لب خیال رُخ یار مین ملا
پیدا کیا ہے ہم نے یہ لعل آفتاب سے

نازک خیال اب بھی ہین موجود اے فلک
خالی رہا نہین کبھی دریا حباب سے

کھاتا نہین ہون اسکو مین کھاتا ہون اپنا گوشت
دل ٹوٹتا ہے گریۂ چشم کباب سے

برسائین گی ہماری بھی آنکھین لہو کا مینھ
بجلی گرائیے نہ نگاہِ عتاب سے

سیر درون سے کنہ حقیقت کھلی مجھے
باہر نہین کتاب کا مطلب کتاب سے

بیدار بخت ایسا مین دیوانہ ہون سے
پریان اُٹھا کے لیگئین مین فرش خواب سے

اُس سے ہرے درخت ہون اِس سے شگفتہ گل
رتبہ مین اپنی خاک برابر ہے آب سے

قاتل لہو کو دیکھ کے غش آئے گا تجھے
تلوار کھینچ منھ کو چھپا لے نقاب سے

کیا سُرخ کر دیا مرے قاتل کا پیرہن
کچھ کم نہین ہے خون شہیدان شہاب سے

نیرنگ حسن یار کا دلمین خیال ہے — شیشہ بھرا ہے ہم نے شفق گون شراب سے
نافہمی اپنی کرتی ہے انسان کو ذلیل — مطعون خلق صوفی ہے حال خراب سے

آتش وہ گنج حسن ملے تجکو چاہیے
ظاہر یہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے — یوسف چھپائے رکھتا تھا منھ کو نقاب سے
اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے — طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے
یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے — اُس کو چھپایا اس کو نکالا نقاب سے
حیرت کی جا ہے خط رخ آتشین یار — نکلا ہے شپرہ بغل آفتاب سے
اے شہسوار پاؤن کا تیرے خیال ہے — آنکھون نے حلقہ دام لئے ہین رکاب سے
اُس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا — ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے
بیخود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو — چکر مین چرخ ہے قدح آفتاب سے
یاد آگیا ہے بوسۂ چشم سیاہ یار — وحشت ہوئی ہے تجکو ہرن کے کباب سے
گلہائے زخم کے لئے خوشبو ضرور ہے — اے ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے
دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائین گے — خارج ہے سرنوشت ہماری حساب سے
گریہ سے اپنے اُس گل خندان کو آیا رحم — تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے
ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع — شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے
کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہمن — تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے
عمر دو روزہ ہو گئی اک حال پر بسر — خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے
باتون مین بند ہو گیا غماز پیچ گو — ٹیڑھے سوال رد ہوے سیدھے جواب سے
روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یہ اُس کے حال پر — نفرت ہے مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو جی سے قتل کیا اُس نے اسلیئے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

کوئی اچھا نہین ہوتا ہے بری چالون سے — لب بام آکے کھڑے ہو نہ کھلے بالون سے

روز و شب کس لئے رہتا ہوں الٰہی بیتاب
نہ تو گوروں سے محبت نہ مجھے کالوں سے

ہوش وحشت میں جو جنگل کی طرف جا نکلا
تپ چڑھی شیر نیستان کو مرے نالوں سے

کوئی کچھ عشق کا کرتا ہے بیان کوئی کچھ
تنگ آیا ہوں میں اس قضیہ کے دلالوں سے

بیشتر صبح شب وصل سے ہم گذریں گے
زور ادبار چلے گا نہ خوش اقبالوں سے

مست ہاتھی ہے تری چشم سیہ مست اے یار
صف مژگاں اُسے گھیرے ہوئے ہے بھالوں سے

روئے خوبان سے ملے گا ہمیں بوسہ کہ نہیں
حال ان شکلوں کا کچھ پوچھیے رمالوں سے

عارضی حسن سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو
رتبہ زلفوں کو نہیں مکڑیوں کے جالوں سے

خط شب گوں نے نکل کر عبث اندھیر کیا
کافرستان تو وہ رخ آگے ہی تھا خالوں سے

دو جہان حشر کے دن ہوویں گے باہم موجود
متفق ہوں گے اِدھر والے اُدھر والوں سے

دل حسینوں کے تصور سے بنایا خالی
آئینہ خانوں میں کثرت رہی تمثالوں سے

کچھ تو ہلکا کریں خار رہ صحرائے جنوں
بوجھ لنگر کا ہوئے ہیں کف پا چھالوں سے

اُن کے بوسوں کی تمنا ہے لبوں کو آتش
آئینہ کسب صفا کرتے ہیں جن گالوں سے

اُتار اُتار تار ساقی جو شیشہ طاق سے ہے
لبوں پہ آئی مری جان اشتیاق سے ہے

جواب دوں ترے نالہ کا کیا میں اے بلبل
کراہتا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے

نہ سوئے ساتھ مرے رکھ کے درمیان شمشیر
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہیں نفاق سے ہے

مقام شکر ہے ایذا جو درد عشق سے ہو
غنیمت اُس کو سمجھ حسن اتفاق سے ہے

ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا
مشابہت بہت اسکو کسیکی ساق سے ہے

یہ وہ بلا نہیں بے جان کے لئے جو ٹلے
یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے

جمال چہرۂ خورشید بھی ہے کیا نعمت
کروروں ذرہ ہوا اسیر الطاق سے ہے

نظارہ کے لئے ہے قحط حسن تو خیر ان
کمال تنگ دل اب اس کہن رواق سے ہے

نہ بیٹھ بھول کے تو شاخ گل پہ اے بلبل
خرابی ہی خس و آتش کے اتفاق سے ہے

خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہونا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفون کی ہمین پر تھی مقرر
آئینہ دکھانے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے
تو کان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودا زدہ زلفون کا نہ تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور ہم اے دوست تھے یکجان دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تجکو
مجبور سے رہ جاتے تھے مختار ہمین تھے

ہم سا نہ کوئی چاہنے والا تھا تمھارا
مرتے تھے ہمین جان سے بیزار ہمین تھے

بدنام محبت نے تری ہم کو کیا تھا
رسوائے سر کوچہ و بازار ہمین تھے

دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے

بھڑکانے سے آتش کو جلانے لگے یا تو
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

گنگ آیائے لب یار سے گویا ہووے
آنکھین تلوؤن سے ملے کور تو بینا ہووے

حبذا یار کا در باب سعادت کہئے
زہے دیوار ہما سایہ سے پیدا ہووے

چھپ سکی باد سحر سے نہ تری زلف کی بو
مشک کا چور یقین ہے یہ کہ رسوا ہووے

یار نے پردہ کیا ہم سے بہت خوب کیا
حسن ہے وہ بھی کوئی جو کہ تماشہ ہووے

اُس بیابان مین پیادہ مجھے لائی ہے قضا
شہسوارون کی جہان گرد نہ پیدا ہووے

ناف پر تیری ہو کیونکر نہ نگاہون کا ہجوم
ہالہ بے ماہ جو ہو جاوے تماشا ہووے

دل نہین داغ ہے جبتک نہین کیفیت عشق
جسم بے روح ہے بے بادہ جو مینا ہووے

آبرو جاے اگر معرکۂ الفت مین — کو دپڑا سمین کنوان ہووے کہ دریا ہووے

روز و شب چرخ ہنڈولہ کی طرح پھرتا ہے — کس طرح سے نہ زمانہ تہ و بالا ہووے

حشر کا روز گذر جائے ملے حور و بہشت — وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشۂ فردا ہووے

لذت آنے مین جو کی تھی عوض اُس کا یہ سمجھ — روح کو جسم کے چھٹنے مین جو ایذا ہووے

میری تکبیر کی آواز جو راہب سن پاے — درد سر نالۂ ناقوس کلیسا ہووے

روشنی سے مجھے اس کی یہ یقین ہوتا ہے — پنج شاخہ ترے در کا ید بیضا ہووے

دل کو خوش رکھتی ہے نافہمی کم عمر آتش
کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہووے

سر کاٹ کے کر دیجئے قاتل کے حوالے — ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز دروں سے ہے اک اخگر — جلاد کی تلوار مین پڑ جائین گے چھالے

یون دیتے ہین وہ عاشق بے صبر کو بوسہ — جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر پھرا اے ترک نہین تیغ یہ تیری — سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو یہ ٹالے

نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے — یوسف کی طرح تمکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر مین رکھے — انداز رخ و زلف زمانہ سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شررے ہین سراتنگ — چھوٹے تو ادھر پھر کے نہین دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی — پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کرون کیا — وہ لعل کہ دیکھے سے پڑین جان کے لالے

گرد رخ زیبا رہین کیونکر نہ وہ زلفین — دو سانپ حفاظت کو ہین اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی مین کرے مرغ چمن ذبح — لبریز لہو سے بھی درختون کے ہون تھالے

پیغام اجل ہوتے ہین اس عشق کے صدمے — پالا نفس سرد سے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہین ہم اُس دوست کو بدتر — مشتاق کو منھ اپنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہے تو شمع رخ یار کا آتش
شاعر ہے اسے فکر کے سانچے مین جو ڈھالے

آبلے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے
خار صحرا اے جنون عرش کے تارے توڑے

ذوقن ورخ مین نہ جا بوسون سے باقی رکھی
ثمر وگل چمن حسن کے سارے توڑے

سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا
پہنی پازیب انھون نے جو اتارے توڑے

مست مجھ سا بھی کوئی نشہ کا ہوگا نہ حریص
پی کے پے جام کے دانتون سے کنارے توڑے

شربت وصل ہے تنقیہ کی خاطر موجود
تپ ہجر آکے بدن کو نہ ہمارے توڑے

ختم وزدیدہ نگہ پر ہے تری طراری
دل نہین توڑے احبا کے پٹارے توڑے

آگیا وہ ہنجبر حسن نظر جب ہم کو
بوسہ لیکر لب شیرین کے چھوارے توڑے

عشق بے درد سے کہ نیکو کہا تھا کس نے
سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے

کنج عزلت مین بٹھایا ہے خدا نے آتش
اب جو تم یان سے ہلے پاؤن تمھارے توڑے

پاتا ہون بہرہ مہ کو ہی عدل وداد سے
خالی یہ کعبتین ہے نقش مراد سے

سودا ہے سر کو زلف گرہ گیر یار کا
دل بستگی ہے کافر خوش اعتقاد سے

زندہ نہ چھوڑے گی نگہ خشمگین یار
نیکی کی چشم داشت نہین بدنہاد سے

یار اڑین خاک بحر محبت کی کشتیان
طوفان نوح رہتا ہے باد مراد سے

شہرہ تمھارے حسن کا پہونچا ہے دور دور
مکتوب شوق آتے ہین کس کس بلاد سے

زور آوری پر اپنے نہ سرکش کرین غرور
عاجز نہین خدا کا غضب قوم عاد سے

مر کر ملائی سرکشی نفس خاک مین
کی جان کھو کے ہم نے فراغت جہاد سے

عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر
بندہ کو بھولتا نہین اللہ یاد سے

دیوانہ ہو نہ دیکھ کے دل حسن عارضی
اچھا نہین ہے سابقہ بے اعتماد سے

اللہ سے مراد دلی کا ہون ملتجی
سائل ہون مین فقیر کریم وجواد سے

جو کچھ کہ ہو نہین خوب اُسے جانتا ہے دوست
دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے

بے درد و درد مند کا احوال کھل گیا
بیمار تندرست سے ناشاد و شاد سے

ہنگامہ حسن وعشق کا یون ہی رہیگا گرم
فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے

مالوف یار مجھسے مین شیدا اے یار ہون	مشتاق ہم وگر ہین دو دل اتحاد سے
خون جگر سے پرورش شعر ہم نے کی	فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اُسے ابن زیاد سے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے	زمین یان کی چہارم آسمان ہے
خدا پنہان ہے عالم آشکارا	نہان ہے گنج ویرانہ عیان ہے
دل روشن ہے روشن گر کی منزل	یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی	قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے
پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا	ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہے
برنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل	بغل غنچہ کی میرا آشیان ہے
شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ	قناعت بھی بہار بے خزان ہے
چمن کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا	کمر میری ہے دست باغبان ہے
بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین	خدا خوش رکھے تجکو تو جہان ہے
الہی ایک دل کس کس کو دوئین	ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہے
یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے	کسی گلرو کا غنچہ عطردان ہے
وطن مین اپنے اہل شوق کی طرح	سفر مین روز و شب ریگ روان ہے
سحر ہووے کہین شبنم کرے کوچ	گل و بلبل کے دریا درمیان ہے
سعادت مند قسمت پر ہین شاکر	ہما کو مغز بادام استخوان ہے
دل بیتاب جو اس مین گھرے ہین	ذقن جانان کا پارہ کا کنوان ہے
جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان	مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے
نہ کہہ رندونکو حرف سخت واعظ	درشت اہل جہنم کی زبان ہے

قد محبوب کو شاعر کہین سرو
قیامت کا یہ اے آتش نشان ہے

آتش نالۂ بلبل سے دھوان ہوتا ہے
سیر گلزار سے مجکو خفقان ہوتا ہے

روئے گل کو رخِ رنگین سے ترے کیا نسبت
قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہے

ظاہر بازیٔ ایام ہے باطن سے خلاف
دانہ ہوتا ہے عیان دام نہان ہوتا ہے

وعدۂ شب نہ کرائے مہر لقا جھوٹ نہ بول
جلوہ گر رات کو خورشید کہان ہوتا ہے

باتین کرتا ہون نگاہ ہوئین پریزادون سے
دیدۂ شوق سے یان کارِ زبان ہوتا ہے

ابروئے یار سے قوت ہے مژہ کو ساری
تیر کے واسطے سب زورِ کمان ہوتا ہے

فرشِ گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے
تنِ نازک مین رگِ گل کا نشان ہوتا ہے

حُسن کو داغ لگاوے گی یہ سیرِ گلزار
آپ پر حورِ بہشتی کا گمان ہوتا ہے

صورتِ کعبہ دکھاتے ہین جو طاقِ ابرو
چاہِ زمزم وہ زنخدان کا کنوان ہوتا ہے

حسرت انجام جہانِ گذران ہے غافل
صحن رہتا نہین گلزار خزان ہوتا ہے

جذبۂ دل سے الٹتا ہے نقابِ رُخِ یار
پردۂ غیب کا احوال عیان ہوتا ہے

چشمِ تر عالمِ نیرنگ دکھاتی ہے مجھے
برجِ آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے

زیرِ دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے
سایہ سر پر سے دبے پانون روان ہوتا ہے

جائے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش
مصرعِ تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اُس افعی کاکُل سے
نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے

شرابِ سُرخ کا ساغر چلے ساقی لبِ جو پر
چمن سرسبز ہے بارانِ رحمت کے تفضل سے

اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے صحبت رکھ
ہوا ہے شہرۂ آفاق لفظِ طیب سنبل سے

پری لاتی ہے صندل گھسکے مجھ دیوانے کی خاطر
جو سر مین درد ہوتا ہے کبھی زنجیر کے غل سے

اٹھائی آستین جو چشمِ دریا بار سے اپنی
بنے گرداب دور دامن اشکون کے تسلسل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے
طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے

خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا
یقین ہے دولتِ کونین حاصل ہو توکل سے

ضرر پہونچاتی ہے معشوق کو بیتابیٔ عاشق
پھٹے ہین پردہ ہائے گوشِ گل فریادِ بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اس کے دور ساغر کا
تری آنکھوں نے کیفیت اُٹھائی ساغرِ دل سے

منغص کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے

شب مہ مین جو دریا کے کنارے جاکے روتا ہون
گذر جاتی ہے کشتی مار کر ٹھوکر سرِ پل سے

قیامت مین بھی کوئی حال کو اُنکے نہ پوچھے گا
کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے

نہایت مشت خاک آتش بیکس کو حسرت ہے
کسی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل ہے

بالائے بام خانہ وہ عالی جناب ہے
منزل سے اپنی جلوہ نما آفتاب ہے

دیکھے جو بے نقاب تجھے کس کو تاب ہے
خورشید تیرے آگے گلِ آفتاب ہے

فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے
قاضی و محتسب کا کلیجہ کباب ہے

زیر زمین بھی چین کی صورت نہین کوئی
آسودگان خاک کی مٹی خراب ہے

بیدار آج ہووے تو فردائے حشر کو
خواب اپنے بخت کا نہین مردہ کا خواب ہے

فصل بہار آ کے خزان بارہا ہوئی
انگور مین ہنوز ہمارے شراب ہے

دیوانگان عشق گرفتار حال ہین
تو اے پری اسیر طلسم حجاب ہے

تصویر یار دیکھی ہے فردائے حشر کو
اتنا تو ہم کہین گے دہن لاجواب ہے

شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا
دیوانِ روزگار کا تو انتخاب ہے

دوزخ بہشت ہو اگر اس کو نہ چھوڑیے
ہر پاٹ اپنے دامن تر کا سحاب ہے

بہلائیے شراب سے دل کو کوئی گھڑی
لہرا رہا ہے سبزہ روان جوئے آب ہے

دریا مین ایک روز نہانے گیا تھا یار
اُس دن سے اب تک آنکھوں مین جان حباب ہے

چندے مین پاک صحبت طاہر سے ہو نجس
سرکہ نمک سے چار گھڑی مین شراب ہے

بیداری سے زیادہ تڑپتا ہون خواب مین
آسودگی مین برق کا یان اضطراب ہے

خاطر نہ اس کی توڑیے جام شراب سے
مہمان چند روزہ یہ عہد شباب ہے

غافل یہ آشکار ہو صورت سے حال دل
چین جبین ہر دلیل عتاب ہے

ساقی ملے گا باغ مین دیکھا ہے خواب مین
جنت ہے دست حور مین جام شراب ہے

ڈورا کھینچا ہے کون سے قاتل کی تیغ پر
گردن مین کچھ رگونکو بہت پیچ وتاب ہے

تھمتے نہین ہین سامنے سے اشک ایک دم
آتش ہمارا تشنۂ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی مین ہون نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کوکو سے

ماہ نو دیکھ کے دیکھا کئے ہم صورت یار
ہر مہینے مین ہوا عید کا چاند ابرو سے

سیر گلشن مین ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

شمع بیدود یہ آئینۂ بے زنگ ہے وہ
کم نہین خوبی مین کچھ ساق صنم زانو سے

حسن کافر کو کیا ہم نے مطیع الاسلام
بوسۂ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے

غسل کر لے نہین دریا مین نہانے کو نہ جا
مچھلیان لپٹین گی اے یار ترے بازو سے

لب جان بخش سے ہے چشم فسون گر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے

جسقدر ہووے دراز اسکو صنم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیسو سے

نہین معلوم اُن آنکھون کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارت مین تو مژگان نے کہا ابرو سے

زخم خندان ہے بعینہ گل خندان ہر ایک
بوئے خون آتی ہے اس باغ مین آب جو سے

صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
خم گردون کو مین توڑون گا دم یاہو سے

سونگھکر منھ کو ترے سونگھا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے

دیکھکر چشم سیہ کو ترے کہتے ہین عرب
شیر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے

حور بنکر مرے پاس آئیو اے عزرائیل
مرد ہون عشق مین رکھتا ہون زن خوشرو سے

رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

شہرۂ آفاق مجھ سا کون سا دیوانہ ہے
ہند مین مین ہون پرستان مین مرا افسانہ ہے

صید گاہ مرغ دل رخسارۂ جانانہ ہے
دام زلف عنبرین ہے خال مشکین دانہ ہے

حسن سے رتبہ ہے اپنے عشق کامل کا بلند
آستانہ پر پری ہے بام پر دیوانہ ہے

ہمین رہتا ہے صفائے روئے جانان کا خیال
دل نہین پہلو مین اپنے آئینہ کا خانہ ہے

بیچتا ہون دل کو جو محبوب چاہے مول لے
بوسہ قیمت ہے توجہ کی نظر بیعانہ ہے

پھوٹین وہ آنکھین نگاہِ بد سے جو دیکھین تجھے
آتشین رخسار مجمر خال کالا دانہ ہے

روز و شب اُس شمع رو کو بھیجتا ہون خطِ شوق
نامہ بر دن کو کبوتر رات کو پروانہ ہے

خار خارِ دل غنیمت جانتا ہون عشق مین
زلفِ دودِ آہ کی آراستگی کا شانہ ہے

شرح لکھا چاہیے اس کی بیاضِ صبح پر
مطلعِ خورشید بیتِ ابروے جانانہ ہے

حالتِ آئینہ رکھتا ہے صفا سے دل مرا
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

قتل سے مجھ سخت جان کے منکر اے قاتل نہو
حجتِ قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے

واسطے ہر شے کے دنیا مین مقرر ہین محل
شہر مین جب تک ہے مجنون گنج بے ویرانہ ہے

باغِ عالم مین نہین اُس شوخ سا کوئی حسین
گل ہے اپنا یار یوسف سبزہ بیگانہ ہے

اب نہین اے یار جوبن کو ترے بیمِ زوال
خطِ مشکین حسن کی جاگیر کا پروانہ ہے

خال ہے جسکا اسی کے واسطے ہے خوشنما
نقص ہے تلوار کا وصف ارہ کا دندانہ ہے

یار کھینچے تیغ تیرے قتل کرنے کے لئے
سر جھکا آتش یہ جائے سجدۂ شکرانہ ہے

سائل نجات کا ہون خدائے کریم سے
رحمت بزرگ تر ہے گناہِ عظیم سے

آئی تھی کس کے سنبلِ عنبر شمیم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے

حاضر ہے مرغِ دل جو درِ گوشِ یار لے
اک مشت پر عزیز نہین اس یتیم سے

تو شاہِ حسن حسن ہے تیرا فقیر یار
خطِ سیہ اشارہ سمجھ لے گلیم سے

دل دادہ جب سے ہون کہ مری جان آئی
آواز آشنا نہ تھی گوشِ کلیم سے

بیدار بخت ہون ہین وہ مومن مرے لئے
آتی ہے حور خواب مین باغِ نعیم سے

یاد آئی بوئے پیرہنِ یار باغ مین
پہرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے

اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور ہے
دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے

کشمیر و طوس لیگئے آکر دو شالہ باف
کچھ پشم جھڑ گئے تھے ہمارے گلیم سے

کھلوایا پیڑ کا چلیے سے کھائے جو اُسنے پان
بندھوائی مہندی پانون مین دست کلیم سے

خوش ہو نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار
حرف الم عیان ہے الف لام میم سے

پھندے مین عشق کے نہین خبکا کہ دل پھنسا
نکلے گی جان اُنکی عذاب الیم سے

صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
شرمندہ بوئے گل کے نہین ہم نسیم سے

مر جاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار
واقف نہ ہو کوئی مرے حال سقیم سے

اب کی بہار مین تو مجھے یار اُتار دے
کشتی مے دو آبہ امید و بیم سے

سائل ہین آسمان سے لب نان کے کون کو
گل کھانیکو تو آپ ہی نہ لین ہم لئیم سے

دنیا کو ٹھوکتے نہین دیوانگان عشق
یان طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ اتنا غرور کر
قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے

بیقدر ہے سخن جو سخندان کوئی نہین
قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے

اللہ رے ہوا لب بام قصر یار
اُڑ کر کبوتر آگے گیا ہے نسیم سے

داغ غم فراق کی کرتا ہون دل مین سیر
آنکھون کو سینکتا ہون مین نار جحیم سے

طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا
گیا گیا نہ حادثے ہوئے ہمپر قدیم سے

پھر گل شگفتہ ہوتے مین لیتے ہی انتقام
غافل نہین بہار خزان سے غنیم سے

شیشہ پری سے جان لے آتش بھرا ہوا
خالی سمجھ نہ خم کو فلاطون حکیم سے

آج تک واقف نہین کوئی ہمارے حال سے
سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے

پھنسکے اس مین مُرغ جان چھوٹا گزنکے جال سے
اپنی دلجمعی ہوئی زلف پریشان حال سے

سامنے سینہ نہ کر اے دل دہن کے خال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہین بھی ڈھال سے

نشۂ مے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماع
کچھ خبر رہتی نہین صوفی کو اپنے حال سے

مطلب دیدار کے خاطر جو پھنکواؤن اُسے
منہ چھپاوین سعد شکلین قرعۂ رمال سے

جب جتا ہے روئے نورانی پر افشان یار نے
اُڑ گیا ہے مطلع خورشید بیت المال سے

افشرے کا بوسہ بازی مین مجھے ملتا ہی لطف
قند کی ڈلیان وہ لب ہین خال لب مین فال سے

باندھتا ہون شعر مین مضمون طلائی رنگ کے
مرغ زرین صید کرتا ہون مین اپنے جال سے

کارِ اعلیٰ گو کرے ادنیٰ دہی بیقدر ہے
دیکھلے قیمت میں کم ہوتا ہے کمبل شال سے

ہاتھ ملکر رہگیا صیاد اُڑا کر لے گئی
دانہ قسمت ہوا اسیر سے پرون کی جال سے

ناتوان ہرچند مین مجنون ہون آنے دے بہار
اے جنون زنجیر توڑون کا ترے اقبال سے

کسکو ہے فکر کفن پروانہ مردہ ہون مین
شمع کشتہ ہون مجھے کیا کام ہے غسّال سے

ماہ رو کیونکر کہین تجکو نہ ہم صاحب کمال
سینۂ عارف نہوگا صاف تیرے گال سے

دل الجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا
زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

حشر تک ہووے نہ وہ زلف سیہ آتش سفید
دون جسے تشبیہ اپنے نامہ اعمال سے

خرام ناز مین شمشیر برّان کی روانی ہے
تری پاپوش اے ترک ستمگر سیف خانی ہے

ہر ایک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہے
دلیل اُس پہ ہمارے نظم کا کاف بیانی ہے

وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین اُن پہ ہماری بھی نشانی ہے

ترقیِ حسن کی کھنچنے نہین دیتی شبیہ اُسکی
ادھر بہزاد عاجز ہے اُدھر مجبور مانی ہے

خوش الحان نالہ کش مجھسا نہوگا باغ عالم مین
غذا میری دو نان گندم داو دخانی ہے

ہوائے اُڑ کے پہونچا اُس پری پیکر کے کوچے مین
وہ مجنون ہون جسے تخت سلیمان ناتوانی ہے

ستالے چار دن مجکو گیا جس روز جنت مین
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہے

تری فرقت مین اے یوسف خلیل وقت ہین عاشق
غم واندوہ حرمان کی ہمیشہ میہمانی ہے

خیال آیا ہے ہمکو اندنون مضمون گیسو کا
زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے

جسے دیکھا وہ ماہ چار وہ مطلوب ہے اُسکو
عزیز دل نہ ہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہے جو چاہے
کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے

نہین بننے کا سودا ہم سے اس بازار عالم مین
عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے

نگہ پھرتی ہے اُس کی یک بیک دیوانہ ہو دیگا
پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے اپنا اے آتش
موافق ہے فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

بہار باغ ایاغ شراب ارغوانی ہے
تسلسل خواہ دور جام و دور آسمانی ہے

سخن گوئی کا باعث عشق چشم یار جانی ہے
فسون پرداز کی دولت سے یہ معجز بیانی ہے

تجھے اے ترک زیبا دعوے صاحبقرانی ہے
کمر خنجر ترا لوح طلسم زندگانی ہے

کمر سے ہاتھون کو کسکا طوق کسکا بوسہ لے عاشق
دہن وہمی کمر اُس آفت جان کی گمانی ہے

فراق یار مین رو رو کے آنکھونکو مین کھوؤنگا
مین ہون یعقوب کا ہم چشم و یوسف کا ثانی ہے

حذر کر میرے گریہ سے نہ رلوا آسمان مجکو
یہ وہ سیلاب ہے جو خانہ ویرانی کا بانی ہے

نصیحت کرتے کرتے اُسنے دیوانہ کیا مجکو
الٰہی پند ناصح ہے کہ پریون کی کہانی ہے

وہ مکھڑا دیکھکر بھولین گے اپنی کشت کو دہقان
خط اُس محبوب کے رخسار گندم گون کا دھانی ہے

نہ آوارہ ہو دلمین ڈھونڈھ اُسے جو چاہے تو جسکا
یہی ویرانہ ہے جسمین کہ وہ گنج نہانی ہے

غنیمت سمجھین اس وحشی کو کمرسن دام مین اپنے
پھڑک کر جب اُڑا عنقا یہ طاؤس جوانی ہے

جو روتا ہون تو کہتا ہے وہ ہنسکر مجھ سے اے آتش
یہ کیا آزار ہے تجکو نہین بچتا جو پانی ہے

کہان تک آنکھون مین سُرخی شراب خواری سے
سفید ہو ہوے باز آ سیاہ کاری سے

رہا نہ پیچھے مین گریبان تری سواری سے
بلند گرد نہ ہونے دی اشکباری سے

سبوئے غنچہ ہے معمور و جام گل لبریز
ٹپک رہی ہے شراب ابر نوبہاری سے

جمال دوست ہون یٰسین کے بدلے وقت اخیر
سنون گا سورۂ یوسف زبان قاری سے

وصال شاہد مقصود ہو گا بعد فنا
وہ دلربا جو ملے گا تو جان نثاری سے

مروڑون کان کو مجنون کے مثل طفل شریر
عجب نہین یہ جنون کی بزرگواری سے

دکھاؤ ہنسکے صفا اکدن اپنے دندان کی
گہر ہین آگ کے مول اپنی آبداری سے

رقیب کو تری تلوار نیم جان رکھے
جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری سے

ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد
رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے

ترے دہان و کمر کا ہے ذکر ورد زبان
ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے

چمک رہی ہے بہت برق کو ملاؤن گا
ترے ڈوپٹے کی اُتری ہوئی کناری سے

تماشاے حسن مین اسکو خدا روا ن رکھے — قلم نے پانؤن نکالے ہین سرگزاری سے
سوال بوسہ پر انکار جبر کرنا ہے — کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے
ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار — دماغ تازہ رہین نکہت بہاری سے
اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تم کو — خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
حقیقت چمن وہ ہر سے جو ہو آگاہ — گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے

وصال یار نہین تو وصال کو رہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہو آہ وزاری سے

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجیے — طشت و سر موجود ہے شمشیر عریان کیجیے
وصل کی شب عیش وعشرت کا یہ سامان کیجیے — خود بھی عریان ہوجیے اُسکو بھی عریان کیجیے
اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین — توڑکر آئینہ اُس خودبین کو حیران کیجیے
کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی — صبح ہوجائے جو چاک اپنا گریبان کیجیے
راہ مین اکثر کنوان بنواتے ہین لوگ آپ بھی — فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجیے
مُنہ تو دکھلا دے خدا تیرا گلون سے پیشتر — چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجیے
یہ سیہ دل صورت گیسو نہو گا روسفید — خال وہ ہندو نہین جسکو مسلمان کیجیے
چھپکے آؤ آشکارا میرے گھر آئے تو کیا — اجر ہے اسکا بڑا جو خیر پنہان کیجیے
بلبل شیدا کے نالون سے یہ آتی ہے صدا — فصل گل ہے چار دن سیر گلستان کیجیے
اپنے کہنے سے اک آب تلخ تم پیتے نہین — آگ مین ہم کودتے ہین آپ اگر ہان کیجیے
یہ صدا ہے اُسکے مشتاقون کے گھر مین سے بلند — دیدہ و دل فرش یا انداز مہمان کیجیے

تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہین آئی بہار
بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اٹھکر گریبان کیجیے

پیری سے مرا نوع دگر حال ہوا ہے — وہ قد جو الف ساتھا سو اب دال ہوا ہے
مقبول مرے قول سے قوال ہوا ہے — صوفی کو غزل سُن کے مری حال ہوا ہے
اُن ہاتھون کی دولت سے کڑا مال ہوا ہے — اُن پانؤن سے آوازۂ خلخال ہوا ہے

البتہ اللہ بصد منت اُدھر سے
انکار تھا جس شے کا اب اقبال ہوا ہے

جب قتل کیا ہے کسی عاشق کو تو وان سے
جلاد کی تلوار کو رومال ہوا ہے

کس عقدہ کو اُس زلف کے کھولا نہین ہمنے
سلجھایا ہے اُلجھایا ہوا جو بال ہوا ہے

کس سر کو نہین یار کی رفتار کا سودا
معراج وہ سمجھا ہے جو پامال ہوا ہے

بیمار رہا برسون ہی عیسیٰ نفسون مین
پوچھا نہ کسی نے کبھی کیا حال ہوا ہے

جاوے جو صبا کوچۂ گیسو مین تو کہنا
سودائیون کا تیرے برا حال ہوا ہے

بو مشک کی ہان مین ہے تو عنبر کی بھرا مین
کچھ زلف سے بھی طرہ ترا خال ہوا ہے

لڑواتا ہے آپس مین خریدارونکو تیرے
دلال ترا قضیہ کا دلال ہوا ہے

دیدار ہے عام اہل نظر سے ہے اگر تو
دولت تیری خاطر سے جو کچھ مال ہوا ہے

اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا
برسون مین سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار سزاوار ہے آتش
خوشرو و خوش اسلوب و خوش اقبال ہوا ہے

یہ کمانداری ہے دم تک عاشق دلگیر کے
اس نشانہ کو اُڑا کر پر کٹینگے تیر کے

وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے

بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
فتنے ہوتے ہین مرید اُس کافر بے پیر کے

آشنا معنی سے بھی ہو جائینگے صورت پرست
دیکھ لینگے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے

ایک میرے قتل سے دو لطف اے قاتل ہمنے
زنگ دل تیرا مٹا جوہر کھلے شمشیر کے

کھائے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پر
داغ چند اس عشق مین کھلے اپنی بھی تقدیر کے

بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر
دیکھیے تعزیر اُسے قابل جو ہو تعزیر کے

گفتگو تو نے غرور حسن سے اے بت نہ کی
رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے

شہرہ ہے گیسوئے پیچان کا تمھارے ہر طرف
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے

جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے گا شکار
صید کے تودے لگا دینگے یہ دستے تیر کے

اپنے دیوانون کو صحرا اے عدم پہنچا دیا
چیر ڈالا ارہ سے مانگ اُس پری نے چیر کے

آج کل سے حسن پردہ نازنین نازاں نہین | عاشقون پر پیکر توڑے ہین دنداں شیر کے
قہقہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض | عاشق شیدا تمھاری چاند سی تصویر کے

دولت دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ
جس طرف آنکھ اُٹھ گئی تو دے لگے اکسیر کے

تیغ ابرو نہیں دی جانے کی اے دل خالی | سہل اس چوٹ کا کھا لینا ہے مشکل خالی
جو ستم چاہے سو کر یار نہ بد بر ہوں گے | کینہ سے رکھتے ہین سینہ ترے مائل خالی
تیغ خوش آب سے بہتری ہے توقع قاتل | سر سے پا تک نہ رہے زخم سے بسمل خالی
کیا پتنگے کی طرح ہم سے بھرا پھرتا ہے | کھینچ کر تیغ دل اپنا کرے قاتل خالی
دیتی ہے شان کریمی اُسے حسب دلخواہ | تیری درگاہ سے پھرتا نہیں سائل خالی
قصر تن سا بھی نہ دلچسپ کوئی گھر ہوگا | روح مہمان اسے کرتی ہے بہ مشکل خالی
دل بیدرد سے رہتی ہے گراں خاطر روح | بوجھ ناقہ کو ہے لیلیٰ سے یہ محمل خالی
برق وش یار کی فرقت میں ہوئے جب بیتاب | ابر باران کی طرح رو کے کیا دل خالی
ہفت اقلیم ترا بھرتی ہے دم اے محبوب | حُسن کے عشق سے کوئی نہین منزل خالی
فرقت یار مین جامہ سے ہون باہر رہتا | بیخودی رکھتی ہے مجھسے مری منزل خالی
تیرے دم سے ہین بجا اپنے حواس خمسہ | اُٹھ گیا تو تو ہوئی یار یہ محفل خالی
جنگ جو یار کا اصلاح پہ آیا نہ مزاج | عقل سے ہوتا ہے فی الواقعی جاہل خالی
کعبہ مین ہم کو ہے مقصود بہار فردوس | دل مین جا ہے تری اے حور شمائل خالی
دل کے بہلانے کو گلزار مین آنکلا ہون | ہر کو میرے نہ کرے شور عنادل خالی
روشنی حُسن کی رکھے گی زمانہ روشن | شمع رویون سے رہیگی نہ یہ محفل خالی
جام مین قطرۂ مے لب نہ مرے چھوڑینگے | مال کشتی کو کیا کرتے ہین ساحل خالی

قیس و فرہاد سے دلدادہ ہزارون آتش
تیشہ بیکار رہے گا نہ سلاسل خالی

سیکھے تیشہ کھینچنا رنج و محن کیا چاہیے | جان شیرین کھونیکو اے کوہکن کیا چاہیے

تیرے کشتون کو نہین پرواے رخت آخرت
ہو نہ ممکن تو شہیدون کو کفن کیا چاہیئے

مین گداے حسن ہون صورت ہی میری ہے سوال
پھر عرض مدعا مجھکو دہن کیا چاہیئے

دل جلا لینا کہین تیری طرح سے اے چراغ
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیئے

جامۂ عریانی ہی سے تنگ مین دیوانہ ہون
پھاڑ کھانیکو بدن کے پیرہن کیا چاہیئے

تو تو سودائی نہین میری طرح سے زلف کی
دخل روغن مین تجھے اے یاسمن کیا چاہیئے

جان کھونے کے لئے لازم نہین ہے عشق حسن
ڈوب مرنے کے لئے چاہ ذقن کیا چاہیئے

تیوری رہتی ہے چڑھی کچھ ہمکو سودا تو نہین
اس جبین پر گیسوؤنکی سی شکن کیا چاہیئے

یہ اشارہ کرتی ہے غربت مین شمشیر قضا
کھلے کہنا ہو جو کچھ اے بیوطن کیا چاہیئے

فکر رنگین ہم کو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار
مثل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیئے

چومتا ہون پاؤن اے آتش تو کہتا ہے وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیئے

صورت سے اُسکی بہتر صورت نہین ہے کوئی
دیدار یار سی بھی دولت نہین ہے کوئی

آنکھونکو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہے کوئی

ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہے کوئی

یہ کیا سمجھ کے کڑوے ہوتے ہین آپ ہمسے
پی جائے گا کسی کو شربت نہین ہے کوئی

مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
معذور رکھیئے وقت فرصت نہین ہے کوئی

ہم کیا کہین کسی سے کیا ہے طریق اپنا
مذہب نہین ہے کوئی ملت نہین ہے کوئی

دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
حاضر جو کچھ ہے اُسمین حجت نہین ہے کوئی

ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہے عارفون کا
ناآشنائے معنی صورت نہین ہے کوئی

دیوانون سے ہے اپنے یہ قول اُس پری کا
خاکی و آتشی سے نسبت نہین ہے کوئی

ہر ذرہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا
تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہے کوئی

نازان نہ حسن پر ہو مہمان ہے چار دنکا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہے کوئی

جان سے عزیز دلکو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون مین مجکو حسرت نہین ہے کوئی

یوں بد کہا کرو تم یوں مال کچھ نہ سمجھو
ہم سا بھی خیر خواہ دولت نہیں ہے کوئی

میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہوں اُس صنم کو
مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہیں ہے کوئی

مادشما کہہ و مہ کرتا ہے ذکر تیرا
اس داستان سے خالی صحبت نہیں ہے کوئی

شہر بتان ہے آتش اللہ کو کرو یاد
کس کو پکارتے ہو حضرت نہیں ہے کوئی

بازار دہر میں تری منزل کہاں نہ تھی
یوسف نہ جس میں ہو کوئی ایسی دُکان نہ تھی

زردی نے میرے رنگ کی مجکو رُلا دیا
ہنسوائے جو کسی کو یہ وہ زعفران نہ تھی

ظاہر سے نیکو برو یوں کو باطن خلاف تھا
شیریں لبوں کی طرح سے اُنکی زبان نہ تھی

منزل ہی دور ہے جو یہ پہونچے نہیں ہنوز
دم لینے والی راہ میں عمر رواں نہ تھی

دکھلائی سیر آنکھوں کو بام مراد کی
ایسی کوئی کمند کوئی نردبان نہ تھی

قوسِ قزح سے ہم نے بھی تشبیہ دی اُسے
چلہ نہ ہونے سے جو وہ ابرو کمان نہ تھی

آگاہ جذب عشق زلیخا سے تھا نہ حسن
یوسف کو چاہ میں خبر کاروان نہ تھی

یاد آگئی جو سلک گہر تیرے گوش کی
سوہانِ روح تھی مجھے شب کہکشان نہ تھی

رہ جانا پیچھے جسم کا جان سے عجب نہیں
کس کاروان کی گرد پسِ کاروان نہ تھی

نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا
ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی

عاشق کے سر کے ساتھ ہے سودائے کوئے یار
مومن نہ تھا وہ جسکو ہوائے جنان نہ تھی

بانگ جرس سے آگے ہر ایک کا قدم رہا
گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی

افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجئے
وہ کونسی بہار تھی جسکو خزان نہ تھی

نالوں سے ایک دن نہ کئے گرم گوش یار
آتش مگر تمھارے دہن میں زبان نہ تھی

لخت جگر کو کیونکر مژگانِ تر سنبھالے
یہ شاخ وہ نہیں جو بارِ ثمر سنبھالے

دیوانہ ہو کے کیوں کہ پھاڑا کرے گریبان
ممکن نہیں کہ دامن وہ بخیہ گر سنبھالے

تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا
منھ پر جو کھائے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے

اللہ ناتواں کو دے طاقت تو انا
ہیکل کا بوجھ انکی نازک کمر سنبھالے

تکیہ مین آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا
بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے

اکدم نہ بیٹھنے دیتی اُن کی تنک مزاجی
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے

وہ نخل خشک ہون مین اس گلشن جہان مین
پھرتا ہے باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے

اُڑتے ہین ہوش تیرے دیکھے سے اے پریرو
ممکن نہین حواس خمسہ بشر سنبھالے

حرف درشت سنکر ہین کان دل دکھاتے
اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے

ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی
لانا جواب خط کو اے نامہ بر سنبھالے

یا پھر کتر پر اسکے صیاد یا چھری پھیر
بے بال و پر نے تیرے پھر بال و پر سنبھالے

دردِ فراق آتش تڑپا رہا ہے ہم کو
اک ہاتھ دل سنبھالے ہے اک جگر سنبھالے

وہ کاوش خار خار غم کی ہم اے گلبدن نہ بھولے
تری بشاش صورت دیکھکر رنج و محن بھولے

جسے دیکھا وہ دیوانہ ہے تیرا باغ عالم مین
برنگ بوئے گل پھرتے ہین مردم پیرہن بھولے

ہو دے تکلیف تیرا مصحف رو انکو ایمانکی
کہے اللہ اکبر بت پرستی برہمن بھولے

لحد میں جا کے بزم دہر پھر ہمکو نہ یاد آئی
مزہ پایا یہ خلوت مین کہ لطف انجمن بھولے

فسون پرداز ہے شیرین زبانی میرے دلبر کی
کلام اللہ حافظ سُن کے اُس بت کا سخن بھولے

مزہ رکھتا نہین ہے صد ہم کا مجتمع ہونا
الہی تلخ گوئی تُنکے وہ شیرین دہن بھولے

نہیں اسباب دنیا کونسا کشتی گردون مین
وہ اُٹھ کر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن بھولے

کسی دن تو ہوا اے یوسف لقا تازہ دماغ اپنا
کبھی تو راہ اِدھر بھی تیری بوئے پیرہن بھولے

اُٹھا پردہ دوئی کا شاہد توحید کے رخ سے
ہوئے ہم دم بخود ایسے کہ ساری ما و من بھولے

گل رخسارہ صیاد سے جو عشق کا ئل ہو
قفس مین آشیانے کی ہوا مرغ چمن بھولے

تماشا گوشہ گیری دشت غربت کا دکھاتی ہے
وطن مین ہون مگر مجکو ہین یاران وطن بھولے

یہی اللہ سے آتش دعا ہے مرد مومن ہون
حواس خمسہ زائل ہون جو یاد پنجتن بھولے

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یاہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھسے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے
چھوٹے سے منھ کی سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

اے نسیم سحری پھر اسیران قفس
تحفہ ترنکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی

جن دنون عشق رُلاتا تھا ہمین صورت ابر
کون سی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی

کیا کہون اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یار سے ہرچند ملاقات نہ تھی

جسنے باندھے ہوے گاتی تجھے دیکھا پھڑکا
دلربا تھے تھی مری جان تری گات نہ تھی

خاک مین ملگئے اے شاہسوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا تو سن کی ترے لات نہ تھی

لب کے بوسہ کا ہے انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نہ تھی

کمر یار تھی ازبسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نہ تھی

بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کو لطیفہ تھی تری بات نہ تھی

نازو ادا ہے تجھ سے دلارام کے لیے
یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کیلئے

وحشت مین کعبہ کو جو گیا کوئے یار سے
لئے جنون نے جامۂ احرام کیلئے

عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت حضور کی نہین الزام کیلئے

کیا کیا جپے گی کیسا رٹے گی زبان اُسے
تسبیح ہمنے لی ہے ترے نام کیلئے

طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آغاز ہی مین روتے تھے انجام کیلئے

اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
اک دن شکست فاش ہے بادام کیلئے

وہ نونہال آئے الٰہی مراد پر
حاصل ہو پختگی ثمر خام کیلئے

ہرچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
ہوگا سفید صبح سے ہر شام کیلئے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہے
وہ نان کیلئے مرے یہ نام کیلئے

مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر
اے قصر یار بوسے لب بام کیلئے

کیا چشم مست یار سے تشبیہ دیجئے
کیفیت نگاہ نہین جام کے لئے

رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل
پیدا کئے ہین کشمکش دام کیلئے

دل میں سوائے یار جگہ ہو نہ غیر کی
خلوت سرا ہے خاص نہین عام کیلئے

جاتا ہے بہر غسل جو اسے خوش دماغ تو
جلتا ہے عود گرمی حمام کیلئے

آتش جو چاہے بائے توکل کی مفلسی
جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لئے

قفل در قبول نہ کھولے بعید ہے
انسان کے پاس دست دعا سے کلید ہے

دل کو خیال یار نہ ہووے بعید ہے
جوہر ہے آئینہ مین تو صورت کی دید ہے

نقصان جان بھی راہ خدا مین مفید ہے
مارا گیا جہاد مین جو وہ شہید ہے

انگشتری کا حلقہ ہے وہ ناف حلقہ دار
خال سیاہ اُس مین نگین حدید ہے

فقر و فنا کی بو نہین کس کے دماغ مین
عطار اپنے شہر کا ہر ایک فرید ہے

پاس ادب سے چلتے ہین عشاق سر کے بل
کوچہ مین اُس کے نقش قدم ناپدید ہے

آیا تو ہے وہ شوخ تماشائے باغ کو
مہندی ملے چمن مین تو لالہ شہید ہے

یہ ترک کردہ ہے شہ مردان سے پیر کی
دنیا کا خواستگار جو ہے زن مرید ہے

افطاری جام مے سحری ساغر شراب
مجھ رند کو شب رمضان روز عید ہے

کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ
پیر فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہے

گل چاک چاک کر رہے ہین اپنے پیرہن
شاید قبائے یار کی قطع و برید ہے

صانع ہے وہ یہ صورتین ہین اسکی صنعتین
اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے

ہمکو بھی قید غم سے چھڑا دو گلے لگو
زندانی چھوٹتے ہین تصدق مین عید ہے

لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کیطرح
بوسے حسین ان مین تو خوئے یزید ہے

اے بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو
قید نماز سے نہین قید شدید ہے

تحسین سمجھ اُسے جو یہ نفرین کرے تجھے
انصاف ان قریبون سے آتش بعید ہے

ہر چشم کو دیدار ترا مدّ نظر ہے
ہو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے

اُس خال اُس ابرو کی ہمین خوب خبر ہے
یہ گوئے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے

مو ہی رگِ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
مین ہیچمدان ہون مجھے کیا اسکی خبر ہے

بیکار بنائے نہیں آنکھون کے پیالے
دیدار کا سائل ہو جو یارائے نظر ہے

قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
پنہان یہ مسافر ہے عیان گردِ سفر ہے

گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
چشمک زنی انجم کی تجھے مدِّ نظر ہے

سونگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
اُس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہے

دیدِ کمرِ یار کی مشتاق ہین آنکھین
ہستی مین تماشائے عدم مدِّ نظر ہے

یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کسیکی
دو قطرۂ خون ہین نہ تو دل ہے نہ جگر ہے

شبنم کو رُلا کر وہ ہنساتا ہے گلون کو
خورشید سے بھی گرم مرا رشک قمر ہے

آفت ہے کوئی ذکر فقیرانہ ہمارا
اک نعرہ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے

کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
حاضر لئے آئینہ خورشید سحر ہے

کس گل کے ہوا خواہ ہو تمین ہے آتش مسکین
کس نور کے بکے کے لئے خاک بسر ہے

آسمان مر کے تو راحت ہو ہمین تھوڑی سی
پاؤن پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی

خوبخود دیکھ دل شیدا کو ہے اندوہ و ملال
کس جبین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی

مجکو حیرت ہے حسینون سے بچی ہے کیونکر
بادشاہون کے لئے چین جبین تھوڑی سی

نعمتِ فقر ہے موجود جسے رغبت ہو
آبِ شیرین مین ہے نانِ نمکین تھوڑی سی

کونسا گل نہین گلزارِ جہان مین مغرور
کسکے چہرے مین ہے یان چین جبین تھوڑی سی

میہمانون مین ہین اس خوانِ فلک کے ہم بھی
اپنی قسمت کی بھی ہے نانِ جوین تھوڑی سی

ہرگز اُن دانتون سے کرنا نہ صفا کا دعویٰ
آبرو تیری ہے اے دُرِّ ثمین تھوڑی سی

عفو ہو جائین گے ہر چند کہ لاکھون ہون گناہ
یہ عطا ہے تری رحمت کے قرین تھوڑی سی

چار دن اپنے مجنون سے محبت کر لے
لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی

اے جنون تنگ نہ ہو وسعت کونین کو دیکھ
یہین تھوڑی سی جگہ ہے نہ وہین تھوڑی سی

چند پریان بھی کر دن مثل سلیمان تسخیر
یہ قلمرو بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی

میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
اُسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سی

گوش زد ہو وہ کہ جو وہم وگمان مین بھی نہ ہو
گُنین باہنی بھی جو ارباب یقین تھوڑی سی

توبہ کرنی ہے گناہون سے تو کر لے غافل
ورنہ فرصت ہے دم بازپسین تھوڑی سی

مدت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ
کرلین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

موت کو سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی
روح قالب مین ہے دو روز کو مہمان آئی

بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب
للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی

ہم سے دیوانے بھی ہو دین گے پریکے سائل
اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی،

آئینہ نے رُخ انور پہ اجارا باندھا
شانہ کے حصہ مین وہ زلف پریشان آئی

یہ صفاتن مین کہان کتم عدم سے باہر
جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی

ڈھونڈین اپنے لئے معشوق کوئی گرما گرم
فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی،

گلشن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم
شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی

جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے
فارغ البال ہوا مین شب ہجران آئی

خط کا آغاز ہوا اُس رُخ نورانی پر
چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی

سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا نہین خوب
اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی

عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش
بوئے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی
کشتی مے سے موافق ہے ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی
ساتھ کیفیت کے چلتی ہے ہوا برسات کی

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل،
میکدے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی

دیدۂ تر سے ہمارے ہو گیا ہے سامنا،
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی

پنجۂ مرجان بنین گے تیرے ہاتھ اے بحر حسن
بے کیے شوخی نہین رہتی حنا برسات کی

روتے روتے عاشق شیدا ہزارون مر گئے
مانگی اُس دہقان پسر نے جو دعا برسات کی

اُڑ کے ٹپکا دے گی مجھ مخمور کے منھ مین شراب
پر لگا دے گی بط مے کو ہوا برسات کی

غسل کر کے تجکو بھی لازم ہے تبدیل لباس
چاندنی نکھری ہے خوب اے مہ لقا برسات کی

ابر مین بے نشہ کے اکدم رہا جاتا نہین
دختر رز ہے ہماری آشنا برسات کی

حسرت ساقی مین روتا ہون جو مین دل کھول کر
گرمیون مین چلنے لگتی ہے ہوا برسات کی

غم نہت کھلوا نہ مجھ گریبان کو تو اے ہجر یار
خوف بدہضمی کا رکھتی ہے غذا برسات کی

نے دیا۔ مجھ کو بیدردی ہے ابتو سا قبا
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

ساتھ دے گی کیا مرا ابر و نہین ساون کی جھڑی
سوزش دل سے نہین گرمی سوا برسات کی

پیکے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیے
دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی

کیف مے کا ابر باران مین ہوا دل کو جو ذوق
ہم نے بے ساقی کے رو رو کر جدا برسات کی

روتے روتے مرگیا اک برق وش کی یاد مین
قسمت آتش مین لکھی تھی قضا برسات کی

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہے
قطب کو جنبش نہین ہے آسمان گردش مین ہے

حیف ہے بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے
روز و شب جام مہ و خورشید یان گردش مین ہے

تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے
چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہے

پار اُترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی
سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہے

گرد پھرنیکا ترے سودا ہوا ہے ہم کو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہے

دائرہ مین عشق کے جس نے کہ مارا ہے قدم
صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہے

جستجو مین تیرا انجم کی طرح اے ماہ حسن — ذرّہ ذرّہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہے

گنبد گردون سے نکلو جس طرح سے ہو سکے
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش مین ہے

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ یا باقی — جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الا باقی
نوجوانی کی ہے پیری مین تمنا باقی — موسم گل کے گئے پر بھی ہے سودا باقی
دل کو اک سرو سے قد کی ہے تمنا باقی — روح کو ہے ہوسِ عالم بالا باقی
دیکھ لین ہے جو قیامت کا تماشا باقی — ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی
تنگ غنچہ سے دہن گو کہ ہے اُس گلرو کا — پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کیلئے جا باقی
رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک — مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی
جان پر بن گئی دم گننے لگا مین شب ہجر — گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی
ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہے — خم و خم خانہ ہے باقی ہے و مینا باقی
میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو — اُٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی
عشق کی شرط ادا کرلیتے ہین انشاء اللہ — کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی
آخر کار ہے میلے سے جہان کے چلنا — سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی
کون وارفتہ ترے گیسوئے پیچان کا نہین — کسکو سودا نہین یہ سلسلہ ہے تا باقی
فرقت یار مین مردہ سا پڑا رہتا ہون — روح قالب مین نہین جسم ہے تنہا باقی
ٹھوکرین مار کے مردونکو ہے زندہ کرتا — میرے یوسف سے ہے اعجاز مسیحا باقی،
یار سے کہیو یہ پیغام زبانی قاصد — کچھ نہین یاد تری یاد ہے الا باقی
دہن یار کا مضمون بھی کوئی باندھو نہین — مرد شاعر ہون نہ بچائے معمّا باقی
گریبان مین جو بھی آہِ شرر افشان کی — نہین رہنے کا مرے یار کے پردا باقی
فرقت یار مبدل نہین وصلت سے ہوئی — تیرنا ہے در مقصود کا دریا باقی
قامت یار سے کسدن ہو قیامت دیکھین — آج تک تو ہے وہی وعدہ فردا باقی
صبح تک وصل کی شب شام سے عریان رکھا — نہ رہا پیرہنِ یار کا پردا باقی

مشکل نزع بھی آسان ہو ہی جاتی ہے
نفس چند کی ہے روح کو ایذا باقی

اس قدر سینہ غمِ عشق سے معمور ہوا
نہ رہی دل مین مرے حسرتِ دنیا باقی

دہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے
نام باقی ہنین گو یا کہ ہے عنقا باقی

ٹکڑے ایسا مجھے قاتل نے کیا ہے کہ نہین
گور مین جا کے جدا ہونے کو اعضا باقی

دل مین لالہ ہی کے داغ رخ بیداغ نہین
سر سنبل مین بھی ہے زلف کا سودا باقی

محفل آباد ہے منھ پر سے نقاب الٹو تو
دیکھ لیگا کوئی ہووے گا جو بینا باقی

چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانۂ گیسوئے دراز
صبح ہو گی نہ رہے گی شب یلدا باقی

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا
مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے
جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے

حسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے

روے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے
سرو باغی قد بے بازو نظر آیا مجھے

راز دل افشا نہ ہو اے دل کہے رکھتا ہون
پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے

تیری تلوار اُس کو سمجھا مین اُسے مشتاق زخم
جب کوئی تشنہ کنارِ جو نظر آیا مجھے

دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کیطرف
یوسف اُس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے

دل شب فرقت رہا سینہ مین مردے کیطرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے

کہکشان نے ساق پائے یار کا دھو کا دیا
ماہِ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

سامنا رُخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز
رنگ اڑا ایسا گلِ شبّو نظر آیا مجھے

خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سُنا
سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے

اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے
بے طرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

جب ترے روئے عتاب آلودہ سے تشبیہ دی
لالہ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہے باغ عالم مین کہ جسکے واسطے
گل بھی آوارہ بہ رنگِ بو نظر آیا مجھے

حاجیون کیطرح سے مین نے کیا اُس کا طواف
کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تونے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا بیکار عیب حسن نے
دست و پا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے

مہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو بسکہ صاف
قطعۂ اُستاد چار ابرو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری ناواقفِ جادو نظر آیا مجھے

تونے زلفون کو اُلجھ پڑتے سے منڈوایا جو یار
شاہبازِ حسن بے بازو نظر آیا مجھے

تیرے دندان مین دکھائی دی جو مسی کی لکیر
اے پری دُرِّ نجف مین مو نظر آیا مجھے

مشک و عنبر کی بھی بو چین و شکن کے ساتھ ہے
طرۂ سنبل پہ بھی وہ گیسو نظر آیا مجھے

بے تصنع اُس کو سمجھا مین نے تیغ بے نیام
جیب ترا بے آستین بازو نظر آیا مجھے

یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

کیا اب کہیے کہ ہے سوزشِ داغ جگر ایسی
سنتا نہین وہ غیرت شمس و قمر ایسی

کوشش کا ارادہ ہے رہِ مہر و وفا مین
پھر کھل نہ سکے باندھیے کس کر کمر ایسی

پیری مین جلاتا ہے جو دل داغ جوانی
پنبہ سے بھی گرمی نہین کرتا شرر ایسی

نازک ہے رگ گل سے فزون بال سے باریک
دیکھی نہین البتہ سنی ہے کمر ایسی

مشکل ہوئی ہے روح کو قالب سے جدائی
چھٹتی ہی نہین لپٹی ہے گرد سفر ایسی

کیونکر نہ مرا شعر ہو عالم کی زبان زد
مشہور بہت ہوتی ہے جھوٹی خبر ایسی

بیدار ہون مُنھ دیکھ کے اُس مہر لقا کا
وہ شام کہان ہے جو دکھلائے سحر ایسی

ہووے نہ صفا مین ترے دانتون کے مقابل
پیدا تو کرے قدر و شرافت گہر ایسی

کیا سینہ اُس ابرو سے بچا سکتا ہے دلکو
شمشیر قضا رو کے نہین ہے سپر ایسی

زلفون کی طرح تا کمر یار رہو پہنچتی
اے کاش رسا ہوتی یہ عقل بشر ایسی

محبوب نہین باغ جہان مین کوئی تجھسا
بو رکھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی

تیرے لب لعلین کا نہین سہل پرکھنا
وہ جوہری ہے جس کو خدا دے نظر ایسی

دنیا کی نہ ہے فکر نہ عقبےٰ کا تردد
آتش کہو آئی ہے طبیعت کدھر ایسی

ن: باریک ہے رگ گل سے فزون بال سے غلط

جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے
فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے
اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہے

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہے
گردن وہ ہے جو بہرِ تماشا بلند ہے

پروانے جلتے ہیں تری برقِ جمال سے
شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہے

بیداغ ہوتے سے رُخِ رنگین یار کے
داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے

دو ساغر شراب ہیں دو چشم مست یار
گردن مثال گردن مینا بلند ہے

خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ
کیا اندنوں زُحل کا ستارا بلند ہے

طوفانِ نوح ہے مرے اشکونکے جوش سے
مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے

افضل نہ ہوگا بڑھ کے ترے قد سے سرو باغ
کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے

باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین
بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے

دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے
شعلہ ثرے سے تا بہ ثریا بلند ہے

سبزہ سے روئے یار کے ہے ابروؤنکو فوق
فرمان کے خط سے منزل طغرا بلند ہے

بحرِ جہان مین حالتِ مجنون بنائیے
ہر ایک حباب محمل لیلےٰ بلند ہے

پوشاک سُرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے
اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہے

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو
شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے

مجھ سے مستی مین جو ہون شیشۂ و ساغر ٹکڑے
ساقیا کیجیو میرے بھی برابر ٹکڑے

موسم گُل ہے جنون خیز بہار گُل ہے
اُڑتے پھرتے ہین گریبان کے ہو ہو کر ٹکڑے

مستحق اِس کا ہما بھی ہے سگِ یار بھی ہے
استخوانون کے مرے دو ہون برابر ٹکڑے

مجھ گدا کو جو ہے گدڑی مین تکلف منظور
ہوتے ہین اطلس و کمخواب و مشجر ٹکڑے

دل صد پارہ کو ڈھونڈھا ہے جو اُس کوچہ مین
ہاتھ آئے ہین مجھے شیشے کے اکثر ٹکڑے

نعمت فقر سے مخلوظ ہوا ہون ایسا
خشک کر کے انھین کھاؤن جو ملین تر ٹکڑے

تری تلوار کی بُرش کا ہے شہرہ قاتل
ہم بھی دیکھین تو ہمین کرتے ہو کیونکر ٹکڑے

آشنا صورتِ ہفتاد و دو ملت سے ہوئین
آئینۂ دل کا ہے پہلو مین بہتر ٹکڑے

سنگ در پر کسی محبوب کے دے پٹکون گا
پر دماغی جو یہی ہے تو ہوا سر ٹکڑے

نعمتِ فقر مین بھی خو ہے نہین تنہا خوری
بانٹ کھاتا ہون جو ہوتے ہین میسر ٹکڑے

نامۂ شوق کا عاشق کے ہے وہانسے یہ جواب
پرزے خط ہوتا ہے بازوے کبوتر ٹکڑے

سر فرہاد کے تیشہ سے یہ آتی ہے صدا
کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ٹکڑے

جڑ دئے ہین دہنِ یار مین دانتون کی جگہ
دستِ قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ٹکڑے

زخمِ کاری کا جو سائل ہون کسی ترک سے مین
یہ گدائی کا اثر ہو کہ ہو خنجر ٹکڑے

ستم و قہر و غضب ہے روشِ مستانہ
شیشۂ دل کو کرے گی تری ٹھوکر ٹکڑے

چند بوسون سے بسر ہوتی ہے مجھ سائل کی
درگہ حسن سے ہین میرے مقرر ٹکڑے

نظر آئی مرے بدخو کو جو صورت ٹیڑھی
ساتھ آئینہ کے ہووے گا سکندر ٹکڑے

ازّہ کی چال جو گلشن مین چلا وہ خوش قد
دل عاشق کی طرح ہون گے صنوبر ٹکڑے

درِ سلطان کا گدا ہون مین گدا اے آتش
نانِ نعمت کے کھلاتا ہے مقدر ٹکڑے

خوشخطون پر جو طبیعت مری آئی ہوتی
تجھسے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینہ سے تمنے جو لڑائی ہوتی
رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تارِ سنبل کوئی کہتا ہے رگِ گل کوئی
کمرِ یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب مین وہ قدِ دلکش جو نظر آجاتا
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمرِ یار بھی آنکھون کو دکھائی دیگی
ناف تک تو ہے نگاہون کی رسائی ہوتی

صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا
دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشمِ بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے
بوئے گل پیرہنِ یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سنتا
گوش گل تک درِ شبنم کی رسائی ہوتی

ہم نے چوما دہنِ یار کو گستاخی سے
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیان آب گہر کی بھی جو خوشرو کرتے
تیرے دانتون کی نہ دانتونمین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین اُس راحتِ جان کا آتش
رُوح و قالب مین ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ مین جوہر کہان وہ ابروے خمدار کے
زخم دکھلاتی نہین دیتے ہین اس تلوار کے

ڈال دیتا ہون جو مین اُسکو گلے مین یار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے

رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اُس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

حلقۂ چشم پری روزن ہین قصرِ یار کے
جن چڑھے اُس پر جو ٹھہرے سایہ مین دیوار کے

گوش افسانے سُنے تو تجھسے خوشرو یار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

دن بسر ہوتا ہے یون سودے مین کوے یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے

فرش گل کو بھی قدم سے کیجئے اپنے سرفراز
گل بھی سبزہ کی طرح پامال ہون رفتار کے

لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قدِ یار کے

چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار
بورئے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

چشم وحدت بین سے لازم ہے تماشائے چمن
خار و گل دونون بغل پروردہ ہین گلزار کے

کس طرف بھجوائے ہمکو دیکھیے سلطانِ عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین یہ اِس سرکار کے

مرہم زنگار ہے زخمی کو خطِ سبز یار
خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند
طُرہ کے قابل ہے سر گردن ہی لائق ہار کے

بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
تختے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے

ہمکو درپردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی اُن سے ہو سائل جو ہون دیدار کے

خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طُرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

حُسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے

روئے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو
لالہ و گل کی رگین ہین اور نشتر خار کے

واقعہ منصور کا سُن کر کھلا ہم کو یہ راز
حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہے تو اے سفاک اُٹھا دو بھی
زخم اوچھے ہنستے ہین مُنھ پر تری تلوار کے

جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے

باغ مین پی ہے شراب اُس گلبدن نے بارہا
پھیپھڑے اکثر کیے ہین لالہ کی دستار کے

کعبہ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

تا ہمی ابنی پردہ ہے دیدار کے لئے
ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لئے

نور تجلی سہے ترے رخسار کے لئے
آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لئے

فدیے بہت اُس ابروِ خمدار کے لئے
جو رنگ کی کمی نہین تلوار کے لئے

قول اپنا ہے یہ سبحۂ زنار کے لئے
دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کیلئے

لطفِ چمن ہے بُلبُل گلزار کے لئے
کیفیت شراب ہے میخوار کے لئے

سیری نہ ہوگی تشنۂ دیدار کے لئے
پانی نہین چہ ذقنِ یار کے لئے

اُتنی ہی ہے نمود میرے یار کے لئے
شہرہ ہے جس قدر مرے اشعار کے لئے

دشت عدم سے آتے ہین باغ جہا مین ہم
بے داغ لالہ و گل بیخار کے لئے

شمشاد اپنے طُرّے کو بیچے تو لیجئے
اُس لالہ رو کی پٹّی دستار کے لئے

دو آنکھین چہرہ پر نہین تیرے فقیر کے
دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کیلئے

سرمہ لگایا کیجیے آنکھون مین مہربان
اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لئے

حلقہ مین زلفِ یار کے موتی پرویے
دندان ضرور ہین دہنِ مار کے لئے

گفت و شنید مین ہون بسر دن بہار کے
گل کے لئے ہے گوش زبان خار کیلئے

بے یار سر پٹکنے سے ہلتا ہے گھر مرا
رہتا ہے زلزلہ در و دیوار کے لئے

بیٹھا جو اُس کے سایہ مین دیوانہ ہو گیا
سایہ پری کا ہے تری دیوار کے لئے

بلبل ہی کو بہار کے جانیکا غم نہین
ہر برگ ہاتھ ملتا ہے گلزار کے لئے

اے شاہ حُسن زلف و رُخ و گوش و چشم و لب
کیا کیا علاقے ہین تری سرکار کے لئے

چال ابر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر
طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لئے

آیا جو دیکھنے ترے حسن و جمال کو
پکڑا گیا وہ عشق کی بیگار کے لئے

حاجت نہین بناؤ کی اے نازنین تجھے
زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے

بیمار تندرست ہو دیکھے جو روئے یار
کیا چاشنی ہے شربت دیدار کے لئے

اُس بادشاہِ حُسن کی منزل مین چاہیئے
بالِ ہما کی پرچھتی دیوار کے لئے

سودائے زلف یار مین کافر ہوا ہون مین
سنبل کے تار چاہئین زنار کے لئے

زنجیر و طوق جو کہ ہے بازار دہر مین
سودا ہے اُس پری کے خریدار کے لئے

جونانین گے بعد فنا اپنے اُستخوان
دولت سرائے یار کی دیوار کے لئے

معشوق کی زبان سے ہے دشنام دلپذیر
شیرینی زہر ہے تری گفتار کے لئے

جان سے عزیز تر ہے مرے دلکو داغ عشق
مہتاب ہے لحد کی شب تار کے لئے

وہ مست خواب چشم ہے کوئی بلائے بد
کیا مرتبہ ہے فتنۂ بیدار کے لئے

خلوت سے انجمن کا کہان یار کو دماغ
وہ جنس بے بہا نہین بازار کے لئے

پہنا ہے جب سے تو نے شب ماہ مین اُسے
کیا کیا شگوفے پھولتے ہین ہار کے لئے

چھکڑا ہوئے ہین سوچ کے راہ وفا مین پاؤن
پہیئے لگائیے انھین رفتار کے لئے

جو مشتری ہے بندہ ہے اُس خوش جمال کا
یوسف بنے غلام خریدار کے لئے

سونے کے پتے ہو دین ہر اک گل کے کان مین
مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لئے

گلہائے زخم سے ہون شہادت طلب نہال
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لئے

اندھیر ہے جو دم کی نہ اُس کے ہو روشنی
یوسف مرا چراغ ہے بازار کے لئے

احسان جو ابتدا سے ہے آتش وہی ہے آج
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لئے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے
شل ہو گئے جو پاؤن تو ہم سر کے بل چلے

جوبن سے اپنے زیب دہ باغ ڈھل چلے
رنگ ان گلون کے چار ہی دن مین بدل چلے

لیجائینگے بہا کے خطِ شوق یار تک
قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے

خط یادگار چھوڑ چلے گیسوانِ یار
یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اُگل چلے

اڑہ کی پھبتی کہکے اُنھین کاٹیے ذرا
شمشاد سرو قد سے تمھارے نکل چلے

ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
مے کیا ہے وہ دودھ جو پیکر اُبل چلے

درگاہِ یار سے یہ کرامت نہین بعید
کُھلجا ہین پاؤن راہ میں لیکے جو شل چلے

سر ہاتھ پہ لئے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے

جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے

کی دلولون نے شوق کی تکلیف کوئے یار
لیکر مجھے بہشت مین حسنِ عمل چلے

اتنی شکار گاہ جہان مین ہے آرزو
ہم سامنے ہون اور تمھارے رنجل چلے

اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس
وہ کوہ سے تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے

ثابت ہوا جو کشتۂ دندانِ یار مین
ہنس آکے قبر پہ مری موتی اوگل چلے

بانکی ادا سے قتل اُنھون نے کیا ہمین
مہندی لگا کے پاؤن مین بچھوے کے بل چلے

دل بھر کے سیر کی نہ خرابات دہر کی
سیلاب کی طرح سے ہم آج آئے کل چلے

بے دام و دانہ چاہیئے بلبل اسیر ہو
عطر گلاب باغ مین صیاد مل چلے

طرفہ پری ہے کوئی نسیم بہار بھی
دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے

آنکھین تمھاری پھر گئین آئینہ دیکھکر
آخر غرور حسن سے تیور بدل چلے

آسودہ سیر ہو کے ہوئے اپنی جان سے
خوان فلک سے ہم غم و غصہ نگل چلے

یاد آ گئے چمن مین وہ مہندی لگائے پاؤن
مہندی کی پڑتی دیکھ کے ہم ہاتھ مل چلے

آئے جو کیف نے مین وہ گلگشت باغ کو
غنچہ سے ٹوپی لالہ سے پگڑی بدل چلے

تڑپا جو مین فشار لحد کے عذاب سے
کھڑ کھڑا اُٹھی گور قبر کے تختے نکل چلے

لِلّٰہ چلئے سایۂ دیوار یار مین
گرمی سے آفتاب کے آتش پگھل چلے

چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے
دکھلا رہا ہے رنگ گلستان نئے نئے

کرتا ہے ناز وہ شہ خوبان نئے نئے
آئین تازہ تازہ ہین فرمان نئے نئے

سودائے زلف یار مین یہ چاہتا ہے شوق
آنکھین ہون اور خواب پریشان نئے نئے

کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ
نکلے ہین منھ مین یار کے دندان نئے نئے

پروانون کے شریک ہون جلنے مین قمریان
روشن ہوئے ہین سرو چراغان نئے نئے

بدتر ہے حال اُس بر عنعب کے شوق مین
دیتا ہے داغ سیب زنخدان نئے نئے

دریائے قہر یار جو آجائے جوش مین
پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے

ویرانہ شہر ہون تری شمشیر ناز سے
آباد ہو وین گنج شہیدان نئے نئے

وہ زخم تیغ عشق ہون مین روزگار مین
منھ سے لگے ہین جس کے نمکدان نئے نئے

اے ترک جیسے سنبل سودا ہے سر مرا
گیسو ترے ہوئے تھے پریشان نئے نئے

گہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان
لاتی ہے سانگ یار کی مژگان نئے نئے

ہون کہنہ عاشق رُخ محبوب آئین گے
سویم مین میرے حافظ قرآن نئے نئے

رہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے

رخسار خط نکالے گا اُس شاہ حسن کا
پیدا کرے کا مور سلیمان نئے نئے

قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے

کیا باغ کوئے یار ہے سیر اسکی کیجئے
آتش شگوفے پھوٹتے ہین یان نئے نئے

جوہر نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
لیکر قفس کو اُڑ گئے رکھا جو پر کھلے

شیشے شراب کے رہین آٹھون پہر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے،

کچھ تو ہمین حقیقت شمس و قمر کھلے
کس کجکلہ کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے

انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
پردہ اُٹھا کہ یہ دہ شمس و قمر کھلے

رنگریز کی دُکان مین بھرے ہین ہزار رنگ
طرہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے

کیا چیز ہے عبارت رنگین مین شرح شوق
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے

جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے

حیوان پہ آدمی کو شرف نطق سے ہوا
شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے

یوسف کی اک دُکان مین ہندو تو تلاش کی
بازار کون کون سے اے بے خبر کھلے

شیرین دہن سے تیرے تعجب ہے گفتگو
اعجاز ہے اگر گرہ نیشکر کھلے،

کٹ جائے وہ زبان نہ ہو جس سے دعائے خیر
پھوٹے وہ آنکھ جو کہ نہ وقت سحر کھلے،

کوتہ ہے اسقدر مرے قد پر ردائے عیش
ڈھانکون جو پانؤن کو تو یقین ہے کہ سر کھلے

قاتل جزائے خیر ملے تیری تیغ کو
زخمون کے منہ کھلے نہین جنت کے د کھلے

فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام
مے کی دکان شام کھلے یا سحر کھلے

پاپوش ہم نے ماری ہے دستار و تاج پر
سودائے زلف یار مین رہتے ہین سر کھلے

کیف شراب ناب کا انجام ہو بخیر
شلوار بند ساقی رشک قمر کھلے

ناخواندہ شرح شوق جلائے گئے خطوط
باندھے گئے وہ جو کہ مرے نامہ بر کھلے

چاہے صفا تو ساتھ طہارت کے ذکر کر
پرہیز کر تو تجھکو دوا کا اثر کھلے

ہنسکر دکھائے دانت جو ہمکو تو کیا ہوا
لے لیجئے جو قیمت سلکِ گہر کھلے

کہتا ہون راز عشق مگر ساتھ شرط کے
کانون ہی تک رہے نہ زبان کو خبر کھلے

مشتاق بندشون کے ہین خوبون کو چاہیئے
بندھوائین شاعرون سے جو اُنکی کمر کھلے

رُکتی نہ اُس سے چوٹ نہ چلتی یہ قاتلا
ہاتھون سے تیرے جوہر تیغ و سپر کھلے

مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر
دیوانہ ہو جو حال قضاؤ قدر کھلے

چلنا پڑے گا یار کی خدمت مین سر کے بل
سمجھے ہو کیا جو بیٹھے ہو آتش کمر کھلے

نکہتِ گل سے مجھے یار کی بو آتی ہے
خار سے یاد اُلجھ پڑنے کی خو آتی ہے

شرم تجھکو بہت اے آئینہ رو آتی ہے
میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہے

صبح تک دیدۂ تر سے نہین آنسو تھمتے
پانی کرنے کو شب ہجر لہو آتی ہے

موسمِ گل کی ہوا نے کئے ساقی بیکار
بطے اُڑ کے لب مست کو چھو آتی ہے

فصل گل باقی ہے کرون گا گریبان پھر چاک
آنے دو سوزن اگر بہرِ رفو آتی ہے

پاک دامانیِ معشوق کا سودا ہے جنھین
نیند اُن کو نہین بے قید وضو آتی ہے

کون سا نقش قدم چاندسی تصویر نہین
اُس صنم کو روشِ خامۂ مو آتی ہے

ساز کی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالان
چھیڑ طرفہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہے

خون دل آنکھون میں اسطرح سے بھر جاتا ہے
جام میں جیسے کہ صہبائے سبو آتی ہے

قد مین اُس حور کے طوبا کا ہے سارا انداز
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے

کمرِ یار کی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوے طوق گلو آتی ہے

دور پہونچا ہے کمال اُس کی صفا کا شہرہ
دیکھنے حور وہ آئینہ رو آتی ہے

کرم حق سے ہے گلزار تو گُل سر سبز
کیا کئے دریا سے مرے باغ میں جو آتی ہے

خوش تماشی وہ نہیں جامہ عریانی کی
اس میں کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے

یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے اے موت
قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے

مے سے کرتا نہیں لبریز اسے تو ساقی
قالب جام مین یہ روح سبو آتی ہے

سرو قد کا ترے سودا جو سنا ہے قمری
سیر سے سر مارنے کو طوقِ گلو آتی ہے

حلقہ ناف سے یہ عقدہ کھلا اے آتش
کمرِ یار کو بھی پیچش مو آتی ہے

❧

تمام ہوا دیوان اوّل

خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشقِ شیدا علی مرتضےٰ کا ہو گیا ‏— دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا
قرب حق حاصل ہے اُسکو مرد عارف ہو وہی ‏— یا علی پیرو جو تجھسے پیشوا کا ہو گیا
ساختہ پرداختہ تیری ہے ساری کائنات ‏— حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہو گیا
وقت مشکل مین کہا جو قت یا مشکلکشا ‏— سہل چھٹکارا گرفتار بلا کا ہو گیا

کون تجھ سا ہے ولی اللہ اے مولا مرے
کعبہ پیدایش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

وہ رنگ سرخ ہے کیف شراب سے ہوتا ‏— ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا
غرورِ حُسن نے نازان کیا اُنھیں ورنہ ‏— نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا
نزاکتِ بدنِ نازنینِ یار نہ پوچھ ‏— کمر مین درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہے ‏— ستم بہت ہے تمھارے حجاب سے ہوتا
ترے پسینہ کا دھوکا ہی دے دیا کرتے ‏— عرق عرق ہون مین بوئے گلاب سے ہوتا
یہ کیسے نالے ہین سودائے چشم مین اپنے ‏— کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا
نظارہ بازی بجز جہان ہے شغل اپنا ‏— وہ ہم بھی کرتے ہین جو ہے حجاب سے ہوتا
تمھارے کشتۂ رخسار کی جو خاک اُڑتی ‏— ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

دلِ برشتہ کو وہ ترک یاد آتا ہے
جگر کباب ہے بوئے کباب سے ہوتا

چکور ہوتے ہیں رخسارِ یار کے صدقے
کمال ماہ ہے حُسن شباب سے ہوتا

کھلا یہ روئے مخطط سے یار کے ہم کو
یہ مدّعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا

قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع
کمال تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا

وہ گلعذار منڈاتا ہے خط نورس کو
چمن کا سبزہ ہے خارج حساب سے ہوتا

کمی محال ہے تیرے کرم مین اے محبوب
کنارہ کش نہین دریا حباب سے ہوتا

چھپاؤن بجائے سے مین خاک داغ سودا کو
درشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا

غبار بن کے لپٹتا مین دامن زین سے
جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا

پھندا یا یار کے گھر مین تو کیا کیا۔ کم تھا
جو کچھ کہ ہمّت عالی جناب سے ہوتا

شراب خواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناورون کا گذارا ہے آب سے ہوتا

ہزار طرح سے ثابت ہے وہ وہان ہوتا
کلام کرتے ہم اُس سے جو رمزدان ہوتا

بتون کے حسن سے ہے نور حق عیان ہوتا
مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا

فغان و آہ سے ہے سوز دل عیان ہوتا
دلیل آگ کے ہونے کی ہے دھوان ہوتا

بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
حکیم تھا وہ جو ان کا مزا جدان ہوتا

یہی رہا ذقن یار دیکھ کر افسوس
اُچک کے گرتے ہم اُس مین اگر کنوان ہوتا

جواب رکھتا نہ گیسوئے یار گُشتی مین
بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا

یقین ہے مرد مسلمان بھی سجدہ کرتے اُسے
ترش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا

مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہے
خدا کا بندۂ مومن ہے میہمان ہوتا

نہ پوچھ رعلم محبت سے کیا کھلا مجھکو
یقین ہوا وہ کہ جس کا نہ تھا گُمان ہوتا

وہی ہے صدر نشین بزم خاکساران مین
صفِ نعال مین جس کا کہ ہے مکان ہوتا

اُداس قالب خاکی مین روح رہتی ہے
مکان سے تنگ ہے مشتاق لامکان ہوتا

فراغ حال ہے دشوار خوشنوایون کو
قفس سے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا

ترے شہید کا دھوکا تھا دیکھا اے ترک
جو کربلائے معلیٰ میں ارغوان ہوتا

ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر
یہ رنگ زرد تماشائے زعفران ہوتا

زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دل میں
خیال یار ہے اس گھر میں میہمان ہوتا

گلوں سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھوں
زبان کا درد نہیں گوش سے بیان ہوتا

جو کرتی آتش سودائے زلفِ یار اُسے زرد
یقین ہے مشک سیہ فام زعفران ہوتا

یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی
محیطِ خون تری شمشیر سے روان ہوتا

لباس سرخ سے کرتا ہے یار خونریزی
حسینوں میں بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا

گرا یہ رہنے کو سودائے زلف میں لیتے
کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا،

خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے
نہ مُہر ہوتی ہے اُس پہ نہ ہے نشان ہوتا

جو لکھتے ہم خم ابروئے یار کی توصیف
قلم جو تیر بھی ہوتا تو پھر کمان ہوتا

نیازمند نہ ہوتا تو پوچھتا ہوں میں
یہ ناز آپ جو کرتے ہیں پھر کہاں ہوتا

دکھاتے ہیں رقم خال و مد ابرو کو
سر حساب ہے اُن سے سیاق دان ہوتا

گلوری پان کی کھا کر جو آپ ہنس پڑتے
شگفتہ گل کی طرح غنچۂ دہان ہوتا

نگاہ ناز تمہاری ہی رخ جدھر کرتی
نشست تیر کے قابل ہے وہ مکان ہوتا

صدا جرس کی ہے غنچوں کے کھلنے سے آتی
روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا

خوشا نصیب ہوا فرط سے یہ جس دل میں
کمال ذوق سے ہے وصلِ جاودان ہوتا

بلند پایہ کرے گی وہ زلف شانہ کو
کمند سے بھی تو ہے کار نردبان ہوتا

تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے
خلاف ہم سے جو ہوتا تو آسمان ہوتا

حقیقت دہن یار عقل سے یہ کھلی
اُسی محل میں خموشی کا ہے مکان ہوتا

بقدر حوصلہ جو چاہے لے لے داغ جنون
بہار گل میں یہ سودا نہیں گران ہوتا

نہیں جگہ ترے مردود کو نہیں رہتی
ہر اِک طرف سے ہے اُس پہ کہاں کہاں ہوتا

نقاب اُلٹ کے وہ دیدار عام کرتے ہیں
قیامت آئی اِکھٹا ہے دو جہان ہوتا

کوئی ہزار کہے کب کسی کی سنتا ہے
بہارِ گل میں ہے دیوانہ باغبان ہوتا

یہ ناگوار طبیعت ہے نعمت دنیا
نوالہ حلق مین اپنے ہے استخوان ہوتا

یقین ہے آبلے پڑ پڑ کے پھوٹ بہتے تو
بیان حال جو آتش کا اسے زبان ہوتا

کام رہنے کا نہین بند اپنا
بندہ پرور ہے خداوند اپنا

اپنی قسمت کا ہو وہ بوسۂ لب
ہمکو چکھوائے مزہ قند اپنا

دیکھیے کستے ہین کب تک وہ ہمین
امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا

اے پری رو ہون ترے دیوانے
دیکھین سودا جو خردمند اپنا

کیا ملائے گا ذقن سے تیرے
زرد رو سیب ثمرقند اپنا

کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز
کس کو پیارا نہین فرزند اپنا

سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر
رزق ہے شہد شکرخند اپنا

سر کو سودا ہے کسی کاکل کا
دل ہے زنجیر کا پابند اپنا

شجر قدس ہین ہم عالم مین
اس چمن مین نہین پیوند اپنا

تیغ قاتل سے اُڑینگے ٹکڑے
بند سے ہوگا جدا بند اپنا

ناصحا چپ نہ بس اب بکبک کر
سر پھراتی ہے تری پند اپنا

دور بھاگین گے نہ ہم آب کی طرح
پاس تم کو نہ ہو ہر چند اپنا

سر ترا ہم کو ہے مصحف کی جگہ
ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہے غنی،
ہم کو آتش دل خرسند اپنا،

پامال کیجیے انھین رفتار ناز کا
طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی بناز کا

لکھتا ہون وصف اُن مژہائے دراز کا
لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا

ساقی سمائے اُس مین ہزارون خم شراب
کشتی مے کو ظرف خدا دے جہاز کا

اللہ رے صفائے بیان حدیث دوست
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا

ہوتا ہے شعبدون سے ترے آسمان سفید
اُڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازیان
انداز سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا

ظاہر ہے گرم جوشی پروانہ کا اثر
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا

ساقی زلال وورد جو توفیق ہو سودے
مستون کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا

ہو جائے حُسن معنی بے صورت آشکار
روئے حقیقت اُلٹے جو پردہ مجاز کا

آنکھین ہین ہجر یار مین لبریز اشک سُرخ
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا

ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر
مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا

ہجرانِ یار مین تنِ خاکی سے تنگ ہین
ایذائے مُرغ روح کو چنگل ہے باز کا

سودائے عشق مین نہ رہی شانِ خواجگی
محمود بندہ ہو گیا حُسنِ ایاز کا

پتلون سے خاک کے یہ گڑھے بھر چکین کہین
ڈھلمٹے زمین کے نشیب و فراز کا

ساحل سمجھتے ہین تہِ دریائے عشق کو
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا

حُسن و جمال نوز جو اسلام کا دکھائے
دیوانہ پری ہو معتقد نماز کا

عمر خضر سے اُس کی زیادہ ہو زندگی
دھوون پیئے جو یار کی زلف دراز کا

اللہ کے فقیر کا دل کیون نہ ہو غنی
تکیہ ہے کیسے خسروِ مسکین نواز کا

نیرنگ حُسن و عشق کی اللہ رسے بہار
بے کار کوئی فعل نہین کارساز کا

عشق نہفتہ ہووے گا اشکون سے آشکار
یہ طفل کھیل کھیلین گے افشائے راز کا

بیمار عشق کے لئے ممکن نہین شفا
پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا

چھپکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا

مجھ رند کو حلال ہے گو مے حرام ہے
پیر مغان کا حکم ہے اُس مین جواز کا

آتش جگہ نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہین اس شہد آز کا

حُسن سے دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا
آگے اِس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا

بوسہ لینے نے کیا ثابت دہانِ یار کو
جس کو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا

موسمِ گل کی ہوا کرنے لگی نازہ پری
سکہ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا

ہوش اُڑ اے صورت آبادجہان کی دیکھ کے
تیلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحرِ حسن
بند جذبِ عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا

جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا

سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کر کے حسن رسوا ہو گیا

اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا

فی الحقیقہ مرد شن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مُصفّا ہو گیا

تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشک حور
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا

آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگسِ شہلا کا صحرا ہو گیا

آگ پر رکھوا کے جلوانا نہ تھا فرعون کو
سنجشا نے سے بھی روشن دست موسیٰ ہو گیا

حمکدے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی
شیر دایہ میکشون کو خون مینا ہو گیا

تیغ سے وہ ابرو خمدار ہے خونریز تر
جوہر ادراک سے حل یہ معمّا ہو گیا

گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شرحِ شوق
دل مرا نالون سے ناقوس کلیسا ہو گیا

کور مادر زاد بینا اپنے جلوہ سے کئے
حُسن روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا

عشق کرتے ہی ہوے خواہان جان سوز و گداز
قرض خواہان محبت کا تقاضا ہو گیا

مر چکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاق یار
زندگانی وعدۂ دیدار فردا ہو گیا

تو نے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمانِ حُسن پر طالع ثریا ہو گیا

ہو سکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار
مرغِ مضمونِ دہان یار عنقا ہو گیا

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا

بہار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا

نقاب اُلٹ کے جو منھ عاشقون کو دکھلاتے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا

سُنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا

ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق
تمھاری ابرو دُمن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہ خوفناکِ عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا

خم شراب سے مجھ مست نے نہ منھ پھیرا
کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

بہار بھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا

پڑی ہے خال رُخ یار پر نظر کہین
اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا

گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزش دل کا حرارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشن اُلفت
مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر وہین ہے رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل نہ ہوا اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا

بہار گل مین پیالہ لگا لیا مُنھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی
سر برہنہ سپر گوشوارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کئے ہم صبح عید کا

افسانہ سنیئے یار کا ذکر اُس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا

شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا

حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا

مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا

حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا

لیتا ہے بوسہ دیکے وہ مین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زر خرید کا

آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا

بند قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

دل بیچیے ہین عاشق بیتاب لیجیے
قیمت وہ ہے جو مول ہو مال مزید کا

اپنی طرف اُن ابروؤن کے رُخ کو پھیریے
اللہ زور دے جو کمان کی کشید کا

سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
داغ جنون ہر ایک نگین ہے حدید کا

اُس رُخ پہ ابروؤن سے سوا نکو سمجھہ نہ کم
ہر آیہ ہے فصیح کلام مجید کا

کنج قفس میں پہونچی صبا لیکے بوئے گل
خط آگیا بہار چمن کی رسید کا

شادی بے محل سے بھی ہوتا ہے دلکو غم
اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہے عید کا

قاتل رہا کرے گی شب جمعہ روشنی
کوچہ مین تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا

موسیٰ کی طرح ہم کو بھی دیدار کا ہے شوق
آنکھون کو حوصلہ ہے تجلی کی دید کا

صورت کو تیری دیکھنے آتے ہین قرعہ بین
رُخ پر یقین ہے اُنھین شکل سعید کا

چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز
حیران کار رکھتی ہے قطع و برید کا

بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا ہے قتل
سینہ مرا مقام ہے مرد شہید کا

دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہے دل
رہتا ہے صدمہ روح کو قید شدید کا

خونریز جس قدر کہ ہو اُس سے عجب نہین
آتش فراق یار پدر ہے یزید کا

عشق مژگان کا مژہ بھی کوئی دم بھر ملتا
کاٹتے اپنے گلے ہم کو جو خنجر ملتا

عشق کا آئینۂ دل کو ہے جوہر ملتا
تن کو سودے کے لئے یار کے ہے سر ملتا

تیرے مستانون کو جنت مین کہین گھر ملتا
ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا

دہن یار نہ آنکھون کو دکھائی دے گا
زندگی مین ہے کسے چشمۂ کوثر ملتا

ہاتھ پر بیٹھ کے اُس ترک کو دیتا خط شوق
کوئی ایسا نہین شاہین کبوتر ملتا

وحشت دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہے
ہر بگولا ہے گلے سے مرے اُٹھکر ملتا

فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو
مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا

واہ ری پست و بلند رہ الفت اُس مین
کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا

خلعت بال ہما دیکے روانہ کرتے
نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا

نقش بد نقش محبت سا نہ ہو گا کوئی
سیکڑون مہرۂ گل ہے مجھے ششدر ملتا

سامنا آنکھ اُٹھا کر نہیں نرگس کرتی
جھک کے اُس سرو رواں سے ہے صنوبر ملتا

دل بہت سینہ مین بیتاب ہے اسپر رکھتے
صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا

عید کا روزہ ہے سکین ہین فطرہ لیتے
خیر خم ہم کو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا

لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتے ہین
زہر ہو کر ہے مجھے قند مکرر ملتا

بادشہ حسن نے اے یار بنایا ہے تجھے
خطبہ پڑھتا ہون ترا مین جو ہے منبر ملتا

ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے
سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا

نہ کیا تو نے تعین ہی مکان کا ورنہ
دل مومن مین سمجھتا جو ترا گھر ملتا

ابر نیسان کا کرم رہتا ہے ہر سال اسپر
تیرے دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا

کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کنوئین مین پھینکا
خوبصورت نہین یوسفؑ سا برادر ملتا

نالہ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا
گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا

وحشت دل کا تقاضا ہے نکل چلنے کا
تنگ ہون گنبد گردون کا نہین در ملتا

اے پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان
عنقبا زون سے سلیمان کا لشکر ملتا

تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن
آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا

بیٹھ جاتا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی
چرخ کو میری طرح سے کبھی چکر ملتا

کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ جو وہ دین
بتواضع بھی ہے مفلس سے تو انگر ملتا

دھجیان خوب ہی لیتا مین بہار گل مین
مجکو آتش جو گریبان رفو گر ملتا،

دل کو فرزون چمن کی مٹی سے سرد پایا
گیندے سے مین نے اپنے چہرے کو زرد پایا

حسن و جمال پر ہے زیبا غرور تجکو
بے مثل بے نظیر و یکتا و فرد پایا

پارس کا کام سنگ در سے عجب نہین ہے
اکسیر کو تمھارے کوچے کی گرد پایا

ہر چند حالت دل ناگفتنی تھی لیکن
رو کر کہا کچھ اُس سے جو اہل درد پایا

اندھیر ہے جو تیری چشم سیہ سے کم ہے
گردش کا اُس کے سرمہ دنبالہ گرد پایا

باغ جہان مین حق انصاف سے نگذرے
شربت بنایا بہرِ بلبل جو درد پایا

سودے مین گیسوؤن کی زنجیر کے جنون نے
مجنون سے مجکو طرۂ صحرا نورد پایا

خالِ رخِ صنم نے گولی کی کی نہ گرمی
کافور کی طرح سے یہ مشک سرد پایا

ہونے لگی ہویدا نیرنگ سازی عشق
گاہے سفید گاہے رنگ اپنا زرد پایا

کس کس ستارہ سے شب اے مہ لقا لڑی ہین
آنکھون کو تیری ہم نے مرد نبرد پایا

کرتے مصوّر اُس کو تصویرِ خضر مین صرف
ہوتا جو تیرے خط سا کچھ لاجورد پایا

مین بھاگتا ہون دنیا آگے ہے پلٹتی
آتش مجھی کو اُسنے شاید کہ مرد پایا

خدا نے برق تجلّی تجھے جمال دیا
ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہون مجھے اللہ نے ہے حال دیا

فریب حسن نے سکھلائی اُن کو صیادی
شکار کھیلنے کو گیسوؤن کا جال دیا

چلا تو بتکدے کی سیر کو مؤذّن ہے
ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہے صورتِ عاشق سے اُنکو وحشت ہو
فسون سرمہ نے ہے دیدۂ غزال دیا

لبون تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار
زبان کو دل نے نہ اذن بیان حال دیا

دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم
ہماری آنکھون نے دل کو کنوئین مین ڈالدیا

شراب ابر مین کیونکر پئین نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا

گلے مین ڈالتے ہی پوست کی طرح لپٹی
قبا نے سانچے مین اندام یار ڈھال دیا

بنایا جب ترے پتلے کو دستِ قدرت نے
ہر ایک عضوِ بدن اُس کو بے مثال دیا

مرید کرکے مجھے پیرِ عشق نے اپنا
مشاہدے کو اِک آئینۂ جمال دیا

ہوا ہون اہل دول سکہ ہائے داغ سے مین
جنون نے صدقۂ حسن پری ہے مال دیا

چلین گے باغ اگر ہم کو بھی مقدّر نے
رفیق سیر چمن کوئی نونہال دیا

چکھا کے خوان کا اپنے نمک توکل نے
زبان کو مزۂ لقمۂ حلال دیا

نظر پڑا کئی دن سے نہین وہ ابروئے کج
چھپا ہے جب سے دکھائی نہین ہلال دیا

ہوا ہے سامنے جب تیرے روئے رنگین کے
صبا نے گل کو ہے آزار گوشمال دیا

جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چودھوین کا چاند
شباب حسن نے ہے یار کو کمال دیا

بہت مرے دل صد چاک سے اُلجھتی تھی
تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا

تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا

صفا مین تیرے سے چکلے ہوئے بنائے دنت
لبون کو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا

ہوئی ہے خالِ رُخ یار پر ملاحت ختم
نمک یہ حسن نے زنگی کو خال خال دیا

جلائے آئینۂ رُخ سے نشۂ مے نے
جمال یار کو ہے خلعت جلال دیا

غرور حسن سے بیجا جو ناز کرنے لگے
بتون کو کعبہ سے اللہ نے نکال دیا

ادا ہو شکر ترے فیضِ عام کا کس سے
ہر ایک ذرہ کو خورشید لازوال دیا

صفائے رُخ کا ملا لطف خط کے بوسے سے
قضا نے درد مین ہے نشۂ زلال دیا

شرف سے دستخط یار کے پھرا محروم
جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا

سرور یار سے حاصل ہوا سرور تجھے
ملال دوست نے دل کو مرے ملال دیا

شب وصال مین اُس چہرۂ منور سے
ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل جو ہم سے وہ محبوب نکتہ دان سُنتا
زمینِ شعر کا افسانہ آسمان سنتا

فراق رنج سے ہے بعد مرگ بھی دشوار
زمین کے نیچے بھی ہوتین تو آسمان سُنتا

کھلے نہ حالتِ دل کو زبان کا احوال
سُنا کرے ہے اگر گوش بے زبان سُنتا

خوشی سے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے
بہار گل کی جو آمد ہے باغبان سُنتا

زبان کون سی مشغول ذکر خیر نہین
کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا

قریب ہے یہ کہ حاصل کرون حضور رسی
پتا لگایا ہے دل ہون ترا مکان سنتا

خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے
جرس سے مژدۂ منزل ہے کاروان سنتا

نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا ہے کس کس نے
پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا

فسانۂ رُخ رنگین یار کیا کہتے
چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مرے یوسف نہین کہا جاتا
تمھارے حسن کے سودے کو ہون گران سنتا

نکلتا ہے جو وہ خونخوار اونچی بنکر
ہر اک طرف سے ہون آواز الامان سنتا

کچھ احتیاج نہین مجکو حرز بازو کی
اجل کو اپنی ہون اپنا نگاہبان سنتا

مری فغان سے ہے گیسوئے یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سنتا

بہار آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے
ہزار کہئیے نہین ایک باغبان سنتا

کیا ہے زرد یہ سودائے خال مشکین نے
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا

چمن کو کوچۂ قاتل مگر ہے سمجھا تو
شہید تجکو ہون اے نخل ارغوان سنتا

بہ شوق بوسہ ہے مجھ اُس کا چوم لیتا ہون
زبان سے جسکی ترے رخ مین ہون وہان سنتا

مجھے وہ روشنی خانہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دوست میہمان سنتا

جواب اُٹھ کے نہ کیونکر مین اُسکے بدلے دون
لڑی مری لئے ہے گوش بے زبان سنتا

رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
بتون کو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا

اُن ابروؤن کو مین شاعر بھی کہہ رہے کچھ کچھ
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا

کہون مین بالی جو اُس کو تو بال شیشہ کا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا

فراق یار کو اے صبر زور تو نہ جتا
پچھاڑ تا ہے یہ جس کو ہے پہلوان سنتا

قضا کے تیر کو دے کر نشانہ بنتا مین
کوئی جو ابروئے خمدار سی کمان سنتا

قصور مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا

جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا

یہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

نہال قد کے ہو سودے مین جب سے زرد آتش
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

لباس سرخ پہن کر جو وہ جوان نکلا
پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا

خراب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھولے ہوئے
مکان یار کا دیوار درمیان نکلا

وہ زلف ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو
کہان سے جا کے ہے یہ سلسلہ کہان نکلا

ملاحتِ ذقن یار کا ہے ہر سو شور
عجیب لطف کا کھاری ہے یہ کنوان نکلا

بندھے دہان و کمر کے ہزارہا مضمون
زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

کھلا نہ آتش سودائے عشق کا پردہ
وہ مو ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا

تلاش ہم نے ہزارون ہی لشکر دہن کی
قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا

سنینگے قصۂ یوسف زبان سے اُسکی
کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا

شباب کھو کے گئی جان رنج پیری سے
بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا

کہا جو شاعرون نے اُس کو چشمۂ شیرین
کھلا ہمین کہ اب اُن سے ترا دہان نکلا

دیا نہ تم نے کبھی بوسۂ لب شیرین
مزہ نہ مہر و محبت کا مہربان نکلا

سنا ہے شور سگ کوئے یار جب ہم نے
خوشی سے پوست کے باہر ہے استخوان نکلا

جنون عشق مین کی کوچۂ بتان کی جو سیر
بلند کعبہ سے ہر گھر کا آستان نکلا

دکھائی دیتی ہین آنکھون کو صورتین ہر سو
یہ گنبدِ فلک آئینہ کا مکان نکلا

مقام شکر ہے دے آسمان جو خرقۂ فقر
کفن پہن کے ہے اِس گھر سے میہمان نکلا

شب فراق مین بے چہرۂ منور یار
ہوا ہے داغ مجھے چاند ہے جہان نکلا

کرے گا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش
یہ وہ مقام ہے جھک کر ہے آسمان نکلا

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہوگیا
بلبل کا حال قابل فریاد ہوگیا

تو روشنیِ عالم ایجاد ہوگیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہوگیا

سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد
مومی ہماری آہ سے فولاد ہوگیا

حافظ رُخ کتابی محبوب کے ہین ہم
یہ احسن القصص ہے ہمین یاد ہوگیا

اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سُنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہوگیا

پھر آئے رنگ رفتہ جو رُخ پر عجب نہین
اکثر ہے چہرۂ نظری صاد ہوگیا

وہ شب ہے کون سی کہ نہین لطف نو شہی
فکر سخن عروس مین داماد ہوگیا

زلفون کو دیکھ کے مائیہ سودا ہوا وہ شوخ
دو دیر لگا کے یار پری زاد ہوگیا

ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق
تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہوگیا

دکھلایا آب جو نے چمن مین جو آئینہ
گلچین باغ حسن وہ صیاد ہوگیا

سایہ کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ
عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہوگیا

کم حکم شرع سے نہیں ایماے حسن بھی
بے جرم بے قصور وہ جلاد ہوگیا

کپڑے رنگے جو خون احباے یار نے
مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہوگیا

سرمہ سے چشم یار بنی مفسدون کی جڑ
لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہوگیا

رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین
گلزار رشک خانۂ صیاد ہوگیا

خورشید سے زیادہ ہوئی اسمین روشنی
جو ذرہ تیری راہ مین برباد ہوگیا

اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر
اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہوگیا

ہجر صنم مین پھوڑ کے سر دل نے جان دی
فارغ پہاڑ کاٹ کے فرہاد ہوگیا

نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے
دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہوگیا

قد بلند یار کو شمشاد جو کہا
گیسو لٹک کے طرۂ شمشاد ہوگیا

غیرت کے مارے یار ہوا غیر سے خلاف
یہ اتفاق بھی ہے خداداد ہوگیا

موقوف سخت روئی ہوئی خط سے یار کے
بوٹی سے کشتہ بیضۂ فولاد ہوگیا

پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین
کوئے بتان بھی گلشن شداد ہوگیا

زنجیر اس بہار مین ہلکی اگر گھڑی
ہاتھ اپنا طوق گردن حداد ہوگیا

مژگان کی طرح گردش چشمان یار سے
زیر و زبر ہی عالم ایجاد ہوگیا

تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح
شاگرد کر کے مجکو دل استاد ہوگیا

بلبل کے نالے لے اُڑے فصل بہار مین
دیوانہ کپڑے پھاڑ کے صیاد ہوگیا

دیوانگی نے دام خرد سے نجات دی
عشق پری کے صدقے سے آزاد ہوگیا

کرتا ہے یار دست حنائی سے قتل عام
مہندی کا خون کر کے ہے جلاد ہوگیا

ساقی حدیث اُس کو سمجھتے ہین تیرے مست
پیر مغان کے منھ سے جو ارشاد ہوگیا

رسوا ہوا مین پر وہ کھلا تیرے عشق کا
اشکون سے رنج ناخلف اولاد ہوگیا

بوسون کے بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان
شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

سامنے جو پڑ گیا دیوانۂ بیباک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا

یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا

بے ترے شب کو چھری چلتی تھی اے خورشید حسن
جو ستارہ تھا سوا مریخ سے سفاک تھا

لعل لب کے جس سے مضمون ڈھل گئے فکر اُسکی ہے
اِن نگینون کو ترا شا جس نے وہ حکاک تھا

جامہ زیبی مین نہ دی تشبیہ مین نے یار سے
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا

اینڈتا تھا تیرے مستون کی طرح سے باغ مین
صاحب نسبت اپنے سلسلہ مین تاک تھا

بوئے گل کیطرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا

مردم دیدہ ترا رو رو کے جب کرتے تھے ذکر
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا

پار اُترا اصاف بحر بیکنار عشق سے
روتے روتے مر گیا جو بحر مین تیراک تھا

دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
مظہر نور الٰہی حسن مشت خاک تھا

چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا

ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرا نوردی مین مرا
جوش وحشت مین غزالون سے بھی مین چالاک تھا

تیرے کوچہ کا چمن پر دل کو آجاتا تھا شک
سنبل و گل اپنی آنکھون مین خس و خاشاک تھا

صید بندی کا تجھے جب شوق تھا اے شہسوار
حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا

جسم گل کھائے ہوئے ساعد ترے چھلونکے تھے
غیرت صبح بہار اُس آستین کا چاک تھا

جائے آب اُس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
اعتقاد پاک ہے جو خوشہ چین تاک تھا

جب رُلاتا تھا تصور لالہ رویون کا ہمین
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا

عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کس کو مین
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کا واک تھا

رات بھر تھا چشم غزال آنکھون مین اپنے ہر چراغ
شہر بھی بے یار اک صحرائے وحشت ناک تھا

کر گئی جب روح مرغ کیطرف اپنے رجوع
خاک مین وہ مل گیا جو جسم آتش خاک تھا

ساقی شراب سے رہے قصر فلک بھرا
شیشہ کیطرح مے سے شکم حلق تک بھرا

صحبت برار ہونے کی صورت نہین کوئی
مین بدگمان ہون اور مرا یار رشک بھرا

حسن ملیح پر نہ کر اس قدر گھمنڈ
کان نمک مین لاکھون ہی من ہے نمک بھرا

رو رو کے مین نے دل نہین خالی کیا ہنوز
پانی ابھی سماے کہان تا سمک بھرا

صحرا مین جا کے لائے حرارت جو آبلے
پاؤن نے اُن مین ہیں کے خار خسک بھرا

آئی بہار گھد سے مرے آگے ساقیا
لبریز بادہ جام پیالہ گزک بھرا

رات انتظار یار مین جھپکین جو نیند سے
آنکھون کو اپنی چیر کے مین نے نمک بھرا

قل ہو فراق یار مین کس کس کا دیکھیے
تارون کے نقل سے ہے یہ خوان فلک بھرا

آتش ہمیشہ سیر ہوا حوان حسن سے
نیت کو رکھے بوسۂ لب کی چٹک بھرا

عشق کے سودے سے پہلے درد سر کوئی نہ تھا
داغ دل خندان زن زخم جگر کوئی نہ تھا

غیر یار آنکھون مین اپنی جلوہ گر کوئی نہ تھا
مردمان چشم سا اہل نظر کوئی نہ تھا

روے رنگین سا ہو گل جسمین شجر کوئی نہ تھا
باغ مین سیب زنخدان سا ثمر کوئی نہ تھا

جوہری کی آنکھ سے دیکھے جواہر بیشتر
لعل لب سا لعل دندان سا گہر کوئی نہ تھا

خوبصورت یون تو بہتیرے تھے لیکن یار سا
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا

رہگئی دل ہی مین اپنے حسرت اظہار شوق
لکھ کے خط جب ہم نے ڈھونڈھا نامہ بر کوئی نہ تھا

میرے نالون نے جو شب کی تھی قیامت آشکار
جاگتا تھا فتنہ جو تھا بیخبر کوئی نہ تھا

دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز
عیب الفت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا

کون سے حلقہ مین اُن زلفون کے تھے اک دو نہ دل
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا

تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابرو جن دنون
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا

دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تو جس مین وہ گھر کوئی نہ تھا

رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک مو دراز
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری مین جوانی تھی نہ اُس کے ولولے
محفل شب مین سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا

بلبل تصویر تھا باغ جہان مین تیری طرح
باوجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا

معرکہ مین عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوے
وا پسین دم تک تو مجھ سے پیشتر کوئی نہ تھا

یار آنکلا تو تھا صورت دکھاتا مین کسے
جھٹ پٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کس کو حُسن دلکش سے نہ تھا اے جان جان
نکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا

چاشنی دونون کی چکھی ہے جو حق حق پوچھیے
اُن لب شیرین سے شیرین نیشکر کوئی نہ تھا

لے چلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہمسفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا

انداز کہان یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ہنگامہ گل ولالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا

ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اُڑائے
آنکھون سے دیا جام ہے بے خبری کا

ایک بوٹے سے قد کا ہے زلبس نقش جو بیٹھا
دل زنگ دکھاتا ہے عقیق شجری کا

پیری مین رُخ اُن ابروؤن کا اپنی طرف ہے چاہ
سیفی کا سا ہے حال دعائے سحری کا

تلوار کے مقتولون مین محسوب ہے وہ بھی
کشتہ ہے جو اے ترک تری کج نظری کا

آئینہ نہین دیکھتے زلفین نہین بنتین
کم سن ہین وہ عالم ہے ابھی بیخبری کا

سبزہ مری تربت کا ہر اخوب ہوا ہے
ایسے مین ہرن آئین تو موقع ہے چری کا

کیا جائے ادب ہے ترے کوچہ کی زمین پر
پایا نہ کہین نقش قدم رہ گذری کا

اک گل کی جدائی ہے شب و روز رُلاتی
مژگان نہین گرد آنکھ کے سبزہ ہے پری کا

لکھتا ہون جو مین شرح تری خوش روشی کی
بنتا ہے سر خامہ قدم کبک دری کا

کرتا ہون جو مین حسرت پرواز مین نالے
صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا

بیوجہ لباس اپنا نہین سُرخ یہ رکھتا
مریخ ہے پیرو تری بیدادگری کا

کس مار سیہ مین نہین اُس زلف کی لہرین
کس مور کو دعوی نہین نازک کمری کا

گل پھولے سماتے نہین ہین جامہ مین اپنے
اُڑنے یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا

اک کان ملاحت کے ہین پامال نہین ہم بھی
چکھا ہے مزا ہمنے بھی شوریدہ سری کا

دم لاکھ محبت کا تری غیر بھرین یار
باور نہ کیا چاہیے کھوٹون کی کھری کا

اورنگ نشین ملک جنون مین نہو کیونکر
افسر سر دیوانہ کو سایہ ہے پری کا

طے مرحلۂ عشق خدا چاہے تو ہووے
اُس راہ مین توشہ ہے توکل سفری کا

پیری مین رہا روشنی فکر سے عالم
خورشید لب بام چراغ سحری کا

دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش
زنجیر کا غل قہقہہ ہے کبک دری کا

اک سال مین دس دن بھی جسے غم نہین ہوتا
وہ شہر ہے جس مین کہ محرم نہین ہوتا

سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا
یہ پیچ نہین ہوتے ہین یہ خم نہین ہوتا

کعبہ مین رخِ یار کا عالم نہین ہوتا
محراب مین اُن ابروؤن کا خم نہین ہوتا

اک جام مین کھلتا ہے طلسمات جہان کا
مستی مین کسے مرتبۂ جم نہین ہوتا

نشتر کیطرح چھیڑتی رہتی ہین وہ مژگان
کس چاہنے والے کا لہو کم نہین ہوتا

تلوار کی موت اُسکے نصیبون مین نہین ہے
ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہین ہوتا

بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
کہتے نہین راز اُس سے جو محرم نہین ہوتا

اک رشک مسیحا کے تصور مین ہے یہ حال
آنکھون مین ہے جان اور فنا دم نہین ہوتا

فرقت مین تری کونسی شب کو نہین روتا
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہین ہوتا

پیدا کرے گر موم کی وہ جسم گدازی
زخم دل احباب کا مرہم نہین ہوتا

آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
یان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہین ہوتا

کم موت کے آنے سے نہین یار کا جانا
قالب مین جو ڈھونڈھو تو کہین دم نہین ہوتا

اُس زلف کی بو سونگھی ہو جس نے وہی جانے
افعی سیہ رنگ مین یہ سم نہین ہوتا

مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے
وہ ملتفتِ نیر اعظم نہین ہوتا

شیشے مین جو ہے روشنی بادۂ گلگون
فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا

بصرفہ لٹے دولت دیدار شب و روز — معشوقون مین ایسا کوئی عالم نہین ہوتا
زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہ ہو کیونکر — یہ سلسلہ درہم و برہم نہین ہوتا
افسوس ہے انسان نہ ہو علم کا جویا — وہ مال ہے یہ صرف سے جو کم نہین ہوتا
اولاد سے اب تک ہے خصومت وہی باقی — ابلیس سا بھی دشمنِ آدم نہین ہوتا
اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہین ہم — گل جس مین کہ آلودۂ شبنم نہین ہوتا
ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط — بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہین ہوتا
یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت، — الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا

تا چند بہار آتی نہین دیکھیے آتش
کب تک شرف نیّر اعظم نہین ہوتا

وصف کیجے جو تیری قامت کا — کہیے اُس کو الف قیامت کا
ہم جان چھوڑنا نہ اے قاتل — فعل ہے یہ بڑی ندامت کا
نعمت عشق بٹتی ہے لے لے — مستحق ہو جو اس کرامت کا
پیروی پیشوا کی لازم ہے — روسیہ منکر امامت کا
مرد میدان کا حال کیا جانے — راہ رو کوچۂ سلامت کا
حُسن سے عشق ہے ہمین ازلی — ہم بھی دم بھرتے ہین قدامت کا
واہ ری عاشقون کی دلجوئی — کس سے وعدہ نہین قیامت کا
وصل مین ہجر کی خبر تھی کسے — تھا نہ معلوم روز شامت کا،
گھر بناتے اگر یقین ہوتا — اس خرابہ مین استقامت کا

حسب دلخواہ دے تجھے آتش
وہ جو ہے خاتمہ امارت کا

تیری جو یاد اے دلخواہ بھولا — باللہ بھولا واللہ بھولا
فرقت کی شب مین جانسوز دل نے — اُف اُف کیا جو آہ آہ بھولا
کج رکھ نہ پا کو جا دل سے غافل — پھیر اُس نے کھایا جو راہ بھولا

زنار ڈالا تسبیح پھینکی
عشق صنم مین اللہ بھولا

غرور نے گرایا اُس کو نظر سے
جو ذرہ تیری درگاہ بھولا

زلف رسا کو سمجھا جو افعی
جو کاوہ قصہ کوتاہ بھولا

دیکھے ہے تیرا روئے منور
ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا

محروم رکھا ساقی نے ہم کو
اپنے گدا کو جم جاہ بھولا

بُت خانہ چھوڑا باز آئے بت سے
وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا
سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا

دکھلا کے جلوہ آنکھون سے اک شمع نور کا
گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا

موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا

سب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا
ظلمت مین دل مرا متلاشی ہے نور کا

مُنھ کو چھپائیے نہ مرے قتل کے لئے
شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا

کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب
عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا

گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز
کیا شکوہ اُن کی زلف رسا کے قصور کا

کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے
کشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا

دکھلا کے ساق یا جسے مارا ہے یار نے
گنبد بنا ہے قبر پہ اُس کے بلور کا

کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند
کھینچا گیا ہے پوست ہزارون سمور کا

لپٹا مین دوڑ کر جو پری رو نظر پڑا
دیوانہ بن کے کام کیا ذی شعور کا

قبرون کو عاشقون کی نہ کھدوا ستم نکر
بیدرد یون عمل نہین کشف قبور کا

یمن قدم سے یار کے فردوس باغ ہوا
نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

اُس ہمائے حسن کا عنقا مقابل ہو گیا
حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہو گیا

عاشقون کو رتبہ پروانون کا حاصل ہو گیا
تو فروغ حسن سے جو شمع محفل ہو گیا

دلبرون کی انجمن مین حال بسمل ہوگیا
تیغ سی ابرو کو دیکھا جسکی قاتل ہوگیا

ہوش اڑے ایسے بہار رنگ گل کو دیکھکر
بلبلون کی فکر سے صیاد غافل ہوگیا

عہد طفلی سے جوانی مین ہوا وہ چند حسن
جب وہ خوش رو تھا ہلال اب ماہ کامل ہوگیا

گریبان تیری طرح سے آتش گل نے جو کین
پانون رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہوگیا

گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار
چشم طفلان مین کھلونا مہرۂ گل ہوگیا

کون سا کونا نہ جھانکا کی نہ کس گھر مین تلاش
جستجو مین تیری ششدر مہرۂ گل ہوگیا

چار عنصر چار رہ ہین منتشر ہوش و حواس
اٹھ گئے تم کیا دگرگون رنگ محفل ہوگیا

صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ
شمع لیلی ہو گئی فانوس محمل ہوگیا

حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کے ظہور
سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبہ گل ہوگیا

نقش صورت کو مٹا کر آشنا معنی کا ہو
قطرہ بھی دریا ہے جو دریا سے واصل ہوگیا

قطع ہو جاوے گی گام چند مین سختی راہ
خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہوگیا

نکہت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا
حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہوگیا

گردیا تیری توجہ کے کرم نے بے نیاز
دولت حاتم سے مالامال سائل ہوگیا

شب کو دم دیدیکے لیجاتا ہے کوئے یار مین
مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مرا دل ہوگیا

جنبش ابرو نے رکھ لی آبروئے تیغ یار
نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہوگیا

شاعرون مین کوئی آتش سا ہو گا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہوگیا

قوی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا
قفس مین بھی ہے وہی چہچہا گلستان کا

پھرا ہے ہم سے رخ اُس بادشاہ خوبان کا
کچھ اعتماد نہین ہے مزاج سلطان کا

اُن ابروؤن سے اشارہ یہی ہے مژگان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا

ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی
لبون کے کھلتے ہی یہ در کھلیگا دندان کا

دکھائیگا اگر چہرۂ کتابی آپ
ثواب بخشیگا ہمکو ختم قرآن کا

جگہ ہے دل مین ترے داغ عشق کی خالی
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قفس میں نالۂ بلبل سے یہ صدا ہے بلند
بہشت ہے جو تصور رہے گلستان کا

دکھائی دے مرے یوسف کی شکل آنکھوں کو
حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا

نقاب الٹ کے دکھا یار چہرۂ رنگین
کبھی تو کھول دے دروازہ اس گلستان کا

وہ اپنی زلفوں میں گھڑیوں ہی کرتے ہیں کنگھی
خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا

لباس ہی نہیں اس گل کا قتل کرتا ہے
برہنگی میں بھی عالم ہے تیغ عریان کا

جنون کے جوش میں روتا جو ہوں میں دیوانہ
ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا

سنا ہے اپنا جو دیوانہ اس صنم نے مجھے
اشارہ رہتا ہے لڑکوں کو سنگ باران کا

چھڑکنے سے رخ پرنور پر پسینے اے ماہ
ستارہ بن گیا ہر ایک ذرہ افشان کا

کعبہ و دیر میں ہے کس کے لیے دل جاتا
یار ملتا ہے تو پہلو ہی میں ہے مل جاتا

خدمت یار میں میں جبکہ ہوں سائل جاتا
کچھ نہ کچھ بوسۂ و دشنام سے ہے مل جاتا

ترے دانتوں سے جو ہونے کو مقابل جاتا
صورت اشک گہر خاک میں مل جاتا

پھل ملا ہے یہ تری تیغ سے ہمکو اے ترک
پھوٹ کی طرح ہر اک زخم ہے کھل کھل جاتا

رخ کے ہوتے ہوئے ڈھونڈھا نہ دہن کا مضمون
سہل کو چھوڑ کے کیوں جانب مشکل جاتا

پرتو کرتے ہیں یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے
زمزموں سے مرے صیاد ہے ہل ہل جاتا

زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی
رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا

راہ بھولے ہوئے حاجی ہے بھٹکتا تا حق
کعبۃ اللہ جو جاتا تو سوئے دل جاتا

طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت
ہوشیار آکے ہے اس بزم سے غافل جاتا

راہ میں شان کریمی ہے تری بھر دیتی
پھر کے خالی کسی در سے جو ہے سائل جاتا

اے صبا تو ہی اڑا کر رخ لیلی دکھلا
دست مجنون نہیں تا پردۂ محمل جاتا

کون سی راحت جان کی ہیں یہ آنکھیں مشتاق
گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا

آمد یار کی کانوں سے سنی ہے جو خبر
چھپکے پہلو سے ہے آنکھوں کی طرف دل جاتا

باران کی طرح لطف و کرم عام کیے جا — آیا ہے جو دنیا میں تو کچھ نام کیے جا
غمزے نئے اے سرو گل اندام کیے جا — جو کام ہے معشوق کا وہ کام کیے جا
اے نرگس خود کام ملے خاک میں کوئی — تو پھیر وہی گردش ایام کیے جا
کاکل کا اشارہ یہی اُس رُخ سے ہے رہتا — مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا
مُرغ دل احباب خود اُڑ اُڑ کے پھنسے ہیں — اے زلف سیہ کشمکش دام کیے جا
مژگان یہی اُس چشم سیہ کو ہیں سوجھاتیں — چشمک طرف نرگس و بادام کیے جا
رکھتا ہے اثر شوق کا اظہار بھی غافل — یار آئے ہی گا نامہ و پیغام کیے جا
عاشق کا جنازہ ہے ملا راہ میں پیارے — تو بھی تو مشیت کوئی دو گام کیے جا
شفتالوے لب کو کبھی تاکا تو وہ بولے — ملنے کا نہیں کچھ طمع خام کیے جا

اُلٹی ہے مت اُلٹی تجھے بوسہ ہی ملے گا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صحرائے مغیلان کا مگر مرحلہ آیا — پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا
استادہ کمر باندھے ہوئے راہ میں ہیں ہم — لوٹا اُسے یوسف کا اگر قافلہ آیا
سودا ہی رہا گیسوئے پیچان کا ہمارے — شانہ کیطرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا
یاقوتی لب کی تری اللہ ری تفریح — پیری میں جوانی کا مجھے ولولہ آیا
ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار — دانتون سے ہی کاٹا جو زبان پہ گلہ آیا
اکدم نہ جدا ہوتے تھے یا پہرون ہون غائب — کیا اس کا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا
فریاد کو میری نہ سمجھ بے اثر اے بت — کہسار کو ان نالون سے ہے زلزلہ آیا
بے آہ کیے جان نہیں بچتی اب اے دل — بیتابی سے ہے تنگ مرا حوصلہ آیا

تھا شوق زبس منزل مقصود کا آتش
طے اُس کو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

طریق عشق میں مارا پڑا جو دل بھٹکا — یہی وہ راہ ہے جس میں ہے جان کا کھٹکا
سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا — شب وصال کی گستاخیون کا ہے کھٹکا

علاج ہی نہین کچھ ترے نام کی رٹ کا
کسی کے سر مین ہو اور دِ مُحِمّ مرا چھٹکا
کیا ہے بادِ بہاری نے بلبلون کو مست
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
شب فراق مین اُس غیرت مسیح بغیر
کہون جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
خدا نے دی ہے تجھے اے صنم فضیلت حُسن
شب وصال مین کھولے قبائے یار کے بند
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلائے
مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجکو
شراب پینے کا کیا ذکر یار بے تیرے
چمن کی سیر مین سنبل سے پہلوانی کی
شراب صاف نہ باقی رہی تو اے ساقی
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
بس اپنی مستی کو گردش ہے چشم ساقی کی
خدا کو حشر کے دن مُنھ دکھائے گا تو کیا
سرائے یار مین پہونچین گے ہم لگا کے کمند
کلاہ کج کا ہے طرہ قبائے چسپان پر
نہ تیغ عشق کے منھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
اُڑائی ہے تری رنگین ادائیون نے نیند
نہ پھول مبیٹھ کے بالائے سرو اے قمری
پری سے چہرے اوپر نہین ہین لہراتے
یہ جانتے تو کبھین ہم نہ باندھنے دیتے

چھڑائے سے نہین چھٹتا زبان کا چٹکا
کسی کے پانؤن مین موچ آئی مینے سر پٹکا
ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپر کھٹ کا
اُٹھا اُٹھا کے مجھے درد دل نے دے پٹکا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا
زیادہ طرۂ گیسو سے شملہ کو لٹکا
کمر سے کھینچ کے پٹکے کو ہم نے دے پٹکا
حجاب دور رہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
نہ مین نے پیروی غول کی نہ مین بھٹکا
پیا جو پانی بھی ہم نے تو حلق مین اٹکا
چڑھا کے پیچ پر اُن گیسوؤن نے دے پٹکا
لوٹا ئیگا مجھے کیچڑ مین نشہ تلچھٹ کا
کبھی تو قصد کرے گا زمانہ کروٹ کا
ہمارا پیٹ نہین ہے شراب کا مٹکا
بھی جو شرم پر اے بت ہے طرہ گھونگھٹ کا
بلند بام سے رتبہ ہے اُس کی چوکھٹ کا
جوان آج نہین ہے تری سجاوٹ کا
اُسی گرھے مین تو جی چھوٹتا ہے جو ٹکا
عسس کے دل کو ہے ہندی کے چور کا کھٹکا
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہے نٹ کا
یہ منھ چڑھاتے ہین گیسوئے یار گھونگھٹ کا
کمر کے ساتھ لپیٹے گا ناف کو پٹکا

عجیب بھول بھلیاں ہے غفلت ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہیں ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا

عزیز روح سے کے دم تک ہے کالبد گل کا
خراب حال ہے بے مغز جب ہوا چھلکا

لہو سے سُرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا

بہار آئی ہے دیوانے وجد کرتے ہیں
سرود کی ہے صدا غلغلہ سلاسل کا

رُخ ملیح کے خالوں سے یہ ہوا ظاہر
نمک کے ساتھ مزا ہے سیاہ فلفل کا

عجب نہیں شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہوں کیسے عزیز ہر دل کا

کہا جو میں نے مجھے ذبح کیجیے تو کہا
یہ کام ہے ملک الموت نام قاتل کا

فراق یار میں ممکن نہیں تحمل و صبر
نہو سکے گا یہ ہم سے ہے کام مشکل کا

ہمیشہ یار رہے پیش چشم عالم میں
نہ منہ دکھائے خدا بے چراغ محفل کا

پھرا ہوں گرد میں سودائے خال میں گھرون
نظر پڑا ہے کہیں پر جو کوئی تل کا

کہے جو یوسف انھیں کوئی تو یہ کہتے ہیں
ہمیں بھی سمجھے ہو تم بیچنے کے قابل کا

خیال زلف سے ہے اُس رُخ کے شوق میں آتا
دکھائی دینے لگا ہے سواد منزل کا

گئی ہے روح بدن میں سے وجد کرتی ہوئی
عجیب حال ہوا ہے تمھارے بسمل کا

نظارۂ رُخ لیلی کرو میاں مجنون
بٹھا کے ناقہ کو پردہ اُٹھاؤ محمل کا

کھلا یہ ہم کو دم نزع کے تنفس سے
کشاں کشاں لئے جاتا ہے شوق منزل کا

خدا سے مانگ جو کچھ مانگتا ہے اے آتش
کریم رو نہیں کرتا سوال سائل کا

رعد کا شور ہو مورد کی صدا سے پیدا
جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا

اے جنون خار ہوں صحرا کی ہوا سے پیدا
آبلے ہوتے ہیں اپنے کف پا سے پیدا

نہ تو بھوکے ہوئے تھے ہم نہ تو پیاسے پیدا
ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا

چاہیئے اشک بھی ہوں نالہ کے پیچھے پیچھے
آمد قافلہ ہے بانگ درا سے پیدا

لالہ و گل ہیں زمیں پر تو فلک پہ ہے شفق
رنگ کیا کیا ہوئے خون شہدا سے پیدا

قد کشی آج وہ سروون سے ہیں کرتے جاکے
گل کی ہے بات ہوے تھے جو ردا سے پیدا

تخت پریون کے اڑا لائے جو دیوانون تک
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا

دھوپ میں تو جو نکلتا ہے کبھی اے شہ حسن
سایہ ہوتا ہے پر بال ہما سے پیدا

مشک بو زلف کا ہے لطف رخ رنگین پر
سنبل الطیب چمن میں ہو بلا سے پیدا

شاہد گل کو ہے مقصود شکار بلبل
تتلیان باغ میں ہوتی ہیں حنا سے پیدا

پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود
ہے کرامات گدا حال گدا سے پیدا

حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا
حال ہوتا ہے یہی عشق خدا سے پیدا

فی الحقیقت ہے اگر چشمۂ حیوان وہ دہن
سیکڑون خضر سے ہو جائینگے پیاسے پیدا

بوسہ بازی سے مری ہوتی ہے پیدا انکو
منہ چھپاتے ہیں جو ہوتے ہیں حیا سے پیدا

عہد پیری میں جوانی ہے بہت یاد آتی
کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا

اب نقاب الٹے ہوا بھی تو نہیں کچھ ہوتا
تم نے کی ہے بڑی آڑ صبا سے پیدا

مجکو ڈر ہے کہیں طوق کمر یار نہون
حلقے ہوتے ہیں بہت زلف رسا سے پیدا

بند کر دے گی تری برق جمال آنکھون کو
ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا

دیکھکر آئینہ بیزار نہ ہو صورت سے
ہوتے ہیں جوش جوانی میں مہاسے پیدا

بندۂ عالم نہیں ہو سکنے کا بے دل جوئی
بت گمراہ کریں راہ خدا سے پیدا

لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہ ہوئی
رس سے شکر ہوئی شکر بتاسے پیدا

اے شہ حسن ترے عشق میں مرنے کیلیے
لڑکے ہوتے ہیں فقیرون کی دعا سے پیدا

غور ہو موسم سرما ہے قریب اے آتش
کیجیے ربط کسی ماہ لقا سے پیدا

ردیف بائے موحدہ

ہر حال میں ہے اپنے سراپا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کی طرح گرد ہون دیکھیں اگر طبیب
اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار ہین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہین اے ترک کشتنی
ابرو سے تیرے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر ایک دکان ہے بازار دلفریب

سودائے عشق کے لئے ہے خوشجمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین مجکو قاتل خوشرو کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہو وہ ابروِ خم دار دلفریب

اُس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن نہ حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

مُنھ پر نقاب ڈالا ہے جیسے کہ یار نے
آنکھون مین اپنے بند ہے بازار آفتاب

پیکر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اس طفل مہ جبین نے رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پر
عقل حکیم سے ہے نہین رفتار آفتاب

البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ
لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب

جھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

اللہ نے دیا ہے رُخ آتشین تمھین
وہ گرمیان ہون ہون جو سزاوار آفتاب

پلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہائے خام
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے لئے
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے
سُن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب

گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہین
وہ کام کیجیے کہ جو ہو کار آفتاب

بندھتی ہین یار ٹکٹکیان اب تری طرف
آتے ہین دیکھنے تجھے نظارۂ آفتاب

چوتھے فلک سے کم نہین ستون کو میکدہ
ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

ہنگام صبح تم بھی جو بالائے بام ہو
آنکھون مین رہرو ونکی ہو تکرار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلب گار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہے روشنی
بے روئے یار داغ ہے رخسار آفتاب

روشنی اُس رُخ کی کرجاتی ہے کار آفتاب
حُسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
ہم کیے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب

ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روے دل
رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب

نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے
کونسا گھر ہے نہین جس مین گذار آفتاب

منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پرنور سے
کیجیے اپنی کف پا کو دوچار آفتاب

حُسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے
بیحساب اُن عارضون مین ہے شمار آفتاب

یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حسن
روشنی طور دے پروردگار آفتاب

کیف مے سے سُرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا
ہم بہار باغ لوٹی ہم بہار آفتاب

خانۂ دل مین جگہ دیجیے خیال یار کو
دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب

دم فنا اُس روئے روشن کے نظارہ نے کیا
طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب

روتے روتے پہلوئے گل مین گذر جاتی ہے رات
یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب

صبح محشر کا ہے آنکھون کو اُنھون کے اشتیاق
ہجر کی شب مین ہین جو امیدوار آفتاب

جو رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم
روئے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب

مر گئے پر بھی نہ بھولے گا رُخ زیبا کے یار
ذرے اپنی خاک کے ہون گے نثار آفتاب

پانون تیرے اُس مین اے محبوب دھویا کیجیے
ہاتھ آجائے جو طشت زرنگار آفتاب

دل جلا ہے گرمیون سے اسکی بے یار اسقدر
بھاگ جاؤن وان نہ جس جا ہو گذار آفتاب

روئے یار اپنی طرف سے پھرنے لے آتش نہ دین
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

ردیف بائے فارسی

دکھلاتی ہے رنگینیٔ رخسار عجب روپ
رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر
لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک
بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین
دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ

لالون کی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو
پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ

اُس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر
ہوتا ہے طرح صورت بیمار عجب روپ

جب دیکھیئے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا
ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹکھیلی کی چالین
ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھل جائین تجھے معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

بل کھا سکے نہ صورت گیسوئے یار سانپ
توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

اعل کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا
دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکون مین پیرہن
سودائے زلف یار مین ہے تار تار سانپ

افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ

موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوئے
کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال
کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ

دھوون کے زلف یار کی پائے نہ ہمیت
کف لائے زہر اگل کے ہوئے شرمسار سانپ

اُس زلف مین ہے جیسے مرا داغدار دل
طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ

سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہون
رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف
بوبا کے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ

موذی کو چاہتا ہے قوی آسمان دون
پوجا بنا یا کرتا ہے یہ بدشعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوئے یار سانپ

ردیف تائے قرشت

قامت سے دکھا یار تماشائے قیامت
ہو آج ہی ہونا ہے جو فردائے قیامت

واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بھوکون کو ہے سودائے قیامت

دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تم کو
جنت کے نہ دوزخ کے ہوئے وائے قیامت

اس مرحلہ مین خون جگر کھانا پڑے گا
بے دانہ و بے آب ہے صحرائے قیامت

شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہونگا
کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت

رحمت سے تری ڈر نہین ہر چند کہ ہووے
فردائے قیامت پس فردائے قیامت

کشتے تری خلخال کی آواز کے ہین ہم
ہم سے نہ سنا جائے گا غوغائے قیامت

دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز
پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت

اُس قد کشیدہ کا نہ مشتاق ہو اے دل
اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت

فریاد بتون کی نہین اللہ سے کرتے
ہو یا نہو ہم کو نہین پروائے قیامت

ہمراہ میرے یہ بھی جہنم مین پڑین گے
اعضا جو کرین گے مجھے رسوائے قیامت

اے داغ جنون حشر کا خورشید ہے تو بھی
گرمی سے تری ہوتی ہے ایذائے قیامت

کشتے ہین محبت کے ترے زندۂ جاوید
مردون کو مبارک ہو تمنائے قیامت

آتش نہین بچ رہنے کے تکو بھی کرے گا
صحبت کا شریک انجمن آرائے قیامت

تعجب تیری ہے اے محبوب صورت
نظر سے گر گئے سب خوبصورت

صفائے قلب سے ہوتا ہے روشن
اس آئینہ کو ہے مطلوب صورت

نقاب الٹو رخ زیبا سے للہ
نہین بھاتی ہمین محجوب صورت

جبین پر سے کرد چین وشکن صاف — حسینوں کو ہے یہ معیوب صورت
پری و حور بھی رکھتے نہ ہوں گے — تمھاری شکل سی محبوب صورت
وہ عاشق ہوں مرے آگے ہے آتا — بنا کر حسن خوش اسلوب صورت
مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے — اگر دیکھیں تمہاری ایوب صورت
اُڑے گا شوق سے پیدا کرے گا — کبوتر کی مرا مکتوب صورت
سر بازار تم سے جبکہ جا ہے — لالے یوسف لیعقوب صورت

ہلا دیں دل نہ کیونکر شعر آتش — صفا بندش ہے معنی خوبصورت

لب شیریں تک اُنکے آئی بات — نبکی قند کی مٹھائی بات
دہن یار میں نہ آئی بات — شاعروں نے بہت بنائی بات
دامن اُس گل کا کیا چھو گئی صبا — یہ کسی نے ہے جھوٹ اُڑائی بات
قصہ کوتہ وہاں یار کا تھا — حجتوں نے مری بڑھائی بات
کھیل زلفوں کو ہے اُلجھ پڑنا — اُنکی آنکھوں کو ہے لڑائی بات
نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے — نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات
دہن تنگ یار میں کیا کیا — تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات
درد دل کہنے میں ہے کیا پس و پیش — رکی جاتی ہے منہ تک آئی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی — جب سُنائی نئی سُنائی بات
دم ہے چین جبین یار سے بند — کرنے دیتی نہیں رکھائی بات
چشم پوشی ہے تیر اُن آنکھوں کو — سرمہ نے بھی نہ یہ سجھائی بات
کہہ گئے تم کنایہ میں کیا کیا — نہ کسی نے تمھاری پائی بات
تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے — غنچہ سے منہ میں رنگ لائی بات
یہ صدا آتی ہے خموشی سے — مُنہ سے نکلی ہوئی پرائی بات

تیرے شیریں کلام کو سنکر — پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

مہندی سے لال لال ہوے دست و پائے دوست
خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست

حصہ مین دوستون کے ہے جور و جفائے دوست
دشمن خدانخواستہ ہون خاکپائے دوست

دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف
آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سوائے دوست

لاتین چلین گی سینہ پر اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائے گی خلخال پائے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بھی ہین سائل در دولتسرائے دوست

زندہ سُنے تو مردہ ہو ہو جائے دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دوست

ردیف تائے ہندی

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ

جل رہی ہے دلا ہوائے بہار
لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیرے جو پڑے اے ترک
اس مین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار توڑا لوٹ

صفِ مژگان سے کہہ رہی ہے وہ چشم
دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ

صرف للہ مال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو ہل جائے
یہ سمجھ لے ہے مِن و سلوا لوٹ

گوہر آبلہ ہوے تو چلے
لین گے دیوانو خار صحرا لوٹ

کیا عجب جو وہ گیسوے شبرنگ
لین متاعِ دل احبا لوٹ

جانتے ہین کہ فوج جنگی سے
نہین سپردار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب نہین عاشق سے سزاوار لپیٹ
نیند کا حیلہ نہ کر منھ کو نہ اے یار لپیٹ

شکل گل تو نے جو پہنی ہے قبا اے محبوب
لالہ کی طرح سے بھی لپٹی دستار لپیٹ

جان پر بنتی ہے ہوجاتا ہے اک سودا سا
دل کو لیتے ہین ترے گیسوے خمدار لپیٹ

قتل پر میرے اُٹھایا ہے جو بیڑا تو نے — خوب کسکر کمر اے ترک جفا کار لپیٹ

داغ عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلواللہ — ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ

چاند سے منھ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین — کبک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ

بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر — رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ

خط مشکین سے رُخ یار کے اوپر یہ کھلا — روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مریخ بھی دکھلا چکے قاتل مجھ کو — اُس خوش اندام کو اے جامۂ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر — منھ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اے قاتل — خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

یہی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوش رو سا خریدار لپیٹ

ردیف جیم تازی

بنین گے کس کا زیور چاند سورج — گھڑا کرتے ہین زرگر چاند سورج

چڑھین کیا تیرے منھ پر چاند سورج — جوان ہے تو ہمسر چاند سورج

قسم تیرے ہی سر کی اے رُخ یار — نہین تیرے برابر چاند سورج

جبین سا ہوتے ہین جب دیکھتے ہین — سرائے یار کا در چاند سورج

وہ رخسارے جو ہوتے ہین مقابل — نکل جاتے ہین دب کر چاند سورج

ترے جویا ہین اے محبوب یہ بھی — پھرا کرتے ہین گھر گھر چاند سورج

چراغون مین ہین تیرے راستے کے — رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

وہ رُخ ہوتے تو پھر اندھیر کرتے — چھپاتے منھ مقرر چاند سورج

تمھارے روبرو ہو کر ہوے ہین — سفید و زرد اکثر چاند سورج

وہ مُکھا نور کا ہے تو جو دیکھین — رہین حیران و ششدر چاند سورج

صفا تبلا کے چار ابرو کو اپنے — ہوئے تیرے قلندر چاند سورج

چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق — ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ بالون مین اگر رکھین نہ باندھین
اُڑین پیدا کرین پر چاند سورج

ہم اُس مے خانے کے ہین مست آتش
کہ جس کے ہین دو ساغر چاند سورج

ردیف جیم فارسی

بلا اُس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ
کہ اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ

تری دستار پر عاشق کشی کو
ستم ہے گوشوارہ قہر سر پیچ

الٰہی خیر کیجیو کھا رہی ہے
اُودھر وہ زلف اِدھر نازک کمر پیچ

ہوئے ہین زلف پیچان سے بھی طرہ
تری دستار کے بیدادگر پیچ

اُٹھائے عشق پیچان کی طرح سے
گلستانِ جہان مین پیچ پر پیچ

نہ اُس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بستر پیچ

جواب خط خبرداری سے لاتا
نہ پڑنے پائے کچھ اسے نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہم کو دے گا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہکو نہ دم دے
اگر دے جو پیچ اے یار اس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا اجل گیا آتش اگر پیچ

رہِ الفت مین نقد عمر کر خرچ
کہین ہر چند ممسک تجکو زر خرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ

وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے
تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ یار گیسو ہی چپکتی
نزاکت کرتی ہے اُن کی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے
نہ حاتم نے کیا ہو اس قدر خرچ

وہی دے گا لب شیرین کا بوسہ
سخن کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنے نقد جان پر کھیلتے ہین
ترا ہوتا ہے کیا اے سیم بر خرچ

جنون عشق ہے غارت گر ہوش
کرے کیا عقل مندی یان بشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لے کر
یہ توشہ ہے یہ ہے بہر سفر خرچ

ملا جو اُس کو سمجھے من و سلوےٰ
توکل پر رہا شام و سحر خرچ

حسینون نے بھی خوب آتش کو لوٹا
رہا فرمائشون سے خرچ پر خرچ

ردیف حائے حطی

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح
پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح

دکھا رہی ہے عجب آئینہ صفائے قدح
سرور اُسے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح

نکالے دل سے کدورت اگر صفائے قدح
نثار شیشہ کے ہو محتسب فدائے قدح

زمانہ مین نہین مجھ سا کوئی ہے دریانوش
حباب وار ہے سر مین بھری ہوائے قدح

شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو
دکھائے گی لب بیگانہ آشنائے قدح

صراحی وار ہی گردن نہین فقط اُن کی
وہ چشم مست کی گردش بھی ہے ادائے قدح

مزے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اس مین شادی ہو
مثال گریہ مینا وہ خندہائے قدح

شراب خانہ مین کرتا ہون سیر دریا کی
دکھایا کرتا ہے لہر آب باصفائے قدح

بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی
بنے گی خشت سر خم کی خاک پائے قدح

سبو و شیشہ و خم کس کی کی نہ پابوسی
کسی نے منہ نہ لگایا مجھے سوائے قدح

عوض طبیب کے میکش ہے ڈھونڈھتا ساقی
ہوا ہے خون صراحی سے امتلائے قدح

جہان کی سیر دکھاتا ہے نشۂ صہبا
دماغ رکھتے ہین جمشید کا گدائے قدح

اُن انکھڑیون مین جو کندن سی سُرخ ہوینگی
کہون گا نشہ کے ڈورونکو مین طلائے قدح

حجاب دور کیا کیف مے نے اُس بت کا
جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح

وہ چشم مست کا ساقی کے وصف ہے مقصود
کنایہ ہے جو یہ کرتے ہین ہم ثنائے قدح

شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے
کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح

فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب
لڑا کے شیشہ سے توڑون یہ ہے سزائے قدح

یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک مین جائے قدح

ردیف خائے معجمہ

لگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ
ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مے پی کے چلیے
بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ

یہ خوش چشمون کے سودے مین ہون سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ

قدم سے تیرے اے ابر کرامت
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ

قریون کی جدائی کے الم سے
ہوا ہون سوکھ کر بے برگ و بر شاخ

کھڑے سایہ تلے جھکے ہوے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشا نخل ہے نخل تو کل
ہر اک میوہ ہے رکھتی اُس کی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ

نہال حسن جو ہم نے کہا ہے
لگائی جاتی ہے وان شاخ پر شاخ

سرائے یار کی نقل مین جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکے
ہرے پن سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہے میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بارور شاخ

ہوا نہ حُسن سے خال سیاہ جانان سُرخ
نہ کر سکا رُخ کافر کو نور ایمان سُرخ

حلال ہونیکو سب سے ہین پہلے ہم موجود
بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سُرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون
نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سُرخ

ہوئی ہین غصہ سے کیا لال لال وہ آنکھین
وہ پان کھا کے کرین تو لب اور دندان سُرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سُرخ

ترا وصال ہے اے سیمبر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے کندن سے رنگ انسان سُرخ

ہمیشہ کرتی ہے اُس بحر حُسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر مثل مرجان سُرخ

ترے شہیدونکے آگے نہ رنگ بگڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالہ گلستان سرخ

سفید کپڑے نہین پہنتا وہ خسرو حسن
سنی ہے جب سے کہ تاج قبائے سلطان سرخ

چمن مین لالہ وگل رہتے ہین گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے مین وقفہ نکیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش
نہ کیف مے سے ہون آنکھونکی طرح مژگان سرخ

کرتا ہے زندگی کو ہمارا حجاب تلخ
اُٹھو نہین تو ہم سے سُنے گا نقاب تلخ

آغاز عشق کا انجام ہے بخیر
کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ

شربت کے گھونٹ کا مزہ ہے لیکے پیجیے
ہر چند تیغ کا ہو ہمارے لعاب تلخ

سائل ہون بوسۂ لب شیرین کا یار سے
شان کریم ہے نہ اگر دے جواب تلخ

عاشق ہی ہین جو سنتے ہین اے نونہال حسن
حنظل سے ہین ترے سخن ناصواب تلخ

بیمار کا مذاق ہون مین ہجر یار مین
سم ہے طعام میرے لیے اور آب تلخ

سودائے زلف یار سے نیند اُڑ گئی مری
اس درد سر نے کر دیا آنکھون کو خواب تلخ

شیرین لبونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کے نہین رہتا گلاب تلخ

بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہے ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہے اُنکا عتاب تلخ

غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اُسکے ہووے سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
اتریے بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب اُلٹ کے رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات مین ہے ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو گل کیا غرّہ
نشاط و عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند
نکر سکا ترے ابرو کا یارا اشارا چاند

شراب پی کے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائے گا خورشید کا تمھارا چاند

فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اُڑ جائے بنکے پارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اُسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیّر اعظم ہوا سدھارا چاند

ہمارے وہمین نہین نقش روئے روشن یار
پری کے بدلے ہے اُس شیشہ مین اُتارا چاند

ملاؤن گا تری پاپوش کے ستارون سے
کبھی ادھر سے کرے گا نہ کیا گذرا چاند

رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

وہ آستان ہے ترا اے فلک جناب بلند
کہ جسکے ذرے ہین مانند آفتاب بلند

اسیر زلف دل داغدار ہے اپنا
ہوا ہے اُڑکے یہ طاؤس تا سحاب بلند

خیال نے قد بالا کے جب رلایا ہے
کیا ہے سر سے مرے ایک نیزہ آب بلند

نگہ نہ پہونچی اُٹھاکر جو آنکھ کو دیکھا
ہماری آنکھون سے اُڑکر ہوا یہ خواب بلند

یہ تیرے عشق سے جوش و خروش دریا ہے
تری ہوا نے کیے ہین سر حباب بلند

شب فراق مین گھبرا کے کھو نہ جان اے دل
قریب صبح ہی ہوتا ہے آفتاب بلند

یہ اپنے خط کے کبوتر کو ہے دعا اپنی
نہ اُڑ کے ہو سکے تیرے لیے عقاب بلند

کیا ہے جس نے کمر مین ترے سوال اے دوست
ہوا ہے غیب سے آوازہ جواب بلند

خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز
ابولہب سے ہے قدر ابوتراب بلند

کھنچی ہے دور یہ تشبیہ قد بالا سے
ہوئے ہین تاڑ سے بھی سرو بیحساب بلند

شرف ہے زین کو تیری نشست سے اے ترک
ترے قدم نے کیا پایۂ رکاب بلند

قدکشیدہ کا مضمون ہر ایک شعر مین ہے
مطالب اپنے ہے رکھتی مری کتاب بلند

رہین حجاب وحیا کی یہ پست فطرتیان
نگاہ یار کرے نشۂ شراب بلند

مری طرف سے یہ اے خواجہ کہدو آتش سے
جناب عشق ہے اے خانمان خراب بلند

پری پسند طبیعت نہ ہے نہ حور پسند
تمھارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند

ہر ایک شہر خریدار ہے دل وجان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند

اُتارے پر نہ اُڑا اگر بہار مین اپکی
برہنگی کی قبا ہے جنون عور پسند

نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین
بصرون کی کچھ اس مین نہین ضرور پسند

نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین
پری سے چہرہ کے اوپر ہے چشم حور پسند

ہوا ہے جب سے کہ ساقین یار کا سودا
زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانۂ دمین جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ طور پسند

گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے
زبان کو ہے مری ذکر یا عفور پسند

نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک مین لے بت
گنا نہین ہے خدا کو نہین غرور پسند

خیال یار کا رہنے لگا ہے اُسمین بھی
ہوا ہے دل کو بھی آنکھونکی طرح نور پسند

نہ طفل ہین نہ دلا محو حُسن صورت ہو
کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش
کرین جو آپ اسے بے صرف و بیقصور پسند

مرتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند

کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند
سرو شمشاد سے ہین مصرعۂ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کافر و دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی ایسی
تری آواز ہوا ے مُرغ گرفتار بلند

ایک سر خنگ مین مین زندا ے ڈھا دونگا
محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند

تری درگاہ کی اللہ رے رفعت اے دوست
آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو تو ہر اک تقریر سے ہے
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑون مصر محبت مین مہ کنعان سے
چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے گر سیر چمن اے محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع رویار شب ہجر مین جو یاد آیا
شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرر بار بلند

تشنۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مرے سر سے تری تلوار بلند

روکے آب اشک سے کر نامہ عصیان سفید
روسیاہی کو جو کرتا ہے تو یہ باران سفید

ان لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہین
لعل سے لب سرخ تر الماس سے دندان سفید

جوش سیہ خانہ ہی مین اپنے ترے دیوانہ ہین
ہون مبارک بادشاہون کیلیے ایوان سفید

حسن روے یار کی ممکن نہین ہے دلکشی
سرخ ہو مہر درخشان یا مہ تابان سفید

دست نازک مین ترے دیکھے جو شوخی حنا
رنگ اڑ سے ایسا کہ موتی سے بھی ہو مرجان سفید

پان ہستی کا جو لب پر اپنے تو دکھلائے رنگ
یاسمین سے لالہ ہو شبو سے نافرمان سفید

دل صفا ہو پہلے پیچھے جلوہ گاہ یار ہو
فرش یوسف کے لیے پیدا کرے زندان سفید

عہد پیری تک جوانی سے رہا عشق جمال
کین ہین آنکھون نے ترے نظارہ مین مژگان سفید

جام بلوری صراحی نقرئی پیری مین ہو
چاندنی مین چاہیے سب عیش کا سامان سفید

خانۂ شادی کا شک ہوتا ہے مجکو گور پر
جاتے ہین اس گھر مین کپڑے پہن کر مہمان سفید

تازہ رکھیے سونگھکر سیب ذقن اپنا دماغ
خواب غفلت مین نہ سوئے سر کرے انسان سفید

قتل آرایش کرے کیونکر نہ آتش یار کی
سرخ رنگ رو غضب اکسیر ہے قہر افشان سفید

مول اک نگاہ ہے جو ہو دل یار کی پسند
بڑھ کر جو لے تو آگے خریدار کی پسند

اے قصر یار خوب ہے پشتے کے واسطے
مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند

عالم فریب حسن دلاویز یار ہے
سکہ کھرا ہے کیون نہ ہو بازار کی پسند

ہوتا ہے صبر فرقت جانان مین ناگوار
کڑوی دوا نہین دل بیمار کی پسند

حُسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہے
افشان ہوا ہے یار کے رخسار کی پسند

قاضی نے حکمِ قتل دیا تو کہون گا مین
جلاد خوب رو ہے گنہگار کی پسند

سودے مین اُس کے شیخ و برہمن ہین ایک سے
وہ دلربا ہے کافر و دیندار کی پسند

مردودِ نیک و بد چمنِ دہر مین رہے
مقبولِ گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند

چُن چُن کے عاشقون کو ملاتی ہے خاک مین
چل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند

دل خانۂ خدا جو سُنا تو یقین ہوا
وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی پسند

محوِ تصورِ رُخِ رنگین یار ہین
آنکھون کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند

اے جامہ زیب سیرِ چمن کو گیا جو تو
گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند

کس کو یہ عشق حُسنِ خدا داد سے ہوا
یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند

ذرے ہماری خاک کے برباد تو رہین
ہون گے کسی تو روزنِ دیوار کی پسند

یوسف کا مول دیکے ابھی لے جو ہاتھ آئے
بنت العنب ہے آتش میخوار کی پسند

ردیف دال ہندی

نہ دے سکے گی زمستان مین مجھکو ایذا ٹھنڈ
لپٹ کے سوئیگا وہ گل رہے گا پتا ٹھنڈ

پڑا ہے جب سے دمِ سرد سے مجھے پالا
بدن کو دیتی ہے لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ

یہ ہنسہ پھرتے ہین جاڑے مین تیرے دیوانے
پھٹکنے دیتی ہین گرد داغِ سودا ٹھنڈ

دکھاتی ہے گلِ رنگ سبزۂ مینا
شراب خوار کو ہے باعثِ تماشا ٹھنڈ

فراقِ یار مین لی ہے جو مین نے ٹھنڈی سانس
ہوئی ہے گرمی مین جاڑے کی طرح پیدا ٹھنڈ

غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری ہے
نہ کر سکے گا گزند ایسی گر کے پالا ٹھنڈ

کرون گا سوزِ درون سے جو اُٹھ مین پیرہن
پھرے گی ڈھونڈھتی آتش کنارِ دریا ٹھنڈ

ردیف دال معجمہ

مرغوبِ طبع کیون نہ ہو ایسی جنگیک لذیذ
چکھا تو حُسن کا ہے کھاسے نمک لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزہ نہ پوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی میں بوسے اُس لب لعلین کے لیجیے
کیفیت شراب میں ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقہ دلپذیر ہیں
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیریں کلام کا بھی مزہ بھولتا نہیں
شیر و شکر سے ہے یہ بلاشبہ و شک لذیذ

شیریں وہ لب ہو یا نمکیں جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہے تو شکر سے نمک لذیذ

بریاں ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

ردیف رائے مہملہ

بیت ہیں دو ابروئے زیبائے یار
مصرعۂ برجستہ ہے بالائے یار

محو کر دیتا ہے سرتاپائے یار
کیا مناسب تن کے ہیں اعضائے یار

دونوں ہیں اپنے لئے ایذا دہند
عشق بے خود حسن بے پروائے یار

آج کل سے کچھ میں دیوانہ نہیں
سر نہ تھا جب سے کہ ہے سودائے یار

مصلحت ہے واسطے اپنے وہی
جو رضائے یار ہے جو رائے یار

شہر خوباں میں ہیں دو میرے خطاب
عاشق دل دادہ و شیدائے یار

عشق شور انگیز پیدا کیجیے
جلوہ گر ہے حسن شوق افزائے یار

ساقی و مے شیشہ و ساغر ہیں سب
خالی ہے یادش بخیر اک جائے یار

میرے گھر میں جو قدم رنجہ کرے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں پائے یار

آئینہ سے یہ ہمیں روشن ہوا
محو حیرت رہتے ہیں بینائے یار

وصف چشم سرمگیں کیا کیجیے
دیکھتی ہے نرگس شہلائے یار

حسن میں کچھ ماہ کو نسبت نہیں
بے تکلف بے داغ ہے سیمائے یار

باندھیے مضمون تو مضمون دہن
کیجیے پیدا تو ناپیدائے یار

خودنمی بے وجہ آتش کی نہیں
یہ بھی ہے میری طرح جویائے یار

دکھائے حسن کی اپنے جسے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار

ظہور داغ محبت ہے یوں مرے دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردۂ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزاں کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر میں مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے اے یار رنگ لا کے ہوئی
بلائے عالم و آشوب روزگار بہار

شگفت غنچہ سے اُس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہوں پری کی تلاش میں پھرتا
جنوں کو رکھتی ہے سر پر مرے سوار بہار

نمود کی خط شکیں نے لالہ رو رخ پر
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار

کنار جوے چمن جھومتے ہیں مست ترے
بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار

وہ رنگ و بو بدن یار میں جو ہے سو کہاں
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار

کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام
ترا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار

تصور رُخ رنگیں میں بند رکھتا ہوں
چہار فصل میں آنکھوں سے ہے دوچار بہار

شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچہ ہوں گل
اُٹھائے پردۂ روئے نقاب دار بہار

نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجئے اب کی
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

پڑ گئی آنکھ جو اُن چاند سے رخساروں پر
لوٹتے کبک نظر آ گئے انگاروں پر

ابروے یار کا سر میں ہے جنھوں کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہیں تلواروں پر

روز و شب رہتے ہیں بلبل کی طرح سے نالاں
ٹوٹی پھولوں کی چھڑی ہم سے گنہگاروں پر

باد کے جھونکے کے لگنے سے ہیں میلے ہوتے
نازکی ختم ہے اُن پھول سے رخساروں پر

موسم گل میں جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہیں ہم باغ کی دیواروں پر

جگر و دل ہیں کبابوں کی طرح سے بھنتے
کثرت داغ جنوں رکھتے ہیں انگاروں پر

عشق بازوں کو دکھاؤ رخ رنگیں تم بھی
مست بلبل ہوئے ہیں رنگ ہے رخساروں پر

سن جو پائیں ہیں تری ابر سیہ سی زلفیں
رقص طاؤس کیا کرتے ہیں کہساروں پر

گر رہی ہے شب ہجران کی سیاہی اندھیر | چاند پر ہے نہ وہ رونق نہ چمک تارونپر
بزم خوبان مین تکلف نہین کسکو ہے پسند | طرے ہی طرے نظر آتے ہین دستارونپر
مُردنی چھائی ہوئی دیکھین گے منھ پر جو طبیب | خشمگین ہون گے تری چشم کے بیمارونپر
جا نکلتا ہے جو بازار مین وہ شوخ مزاج | پھبتیان ہوتی ہین یوسف کے خریدارونپر
خاک چھنوائی ہے سودائے گلستان نے بہت | ایڑیان برسون ہی رگڑا کیے ہین خارونپر
دل احباب کا دم بند ہے اُن زلفون مین | کیا تعدّی ہے شکنجے کے گرفتارون پر

شور نالے کا مرے جب سے سُنا ہے آتش
قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

ردیف زائے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز | ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز
موسیٰ کو غش آجائیگا جلوے سے تمھارے | دم دوگے مسیحا کو یہی ہے اگر انداز
دیوانہ ہوا جسنے رُخ یار کو دیکھا | رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز
دل صید گہ عشق مین کب سے ہے نشانہ | اللہ اُڑا دے اِسے کوئی قدر انداز
پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین | ٹپکا کیے سر کو بس دیوار و در انداز
مُنھ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم | دل توڑ کے کعبہ کو نہ ڈھا خانہ بر انداز
دکھلائی ہے دانتون کی صفا یار نے جبسے | موتی مری آنکھون کے کیے ہین نظر انداز
جانبر کوئی ہوویگا نہ دل تمسے لگا کر | جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز
واپس دل احباب کو لیلیے کے ہو کرتے | یہ غمزہ نیا ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سننے کو نالے ہمہ تن گوش ہین آتش
بلبل نے اُڑایا ہے تمھارا اگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ | دیدنی ہے جہان رنگا رنگ
سامنے تیرے روئے رنگین کے | لالہ و گل نے بھی نہ پکڑا رنگ

آنکھیں ہیں اور زلفِ یار کا دھیان — کچھ نہ کچھ لائے گا یہ سودا رنگ
تم جو خمخانہ میں نہیں آئے — مئے گلرنگ کا ہے پتلا رنگ
زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہیں — ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ
مست تیرے نہ لیں جو نذر بھی دے — مے سرخ آسمان مینا رنگ
حسن نے گیسوؤں کو تیرے دیا — مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکر رنگین نے تیری اے آتش
کیسے کیسے کئے ہیں پیدا رنگ

ردیف لام

کانوں میں ترے دیکھکے سونیکے کرن پھول — اے سرو رواں بھول گئے مرغ چمن پھول
پیدا کرے سو رنگ سے گو خاک چمن پھول، — ممکن نہیں رخ سا ترے اک غنچہ دہن پھول
ساقی یہ بہار چمنستان ہے وہ ہفتہ — پانی بھی جو مانگوں تو پلا شفق من پھول
دل سادگی یار کے اوپر ہے نکلتا — جھمکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول
زلفوں کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل، — نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول
کھلتے ہیں جو شہرت تری ناوک فگنی کی، — ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہیں ہرن پھول
دکھلائے گی کیا شام غریبان کے شگوفے — ہر چند کہ غنچوں کو کرے صبح وطن پھول
عشرت کدۂ عاشق و معشوق نہیں باغ — دولھا بنی بلبل نہ تو اک شب نہ دلھن پھول
تلوون کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا — سونگھے ہوئے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول
بلبل سے جو کی ہے کبھی اُس شوخ نے گرمی — جھکوا لئے گئے بھاڑ میں ہیں سیکڑوں من پھول
معائرہ قمری کا ہے یہ درد سر عشق — پھل ہی نہ تو رکھتے ہیں نہ کچھ سرو چمن پھول
تو دیکھے بہار چمنستان کو وہ رو دے — ٹھیک آئیں تو ہیں نہیں ترے کشتوں کے کفن پھول
آنکھوں کو نہ دکھلائیں ترے عضبہ کی صورت — صاف اپنی جبیں پر کی کریں چین و شکن پھول
کیا وجہ یہ انکار ہے ہم آغوشی کا کیسا، — کانٹا نہ تن اپنا ہے نہ انکا ہے بدن پھول

قرآن کے عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین — آتش سے سخن گو کے ہیں اے اہل سخن پھول

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول — بنی آدم نہ لے یہ دردِ سر مول

پسند دل ہوا ہے حسن صورت — فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول

تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے — اگر ہوا اژدہے کا گنج زر مول

ہو اصف بندی مژگان سے ظاہر — لڑائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول

لب و دندان تمھارے بے بہا ہین — نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول

وہ سودا ہے تری زلفونکا جس کو — سپاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول

بہادر تیغ چہرے پر ہین کھاتے — کرے کالا جو منھ وہ ہے سپر مول

اُٹھائی آنکھ تم نے مر گئے ہم — ہماری جان کی تھی ایک نظر مول

ملین گی گالیان قیمت کے بدلے — نہ دے گا لیکے دل وہ مفت بر مول

لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا — لیے ہم نے ہزارون نیشکر مول

عجب دولت ہے یہ احسان اس سے — بستر کو بھی ہے لے لیا بستر مول

سونگھا زلفون کو پیچھے پہلے رے نے — جو کچھ ہو مشک کا اے سیمبر مول

عوض مین دل کے بوسہ دیجیے ہمکو — خدا کا لے لیا اُس بت نے گھر مول

یہ حسن یار نے قیمت بڑھائی — نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بھروسا زندگانی کا نہین کچھ
کفن لے رکھے اے آتش بشر مول

درگاہ مین کریم کے ہے التجا قبول — دست دعا بلند تو کر ہے دعا قبول

باندھے گرہ مین اپنے مرے دلکو زلف یار — حاضر یہ گنج ہے جو کرے اژدہا قبول

شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش — ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول

داغ فراق دے کے گیا قبل صبح کے — سب کچھ قبول ہے یہ نہین ہے لقا قبول

یہ وقت لہو و لعب مین کھو دے نہ آدمی — کرتا ہے بندگی کو جو انکی خدا قبول

ایسا اثر زبان مین مری اے کریم دے — جو کچھ کہون کہے وہ مرا دلربا قبول

وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا — کرتی نہین ہے اُنکی طبیعت دوا قبول

عالم سے کچھ غرض نہین اے جان جان ہمین
دل کو نہین ہے کوئی تمہارے سوا قبول

کہنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب
کرتے ہین آشنا سخن آشنا قبول

ردیف میم

ڈھلتی ہے عاشقانہ ہماری غزل تمام
چھائے ہوئے ہین کوئے فرنگی محل تمام

وہ پھول کونسا ہے کہ سونگھا نہین جسے
چکھے ہوئے ہین باغ جہان کے یہ پھل تمام

زیب کنار عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب
ابتک مہک رہی ہے ہماری بغل تمام

دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہین اثر
اپنے کئے ہوئے ہین یہ حب کے عمل تمام

اہل جہان برادر مومن بنین ہزار
یوسف کے واسطے ہین یہ گرگ بغل تمام

ڈھونڈھا ہے جس جگہ وہین پایا ہے آپکو
اس شش جہت مین ہین یہ تمہارے محل تمام

مضمون بستہ آئین سراپائے یار کے
ہوجائے اس علاقہ مین اپنا عمل تمام

داغون سے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز
روشن نہین ہوے ہین ابھی یہ کنول تمام

ایذائے ہجر یار سے اتنی ہے آرزو
آنے نہ پائے تو کہ ہون مین اے اجل تمام

آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھلے کوہ
پتھر ہون نرم ہو کے روئی کے پہل تمام

شیرین شکر سی جان گئی سو دلے خال مین
مکھی کے چاٹنے نے کیا یہ عسل تمام

شانہ کا کام لیجئے گستاخ ہاتھ سے
ناحق ہے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام

کیونکر کرین نہ ناز وہ حسن و جمال پر
کبر و غرور رکھتے ہین اہل دول تمام

عالم کے دل لبھاتے ہین خال رخ حبیب
سمجھے ہین اپنے حصہ مین بھونرے کنول تمام

آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہے
آئی نہ اب اجل تو ہوے بے اجل تمام

کہتا ہے سنکے حالت دل روز وصل یار
فرقت کی شب مین ہوگی تمہاری غزل تمام

دوڑا کے راہ سخت محبت مین پانؤنکو
ایسا تھکائیے کہ بدن ہووے شل تمام

ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین
سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام

دل کو لگا ہے روگ محبت کا بسطرح
جان آج بچ گئی تو یقین ہے کہ کل تمام

حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا
کرتی ہے عشقباز کو لیت و لعل تمام

سیب ذقن سونگھائے جسے وہ مسیح وقت
صورت سے اُس کی بھاگین دماغی خلل تمام

آتش کی طرح کھودتی ہے اے زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اُگل تمام

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جلکے دل تمام
کرتی ہے روح مرحلۂ آب وگل تمام

حقا کے عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین دہر
دم بھرتے ہین ترابت چین وچگل تمام

ٹپکاتے زخم ہجر پر اے ترک کیا کرین
خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام

دیکھا ہے جب تجھے عرق آگیا ہے یار
غیرت سے ہوگئے ہین حسین منفعل تمام

عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے
تھکوا کے خون کرتا ہے آزار سل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہے بند بند
اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام

ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ
مہر دلنے ہے پی ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
اُلفت سے ہوگئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا ہمین
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

ردیف نون

رہا کرتا ہے درد اک رات دن بے یار پہلو مین
دل نالان ہوا ہے خانۂ بیمار پہلو مین

تپ ہجران کی گرمی دور ہی سے پھونکے دیتی ہے
ٹھہر سکتا نہین دم بھر کوئی غمخوار پہلو مین

کبھی کروٹ سے نیند آئی نہ اُس ابرو کے سودے مین
نہ رکھی مین نے جب تک کھینچکر تلوار پہلو مین

عجب کیا ہے خط نورس کا گرد اُس روئے رنگین کے
وہ گل ہے کونسا رکھتا نہین جو خار پہلو مین

شب مہتاب ہو ہر چند شمعین لاکھ روشن ہون
اندھیرا ہے نہ ہو جو چاند سا رخسار پہلو مین

گھبرا کر جو مین حسرت سے دروازے کو تکتا ہون
بٹھا لیتی ہے قصر یار کی دیوار پہلو مین

دعائین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہے
سولا دے یار کو اے طالعِ بیدار پہلو مین

قبائے یار کو دستے کے ٹکنے نے ہے چمکایا
جگہ طرہ کو بھی دے لپٹی دستار پہلو مین

بھلا دین شاخِ گل پر چہچہون کو تیرے اے بلبل
ہمارے بھی جو ہو وہ غیرتِ گلزار پہلو مین

پری سی شکل انھون نے آئینہ مین جب سے دیکھی ہے
لگائے رکھتے ہین دیوانے بھی دو چار پہلو مین

اڑا دیتا ہے بیتابیٔ دل سے تکیہ پہلو
فراقِ یار بن بیٹھا ہے کیا مختار پہلو مین

بازیٔ عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین
کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین

پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین یعنی
سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین

ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھ کے سینہ کا ابھار
کہتے ہین توڑ لے جسکو یہ وہ نارنج نہین

تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہین آزردہ
ہم سے ہے رنج تمھین تم سے ہمین رنج نہین

دل سے آتی ہے محبت کے مجوسے مین صدا
جان پر کھیلنے والون کو شش و پنج نہین

غزلِ خواجہ ہے مطلب کو پہونچ اے آتش
نالۂ بے اثرِ مرغِ نوا سنج نہین

باہر نہ پائینچے سے ہون اُس گلبدن کے پاؤن
پھیرین چھری نہ پنجۂ قصاب بنکے پاؤن

ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانبِ عدم
اندر کفن کے سر ہو نہ اندر کفن کے پاؤن

یک سالہ راہ سے ہے چلی آئی باغ مین
شبنم دھلا رہی ہے بہارِ چمن کے پاؤن

بے اختیار ضعفِ تپِ ہجر سے ہون مین
کہنے مین ہاتھ ہین نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤن

کوشش سے راہِ عشق کے باز آئینگے نہ ہم
ہر چند سوج سوج کے ہرن لاکھ من کے پاؤن

جوشِ جنون مین پھٹ کے نہ رہجاتا ساتھ سے
ہوتے مری طرح جو مرے پیرہن کے پاؤن

سارا یہ شعبدہ ہے ترا اے حنائے یار
مرجان کے ہاتھ ہین نہ عقیقِ یمن کے پاؤن

حاصل ہو لطفِ رقص بھی ہر چوکڑی کے ساتھ
سونے کے گھونگھروؤن کے ہین قابل ہرن کے پاؤن

کوئی جو پوچھتا ہو کہ کیا حال ہے ترا
خلوت مین چلیئے پوجیئے اس انجمن کے پاؤن

صحرا مین خاک چھانتا پھرتا ہون ہر طرف
چھلنی ہوئے ہین خارِ مغیلان سے چھنکے پاؤن

مرجع کو اپنے کسی کی نہیں ہوئی بازگشت
غربت سے جب پھرے تو ہین اندر وطن کے پاؤن

پھر جائے سوئے کعبہ جو منھ اُس گناہ پر
کوچون سے کاٹتا ہے وہ بت برہمن کے پاؤن

دنیا کو ٹھوکرکے نہین مردان راہ عشق
نامرد رکھین آنکھون پہ اُس پیرزن کے پاؤن

آتش زمین شعر ہو ہر چند سنگ لاخ
لغزش سے آشنا نہین اہل سخن کے پاؤن

آرزو ہے مجھے سجدے سحر و شام کرین
ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین

میرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین
خود بھی رسوا نہ ہون مجکو بھی بدنام کرین

گریۂ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا
حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا ہین پاؤن ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین

منھ پسارے ہوے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین

مست رکھتی ہے تری گردش چشم اے ساقی
وہ نہین ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین

رخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی چمک
حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین

دل مین جز یاد خدا کفر بتون کا ہے خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین

اک نظر حسن رخ زلف جو ہمین تو دکھلائے
نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین

شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھ کر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ
قصد بھیٹرنے کا آتش نہ در و بام کرین

عید نوروز ہے عشرت کا سرانجام کرین
شیشے لبریز مے ہوش ربا جام کرین

باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین
سرو و قمری کو عنادل کو گل انعام کرین

مہر کن دیکھ کے کہتے ہین تجھے اے محبوب
وہ نگینے ہین کہ پیدا جو ترا نام کرین

ہم فقیرون کو ہے دیوار کا سایہ کافی
خوش رہین وہ جو کہ خمخانہ مین آرام کرین

گاہ بیگاہ تو دیدار سے بھوکے بھی ہون سیر
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین

بیوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات اے محبوب
چاہ کر تجھ سے وفا کیا طمع خام کرین

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو
تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین

وہ بھر گرمیون کی لطف سے گذرے گر آپ
ساتھ لیکر ہمین خسخانہ مین آرام کرین

نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہے
آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کرین

دلکو پھندے مین نہ اُن گیسوؤنکے پھنسنا تھا
جسقدر چاہین وہ اب کشمکش دام کرین

کیونکر اُن گیسوؤنسے جان بچے جاے دل
جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین

کبھی اے کعبۂ مقصود و تمنا ہے ہمین
سجدۂ شکر تری راہ مین ہر گام کرین

حسن نے چودھوین کے چاند سی صورت دی ہے
کیا تماشہ ہو جو وہ سیر لب بام کرین

غیرت آتی ہے ہمین بوسہ کا سائل ہوتے
حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین

کشش دل عمل حب کا اثر رکھتی ہے
چاہیے خود وہ ملاقات کا پیغام کرین

ہم تو کہتے ہین وہ ہو گا جو خدا نے چاہا
وہ بھی سنتے ہین منجم جو کچھ احکام کرین

آتش آغاز محبت کا ہوا انجام بخیر
خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کرین

خورشید حشر سے ہے سینہ کا داغ روشن
اندھیر ہے جو کہیے اس کو چراغ روشن

دن کو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل مین
شب باش بھی جو ہو تو ہو جائے باغ روشن

بلبل ہزار ہا ہین جبتک بہار گل ہے
پروانے بھی ہین حاضر تا ہے چراغ روشن

پروانے بنکے مضمون آتے ہین عرش پر سے
رہتی ہے شمع فکر عالی دماغ روشن

اے سوز عشق تجھ سے اتنی ہی التجا ہے
دے مجھکو داغ دست موسیٰ سے داغ روشن

کوے حبیب مین ہے چلتی ہواے جنت
مردے ہین زندہ ہوتے کشتے چراغ روشن

طرز نگہ ہمیشہ دکھلائین موج مے
شیشہ مدام رکھین چشم ایاغ روشن

مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہین اُن کو
قید حیات مین ہے حال فراغ روشن

آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا
مشعل کی طرح ہو گی منقار زاغ روشن

موسم گل ہے جنون ہے شور زنجیر ان دنون
جن چڑھا رہتا ہے دیوانون کے سر پر ان دنون

روئے روشن یار کا پیش نظر ہے روز و شب
آنکھ کس کی پڑتی ہے شمس و قمر پر ان دنون

بوسۂ لب ہائے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق
رال ٹپکی پڑتی ہے شہد و شکر پر ان دنون

پہلوؤن مین درد رہتا ہے فراق یار سے
گاہ دل پر ہاتھ ہے گاہ ہے جگر پر ان دنون

بادشاہِ وقت ہے حسنِ جوانی نے کیا
لال پردہ ہے لٹکتا انکے در پر ان دنون

دیکھتے ہین ہنس کے دانتون کی چمک وہ آجکل
کوندتی بجلی نہین کس کس کے گھر پر ان دنون

رخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہین گیسوئے یار
شام کا وقفہ نہین رہتا سحر پر ان دنون

بانس لگواتا ہے اکڑ جاکے وہ بالا بلند
سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر ان دنون

سرخ کندن سے ہے رکھتا نشۂ مے رنگ یار
زر طلب مرجاتے ہین اس سیمبر پر ان دنون

عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
دوڑتی نیت ہے معجون گہر پر ان دنون

کوٹ کر بھی زور سودائے پری نے بھر دیا
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر ان دنون

متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوئے عدم
ہاتھ رکھے پھرتے ہین وہ بھی کمر پر ان دنون

کون اُس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
بار رہتی ہے خطون کی نامہ بر پر ان دنون

موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین
آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر ان دنون

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سی ہے بھیڑ میخانہ کے در پر ان دنون

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
اگر بیابان بھاڑ کر چل بیٹھے صحرا کے دامن مین

چلے تو سیر کو ہین آپ ستی ملکے گلشن مین
اشارے کیجے کیسے ہونگے نافرمان و سوسن مین

حزانین بلبلون سے رکھیے بحث نالہ گلشن مین
شرارت کیجے ماتم زدون کی چلکے شیون مین

لگائی ہے آگ بجلی کی چمک ہے خانۂ تن مین
برستا مینہ نہین بے یار خاک اڑتی ہے ساون مین

یہ سودائے شہادت ہے ہمارے سر کو اے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن مین

سنا ہے عاشقون سے برق وش بھی نام جو اپنا
تماشا دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

زبان چشم کا اُس گل کو ہو کا کھا چکے عاشق
نہ بینائی ہے نرگس مین نہ گویائی ہے سوسن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

طریقِ عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا
گریبان مین کبھی ہے جب لگی ہے آگ دامن مین

بلاتا ہے نہین ہون دوستی سے اُس ستمگر کو
چھری دیتا ہون اپنے ذبح مین دست دشمن مین

پریشان عاشقون کی خاک کے ذرے تو ہین دیکھین
جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن مین

جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کاہان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندونکو نہ مردونکو ہے مدفن مین

ملا کرتے ہین آنکھین اپنی دیوانے رکابون سے
پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین

کھلا زلفون کے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین

گوارا ناگوارا بھی ہو بدگروی دوران سے
اگر بالی پر قناعت کرتے ہین سب قحط روغن مین

شرف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتونکے گھور نیکو جاتے ہین دیر برہمن مین

ردیف واؤ

رخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہم کو
گل سے ہے غرض خار سے کیا کام ہے ہمکو

مطلب ہے رخ صاف سے خط سے نہین مطلب
آئینہ ہو زنگار سے کیا کام ہے ہم کو

گلزار ترا تجکو مبارک رہے بلبل
بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہم کو

دیوانے ہین صحرا کے جنون خیز محل ہے
بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہم کو

خواہان سے ترے رشک ہے اے غیرت یوسف
یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہم کو

کافی ہے ہمارے لئے دل ہی کا اشارہ
دلّال سے جفّار سے کیا کام ہے ہم کو

جب جوش جنون نے ہمین گھر ہی سے نکالا
پھر سایہ دیوار سے کیا کام ہے ہم کو

اللہ ہے مشکل مین مددگار ہمارا
اعوان سے انصار سے کیا کام ہے ہم کو

مرتا ہون جو کہتا ہون تو ہنستے ہین وہ ہنسکر
عیسیٰ نہین بیمار سے کیا کام ہے ہم کو

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو
لالہ سمجھتا ہے دل داغ نمک سود کو

داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجئے
ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو

لعل شکر باز کے بوسہ مین کیونکر نہ لون
کوئی نہین چھوڑتا حلوہ بیدود کو

پردۂ غفلت اُٹھا بیش نظر یار ہے
دیر و حرم مین نجا ڈھونڈھنے موجود کو

سجدہ کے انکار سے غرق نہ ہو جائیگا
خاکی مقبول پر ناری مردود کو

صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی
ایک شرارہ ہے بس تودۂ بارود کو

سینۂ بے معرفت حلقہ مین اپنے نہین
رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو

صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا
آنکھ خدا نے ہے دی کوکب مسعود کو

طائر دل ہو گیا بستۂ زلف ایاز
بندہ کیا حُسن کا عشق نے محمود کو

خاک سے بھریے اُسے چاہ جو بے آب ہو
آگ لگا دیجئے مطبخ بے دود کو

جھاڑ دئے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے
خاک برابر کیا پشّے نے نمرود کو

یاد الٰہی مین جو نعرہ یا ہو کیا
بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو

ہجر کی ایذا سے چھٹ دلکو جلا ہجر وصل
داغ لگے اچھا کرا اس زخم نمک سود کو

راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان
سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہائے ہوز

ظاہر کسی کے دل کا ہو کیا خار خار کچھ
سنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے جو تیغ یار کچھ
زخم اتنے کھاوے گا نہ رہیگا شمار کچھ

پوچھی کسی نے محکمۂ حشر مین نہ بات
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ردیف یائے تحتانی

گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیجلے
عریان بدن وہ لائے جو تھے خار لیجلے

سر مین ہوائے کوچۂ دلدار لیجلے
باغ جہان سے حسرت گلزار لیجلے

نیت کو عاشقون کی کیا سیر حسن نے
آنکھون کے جام شربت دیدار لیجلے

کرتے ہین سیر چشم خریدار سے مدام
یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیجلے

سودا بنا نہ یار کے حسن و جمال کا
اس لالہ رو کا داغ خریدار لیجلے

مقصود دل ہے قلزم خون مین شناوری
جس گھاٹ جا ہے یار کی تلوار لیچلے

اے نونہال حسن جو اُنکی نظر پڑے
عناب لب کو توڑ کے بیمار لیچلے

بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا
بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار لیچلے

آجائے جوش پر تو ابھی قصر یار مین
سیلاب اشک توڑ کے دیوار لیچلے

جامہ سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہے
تشریف اب تو پیرہن یار لیچلے

کیف شراب سے دو جہان کا ہو غم غلط
بحرین سے یہ کشتئ مے پار لیچلے

دوڑا ہے اُن کے پیچھے کس انداز سے وہ شوخ
طاؤس و کبک اُڑا کے جو رفتار لیچلے

دار السرور مین بھی کرون سجدہ ہائے خم
مسجد سے شوق خانہ خمار لے چلے

شمشیر سے بلا کا ہو ہر چند سامنا
چلے جدھر وہ ابروے خم دار لے چلے

ایسی رسائی کیجیے پیدا کہ کھینچ کر
خلوت مین انجمن سے ہمین یار لیچلے

سایہ نے دی ڈھئی جو ترے آستان پر
در سے اُٹھا کے ہم پس دیوار لے چلے

داغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لے چلے

بازار دہر مین نہ رہی جنس دل پسند
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لے چلے

نالون نے اپنے آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
سودائے خواب فتنۂ بیدار لے چلے

انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
بخشوا کے اپنے ساتھ گنہگار لے چلے

تم سیر کر کے کیا پھرے اندھیر ہو گیا
بازار آ کے رونق بازار لے چلے

حاصل ہوا نہ غاک بھی آپس کی نزع سے
دل مین غبار کافر و دیندار لے چلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لے چلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہے
نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہے

ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب
بتون کو تیری طرح سے خدائی مشکل ہے

پھرایا سر کو ترے زمزمون نے اے بلبل
خفا نہ ہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے

بہت سی دیکھین ہین خم دار ہم نے تلوارین
تمھاری ابروؤن کی کج ادائی مشکل ہے

وہ اتحاد نہین ہے کہ جسمین فرق پڑے
ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے

کمر سے بڑھ چلے گیسوئے یار قہر کیا
عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے

ولایتی بھی حسینون کو ہم نے دیکھ لیا
منش تری سی کہان میرزائی مشکل ہے

پھرین گے ہم نہ ہزار آپ ہم سے منھ پھیرین
تمھین ہے سہل ہمین بیوفائی مشکل ہے

جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے
صفائے رُخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے

حیاے یار نے بدلا جو کیف مے مین رنگ
یقین ہوا یہ ہمین پارسائی مشکل ہے

عنایت اُس کو ہو بے مانگے بوسۂ تر حسن
فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہے

ہزار پنجۂ مرجان کا چھپا ہو رنگ
وہ دلربائی دست حنائی مشکل ہے

کنارہ کش نہ ہوا ہے بحر حسن عاشق سے
نہین تو کہتے ہین ہم آشنائی مشکل ہے

خلیل در کا اسے کعبہ بجا نہ آتش
خدا کا گھر ہے یہ دل تک رسائی مشکل ہے

ورد زبان جناب محمدؐ کا نام ہے
قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے

مومن پسند یار کا شیرین کلام ہے
کیا چاشنی ہے کیا مزہ ہے کیا قوام ہے

حق ہے جو موشگاف کا اس مین کلام ہے
دیکھا کمر کو یار کی نازک مقام ہے

اک حال پر کبھی نہین اُسکو قیام ہے
دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے

عاشق کا نالہ سنکے یہ اُن کا کلام ہے
باقی دھوان ہے عود مین جبتک کہ خام ہے

زنجیر ہے وہ طرۂ مشکین نہ دام ہے
شاعر کہا کرین انھین سودائے خام ہے

آزاد کردہ سرو اک اُس کا غلام ہے
قد بلند یار کا عالی مقام ہے

مطلب ہے دفتر گل و لالہ مین مختصر
دو دن کی سیر مین یہ گلستان تمام ہے

صبح بہار ہے مجھے ساقی پلا شراب
سب جانتے ہین عید کا روزہ حرام ہے

اُس شاہ حسن کو یہ سجھاتی ہے تمکنت
وہ کام اشارے سے ہو زبان کا جو کام ہے

حسن و جمال یار کی شہرت کہان نہین
روشن تر آفتاب سے اُس مہ کا نام ہے

عاشق نواز حسن کی تعریف کیا کرون
یوسف سے بھی عزیز اُسے اپنا غلام ہے

دکھلا رہی ہے سیر چمن گفتگوئے یار
جھڑتے ہین پھول منہ سے یہ رنگین کلام ہے

کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین
مشتاق جوئے آب ہے جو تشنہ کام ہے

زیبندہ چشم یار مین سُرخی ہے نشہ کی
کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے

ایک سجدۂ نیاز مین ہے فرض عشق ادا
مین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہے

ہم چشم تر کو سامنے کرتے ہین ابر کے
تم ہنس پڑو تو برق کا قصہ تمام ہے

رہتے ہین جبہ سا جو ترے آستان پر
آنکھون مین اُنکی پست بلندی بام ہے

خونریزی نقاب رُخ یار سے کھلا
جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہے

بے معنی ہے وہ عشق کہ جسمین کشش نہین
دلچسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہے

نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین
چھلکے تو کیا بعید ہے لبریز جام ہے

سودائی زلف یار کا جبسے ہوا ہے دل
قالب مین مرغ روح کو ایذائے دام ہے

جبتک حلال کر لے نہ مجھ بیگناہ کو
قاتل کو دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے

رکھتے ہین وہ قدم تنِ بیجان مین حکم رج
پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہے

کیا کیا شگوفے پھولتے رہتے ہین رات بھر
صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے

دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حُسن بھی
محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہے

اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

مہندی ہمارے قتل کی خاطر ہے لگ رہی
خون حنا کا ہم سے انھین انتقام ہے

معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو
جا ہے جو تجھسے پختگی عہد خام ہے

غلغال پائے یار سے آتی ہے یہ صدا
مُردے سے لیجئے وہ جو زندہ کا کام ہے

بتخانہ کھود ڈالئے مسجد کو ڈھائیے :: لو
دل کو نہ توڑیے یہ خدا کا مقام ہے

جس مسئلہ مین شک ہو جسے آکے پوچھ لے
مسجد ہے وقت صبح ہے موجود امام ہے

ہوتا ہے خوشنوائی بلبل سے آشکار
بہشت پر بھی شاعرون کا احتلام ہے

انگشتری ہنوز نہین دست یار مین
نا آشنا نگینہ کی صورت سے نام ہے

بیباکئی زبان سے نہین کون خوفناک
ہر عضو اُٹھکے صبح کو کرتا سلام ہے

آتش برا نہ مانیو حق جو پوچھیے
شاعر ہین ہم دروغ ہمارا کلام ہے

باغبان انصاف پر بلبل سے آیا چاہیے
بیچنی اُسکو زر گل کی پہنچایا چاہیے

فرش گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پروانون کی خاطر سے جلایا چاہیے

پان بھی کھاؤ جمائی ہے جو مسی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے

آئینہ مین خط نورس کا نظارہ کیجیے
آہوان چشم کو ریحان چرایا چاہیے

بوسہ اُس لب کا ہے قوت بخش رنج ناتوان
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے

عشق مین حد ادب سے آگے رکھتا ہے قدم
شاخ گلبن پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے

دیکھیے کرتا ہے کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلہ کو آزمایا چاہیے

ہو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین چل کر اسے بلبل سنایا چاہیے

فصل گل ہے چار دن ساقی تکلف ہے ضرور
پر جواہر کے بط مے کو لگایا چاہیے

خم مین جوش مے سے مجکو یہ صدا ہے آرہی
ظرف مستی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے

حال دل کچھ کہا مین نے تو بولا نکلے یار
بس عبارت ہو چکی مطلب پر آیا چاہیے

تیر سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریائے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے

رنگ زرد و چشم تر سے کیجیے دعوائے عشق
دو گواہ حال اس قضیہ کے لایا چاہیے

رام ہوتے ہی نہین وحشی مزاجی ہے سو ہے
اُن سیہ چشمون کو پہرہ جگایا چاہیے

دیکھکر خلوت سرائے یار کہتے ہین فقیر
عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیجیے چند جز شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے
رنگ سب بے رنگ رہا کرتا ہے

حسن مین تیرے کوئی عیب نہین
قبح مین ڈھنگ رہا کرتا ہے

صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین
وان سر جنگ رہا کرتا ہے

محتسب کو ترے مستاؤن سے
خوف سر جنگ رہا کرتا ہے

دل مرا پی کے محبت کی شراب
نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہے

عارسی عار ہے مجھ مجنون کو
ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے

جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن
عشق چو رنگ رہا کرتا ہے

گفتنی حال نہین ہے اپنا
کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے

حلب رخ مین ترے خالون سے
شکر زنگ رہا کرتا ہے

منزل گور کے دیوانون کے
سینہ پر سنگ رہا کرتا ہے

عالم وجد ترے مستون کو
بے دف و چنگ رہا کرتا ہے

فندق دست صنم سے تا دم
گل اور رنگ رہا کرتا ہے

تیرے گوش شنوا کا مشتاق
ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے

بندش چست سے تیری آتش
قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہے
ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہے

رخ ترا بیداغ ہے روئے قمر مین داغ ہے
دیکھ لے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہے

عشق کی دل سوزیون سے بحر و بر مین داغ ہے
یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے

دیدۂ احباب سے بیوجہ پوشیدہ نہین
لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہے

آج کل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار
بوئے گل دیتا ہے جو جو اپنے بر مین داغ ہے

اشک کے پانی سے نہلا دے مجھے اے چشم تر
گرمیون سے سوزش دل کی جگر مین داغ ہے

ناکسون سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز
سیل تانبے کا ہوا جس سیم و زر مین داغ ہے

گل ترے چھلے کا سینے پر نہین اے تیغ زن
چار پھولون کے عوض اک اس سپر مین داغ ہے

اشتیاق گور مین دیتی ہے ایذا طول عمر
منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہے

کوتہی کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم
آبلہ پائی کے ہاتھون مغز سر مین داغ ہے

زلف و خال یار پر جب سے پڑی ہے اپنی آنکھ
مشک چین عنبر سارا نظر مین داغ ہے

وان تلاش ایذا ہے دیتی اور یہان شوق وصال
زخم باہر اپنی قسمت کا ہے گھر مین داغ ہے

ناگوار اپنے سوا ہے یار دل کو دخل غیر
سایہ کا بھی ساتھ تیرے رہگذر مین داغ ہے

دیتے ہین تشبیہ روئے روشن محبوب سے
داغ ہے اُس کا ہمین وہ جو قمر مین داغ ہے

زاہد سالوس کے ماتھے کے گھٹے سے کھلا
لگ ہی رہتا ہے جو تقدیر بشر مین داغ ہے

کوئی گردن پر ترے زیبندہ ہے خال سیاہ
خوش نما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہے

داغ کھانے نے مزا ایسا دیا ہے عشق مین
دوڑتی ہے روح اُس پہ جس ثمر مین داغ ہے

عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہے

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے

کج نگہ تو نے تو کی ہم سے کیے رکھتے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوئے خدا پھرتی ہے

ملتجی جو تری درگاہ کے ہین اے محبوب
پہنے تشریف قبول اُنکی دعا پھرتی ہے

نشۂ مے نے نقاب رُخ زیبا اُلٹا
ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھوں کی حیا پھرتی ہے

قتل کسکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہے

پانون تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے

اپنے جامہ سے ہو نہین مینکش مفلس باہر
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبہ کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

نالہ کا بت کدہ مین ہم کیا خیال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

ہنس کر کلام ہم سے یوسف جمال کرتے
کانون کو آشنائے فرخندہ فال کرتے

حسن شباب اُن کا موسم بہار کا ہے
ٹپا سا قد دکھاتے جس کو نہال کرتے

حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر
صورت جو تم دکھاکر مجھ جمال کرتے

باہر بساط سے تھے ہم عشق کے جو مین
دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے

ماہ چہاردہ ہے رخسارۂ منور
ایک دم نقاب اُلٹتے تو تم کمال کرتے

آزردہ دل سے جان ہے دل جانسے کام
تم درمیان پڑکر رفع ملال کرتے

منظور ہوتی ہمکو حجت جو اُس دہن مین
اندیشہ کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

لٹکاتے دوش سے بھی تھوڑا سا انکو صاحب
بازو کی مچھلیون کا زلفون کو جال کرتے

ہمچشمی آہوون سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر
چشم سیہ کو کیف مے سے زلال کرتے

سودا زدہ جو تیرے خالونکا جا نکلتا
قربان مشک نافے اُسپر غزال کرتے

رخ یار کا نہ ہوتا تو چاند چودھوین کا
اندھیر ابروون کے دونون ہلال کرتے

سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین
مجنونسے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن
ناقص ہین آشکارا اپنے کمال کرتے

ہمسایہ ہے دنالی بندوق سے وہ بینی
چھرون کا کام روئے قاتل کے خال کرتے

لاشہ پڑا ہے میرا صحرا مین زخم کھاکر
جھپٹے پلنگ و شیر و گرگ و شغال کرتے

بوسے کے مانگنے پر مُنھ کو نہ پھیرنا تھا
حاتم تھے تم نہ رد جو میرا سوال کرتے

فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

ہٹتا نہین ہے اک دم آئینہ سامنے سے
اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے

کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی
دیتا جو دُرد بھی تو شکر زلال کرتے

فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہماری
یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیے تھی
ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے
گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
اگر تکیہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے

یہی آواز آتی ہے در مہر محبت سے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے

اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہیں
بہم پہونچے تو اُنکو شربت دیدار بہتر ہے

کہا کرتے ہیں عاشق لوگ اکثر پیار سے یوسف
تمہارے حُسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے

صباحت سے ہے رشکِ صبح نوروزی وہ پیشانی
ہلال عید سے وہ ابروئے خمدار بہتر ہے

سُنا ہے شاعروں سے بیشتر قندِ مکرر بھی
لب شیرین کے بوسہ لینے میں تکرار بہتر ہے

نگاہیں مردم دیدہ کو ہر دم یہ سجھاتی ہیں
ملے لُوٹنے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے

بہار بے خزاں ایسی نہیں کوئی چمن رکھتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے

اسیر عشق کو ہے فوق آزادانِ عالم پر
جہان کے تندرستون سے ترا بیمار بہتر ہے

رہے جاتے ہیں عاشق نیمجان کیا قہر کرتے ہو
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہے

چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے

بہار باغ ہے نظارۂ محبوب دکھلاتا
وہ قامت سرو سے تو گل سے وہ رخسار بہتر ہے

کہان نظارۂ روزن رہا پردہ نہ جب باقی
تمہارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہے

سوال بوسہ پر ہنسکر وہ بت کہتا ہے اے آتش
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہے

عتاب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
کس درد کے ہیں آپ دوا کچھ نہ پوچھیے

ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہوں
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے

خوشبو سے ہو رہا ہے معطر دماغ جان
چلتی ہے کسطرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے

کیا کیا نگہ پھسلتی ہے رخسار یار پر
کیسا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے

جامہ سے باہر اپنے جو ہوں میں عجب نہیں
کھولے ہیں کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے

آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ
ہمسے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے

اللہ نے کیا ہے تجھے بادشاہ حُسن
سر پر ہے کس کے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے

رنگین کئے ہیں یار نے جلسے کہ دست و پا
کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے

ناگفتنی ہے عشق بتان کا معاملہ
ہر حال مین ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے

کیا شے ہے وہ کمر جو گذرتا ہے یہ خیال
آتی ہے غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے

کوتاہ خال روئے منور ہے کس قدر
کتنی ہے زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے

آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہون
مشفق جو کچھ ہے اُس کی سزا کچھ نہ پوچھیے

باز آئینگے نہ بازی عیش و نشاط سے
باہر ہین اس جوے مین ہم اپنی بساط سے

حیران اُن ابروؤن کو ہین معمار دیکھکر
دو طاق ہین بلند فلک کے رباط سے

حلقہ مین آہوؤن کے ہین دیوانے جسطرح
حائل حصار مین نہ ہون اس احتیاط سے

جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہ ہون
خوش روے خوش جمال سے خوش اختلاط سے

کھا کھا کے زخم کرتے ہین مستونکی طرح رقص
بسمل تمھاری تیغ کے کس کس نشاط سے

خواہان مرگ دل سے جدائی مین یار کی
بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے

انجام ہو بخیر قیامت کا آتشا
داخل بہشت مین ہو گذر کر صراط سے

زندے وہی ہین جو کہ ہین تم پر مرے ہوے
باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوئے

مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین
مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوئے

اللہ رے صفائے تن نازنین یار
موتی ہین کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوئے

دو دن سے پانوءن جو نہین دبوائے یار نے
بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے

اُن ابروؤنکے حلقہ مین وہ انکھڑیان نہین
دو طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوے

بعد فنا بھی آئے گی مجھ مست کو نہ نیند
بے خشت خم لحد مین سرہانے دھرے ہوے

نکلین جو اشک بے اثر آنکھو نسے کیا عجب
پیدا ہوئے ہین طفل ہزار دن مرے ہوے

لکھے گئے بیاضون مین اشعار انتخاب
رائج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوے

اُلٹا صفون کو تیغ نے ابروئے یار کی
تیر مژہ سے درہم و برہم پرے ہوے

آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق مین
گو دے جو ابکی ہم تو درے سے پرے ہوے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم مرے ہوے
جوشِ جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوے

ناقوس مین سے آئی صدائے ہو الغفور
ہم بتکدے گئے جو خدا سے ڈرے ہوے

خط پر جو آئینہ مین پڑی ہے نگاہ یار
آہوے چشم مست ہین سبزے چرے ہوے

شوق شکار مجکو جو اے ترک ہے سُنا
چرچرکے سبزہ آہو مین کیا کیا ہرے ہوے

مہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو
سوکھے ہوئے درخت حنا کے ہرے ہوے

آرایش اُنکے حسن کی موقوف کب ہوئی
نوچے گئے درخت حنا جب ہرے ہوے

کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ مین تباہ
کوچے مین یار کے ہین کبوتر چرے ہوے

وہ صید سخت جان ہون مین جسپر ہزار بار
خالی ہوئے ہین تیر و نکے ترکش بھرے ہوے

وسیے مین جام کے ہے تامل کا کیا سبب
ساقی شراب سے ہین قرابے بھرے ہوے

بعد فنا بھی عشق کا آتش اثر رہا
تربت سے اپنی بید ہو لد ہرے ہوے

کہتے ہین ذکر لیلی و مجنون جو چھیڑ دیے
چپ رہیے بس نہ گور کے مردے اکھیڑ دیے

خوشحال ہین مٹا کے مجھے ہفت آسمان
یوسف کو کھائے ہوگئے ہین شیر بھیڑ دیے

ساقی ہے مے ہے یار ہے بزم نشاط ہے
چھیڑے جواب نہ ساز تو مطرب کو چھیڑ دیے

تدبیر ہے تو کام نہ تقدیر کا ہوا
تکیہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھیڑ دیے

آئی بہارِ گل نے قبا اپنی چاک کی
بخیہ جو پیرہن مین ہے اُسکو اُدھیڑ دیے

آتش قمارِ عشق مین تیرے حضور یار
چالون کو اپنی بھول گئے ہین بکھیر دیے

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچہ ہوے بوئے گل صبا نے دی

دکھائے روئے مخطط نے یار کے اعجاز
گلیم پوش کو پشمینہ ہی خدا نے دی

گئی ہے دیر سے اب تک نہین پھری شاید
در قبول کے اوپر دھرنی دعا نے دی

کفن کی فکر ہمارے لئے بھی واجب ہے
نقاب کی جو تھین شہرت حیا نے دی

دم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا
طرف کو کعبہ کی کروٹ مجھے قضا نے دی

لڑانے آئے تھے آنکھیں غزال چین ختن
شکست انگوتری چشم سرمہ سانے دی

جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا
تمھاری راہ مین جان ایک شکستہ پانے دی

محال کیا کوئی سودا زدہ جو دم مارے
گلو مین پھانسی ہے اُس کاکل رسانے دی

یہ جا ہا دیکھیے دونون مین چھپا ہے کون
ہمارے خون کی رغبت اُنھین حنانے دی

فقیر ہوکے جو جکپر موا ہے اے شہ حُسن
جگہ ہے سایہ مین اپنے اُسے ہمانے دی

کیا ہے عشق نے بالائے یار کے بیخود
پری کے سایہ کی ایذا ہے اُس بلانے دی

رہِ عدم مین سب آوازا پنی بھول گئے
صدا نہ قافلۂ اشک مین درانے دی

وہ بحرِ حُسن ہے کس لہر مین رہا کرتا
خبر کچھ اُسکی نہ لاکر اک آشنانے دی

مریض عشق کو ہے مرگ زیست سے اولیٰ
گلے کو کاٹیے صحت اگر دوانے دی

ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
دعا نہ یہ اُس شہِ خوبان کو کس گدانے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبانے دی

یا علیؑ کہکر بت پندار توڑا چاہیے
نفس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے

تنگ آکر جسم کو اے روح چھوڑا چاہیے
طفل طبعون کے لئے مٹی کا گھوڑا چاہیے

زلف کے سودے مین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے
جب بلا کا سامنا ہو مُنھ نہ موڑا چاہیے

گھورتی ہے تم کو نرگس آنکھ پھوڑا چاہیے
گل بہت ہنستے ہین کان اُنکے مروڑا چاہیے

آج کل ہوتا ہے اپنا عشق پنہان آشکار
پک چکا ہے خوب اب پھوٹے یہ پھوڑا چاہیے

مانگتا ہون مین خدا سے اپنے دل سے داغ عشق
بادشاہ حسن کے سکے کا توڑا چاہیے

اُن بتون کے عشق نے ہے جبسے دیوانہ کیا
رٹ یہی اپنی ہے ایک لاون کا جوڑا چاہیے

دے رہا ہے گیسوئے مشکین سودے کو جگہ
کسکے آگے جاکے اپنے سر کو پھوڑا چاہیے

بادۂ گلگون کے شیشہ کا ہون سائل ساقیا
ساتھ کیفیت کے اُڑتا مجکو گھوڑا چاہیے

یہ صدا آتی ہے رفتار سمند عمر سے
وہ بھی گھوڑا ہے کوئی جسکو کہ کوڑا چاہیے

قطع مقراض خموشی سے زبان کو کیجیے
قفل دیکر گنج پر مفتاح توڑا چاہیے

اپنے دیوانہ کا دل لیکر یہ کہتا ہے وہ طفل
یہ کھلونا ہے اسی قابل کہ توڑا چاہیئے

زلفین روئے یار پر بیوجہ لہراتی نہین
کچھ نہ کچھ ہو گر گلے یہ کالے کا جوڑا چاہیئے

باغبان سے چھپ کے گلچینی جو کی تو کیا کیا
آنکھ بلبل کی بچاکر پھول توڑا چاہیئے

فصل گل مین بیڑیان کاٹی ہین میرے پانو کی
ہاتھ مین حداد کے سونیکا توڑا چاہیئے

باغ عالم مین یہی میری دعا ہے روز و شب
خار خار عشق گلرخسار توڑا چاہیئے

عشق کی مشکل پسندی سے ہوا یہ آشکار
خوبصورت کو غرور حسن تھوڑا چاہیئے

زمزمے سنکر مرے صیاد گلرو نے کہا
ذبح کیجے ایسے بلبل کو نہ چھوڑا چاہیئے

پیر ہو آتش کفن کا سامنا ہے عنقریب
توبہ کیجے دامن تر کو نچوڑا چاہیئے

بگر اُس کو فریب نرگس مستانہ آتا ہے
اُلٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہے

نہایت دل کو ہے مرغوب بوسہ خال مشکین کا
دہن تک اپنے کبتک دیکھیے یہ دانہ آتا ہے

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے

فراق یار مین دل پر نہین معلوم کیا گذری
جو اشک آنکھو نمین آتا ہے سو بیتابانہ آتا ہے

بگولے کیطرح کسکس خوشی سے خاک اُڑاتا ہون
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہے

سمجھتے ہین مرے دل کی وہ کیا نافہم نادان ہین
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہے

طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروئے ہمت مردانہ آتا ہے

ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتے ہین
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے

تماشاگاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہے کسکو
کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہے

صبا کیطرح ہر اک غیرت گل سے ہین لگ چلتے
محبت ہے سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہے

زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
کئی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہے

خیال آیا ہے آئینہ کا منھ اُنمین وہ پھینکلے
ابکے اُلجھے بال سُلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہے

پھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام زلف پیچان مین
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہے

خدا کا گھر ہے بتخانہ ہمارا دل نہین آتش
مقام آشنا ہے یان نہین بیگانہ آتا ہے

جان بخش لب کے عشق مین ایذا اُٹھائیے
بیمار ہو کے ناز مسیحا اُٹھائیے

قدسی نگاہ لطف کے امیدوار ہین
آنکھین تو سوئے عالم بالا اُٹھائیے

اب کی بہار مین جو ہمین لیجلے جنون
چُن چُن کے داغ لالۂ صحرا اُٹھائیے

خامہ سے کام لیجیے ہنگام فکر شعر
میدان کارزار مین گھوڑا اُٹھائیے

دکھلائے حسن یار کا جلوہ ہمین جو عشق
کس کسطرح سے لطف تماشا اُٹھائیے

تجھ سا حسین ہو یار تو کیونکر نہ اسکے پھر
ناز بجا و غمزۂ بیجا اُٹھائیے

مفلس ہون لاکھ پر یہی دلکو بندھی ہے دھن
یوسف کو قرض لیکے تقاضا اُٹھائیے

سختی راہ کھینچیے منزل کے شوق مین
آرام کی تلاش مین ایذا اُٹھائیے

فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب
بس ہوچکی نماز مصلا اُٹھائیے

جام شراب ناب ہے ساقی لئے کھڑا
گردن تو مثل گردن مینا اُٹھائیے

آواز کو سنا کے کرے کان مستفیض
رحم آنکھون پر بھی کیجیے پردہ اُٹھائیے

جوش جنون مین دیکھیے پیچھے نہ مڑ کے پھر
منہ جسطرف کو صورت دریا اُٹھائیے

شمشیر زن ہو یار بہادر جوان ہو
آتش جہاد عشق پر بیڑا اُٹھائیے

دہن پر ہین اُن کے گمان کیسے کیسے
کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

تمہارے شہیدون مین داخل ہوے ہین
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے

بہار آئی ہے نشہ مین جھومتے ہین
مُریدان پیر مغان کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے

تپ ہجر کی کاہشون نے کئے ہین
جدا پوست سے استخوان کیسے کیسے

نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا،
تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا
ہٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

بہارِ گلستان کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے

توجہ نے تیری ہمارے مسیحا
توانا کئے ناتوان کیسے کیسے

دل و دیدۂ اہلِ عالم مین گھر ہے
تمھارے لئے ہین مکان کیسے کیسے

غم و غصّہ و رنج و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

تری کلکِ قدرت کے قربان آنکھین
دکھائے ہین خوش رو جوان کیسے کیسے

کرے جس قدر شکرِ نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے
آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے

کیک کی آنکھونسے نظارہ کو عاشق آئے ہین
چاند سی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے

دردِ دل سے دم فنا ہوتا ہے جائے رحم ہے
جان جاتی ہے مری آؤ خدا کیواسطے

جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے
ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے

پاسِ رسوائی کا دونون جانبونسے شرط ہے
مین بھتین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی
ٹھہر گیا جو کہین بوئے آشنا آئی

بہارِ گل مین ہین دیوانے جامہ سے باہر
پری کا بھیس ہے بدلے ہوئے بلا آئی

لیا جو بوسہ تو ہنسکر یہ اُس صنم نے کہا
خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی

شراب اُن کو پلا کر ہوئی پشیمانی
وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

لباسِ کعبہ کا حاصل کیا شرف اُس نے
جو کوئے یار مین کالی کوئی گھٹا آئی

سرو ہیان ہین نہین دونون ابروے خمدار
وہ منھ چڑھے ترے جسکی کہ ہو قضا آئی

ہماری خاک رہی کوئے یار کی مشتاق
پہونچتی اُڑ کے نہ ایسی کوئی ہوا آئی

نہ روزِ حشر بھی فریاد ہو سکی مجھ سے
جنازۂ یار کے آڑے مری وفا آئی

مریضِ عشق کیا حسنِ یار نے جب سے
مزاج سے نہ موافق کوئی دوا آئی

سانپ کا زہر وہ گیسو ہیں اُگلنے والے
آہوئے چشم چھلاوے کو ہیں چھلنے والے

کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

کشمش عشق میں بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہیں منھ پھیر کے چلنے والے

حُسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے
شب کو باہر نہیں وہ گھر سے نکلنے والے

آئینہ رکھ لے کیا ہے جو کبھی تم نے بناؤ
خاک میں ملگئے ہیں دیکھ کے چلنے والے

پاؤں تک تیرے جو پہونچے نہیں اے مایۂ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہیں ملنے والے

گوش زد ہو تو کہیں کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہوں گے کمر باندھ کے چلنے والے

یہی سوزش یہی گرمی ہے اگر نالوں کی
صورت موم ہیں فولاد پگھلنے والے

باغ عالم میں یہی اپنی دعا ہے ہر صبح
رہیں سر سبز شجر پھولنے پھلنے والے

اُن سے کہدو نہیں آہستہ جو رکھتے دو گام
گر بھی پڑتے ہیں بہت دوڑ کے چلنے والے

نعمت عشق کا راغب نہیں کوئی پاتا
مر گئے کیا غم و غصہ کے نگلنے والے

اشک باقی جو آنکھوں میں رہے تو نہ رہے
جگر و دل ہیں لہو ہو کے نکلنے والے

بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر کے ڈھلنے والے

اُٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اُٹھ کھڑے ہوئے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے غش پڑے ہوئے

نالوں سے میرے ملگئے رنگین ادائے وہ
بلبل کو سنکے کان گلوں کے کھڑے ہوئے

بے نشۂ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پر اب تو ہیں ہم بھی اڑے ہوئے

ٹھیک آئی تن پہ اپنے قبائے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوئے یا بڑے ہوئے

جو بچ گئے ہیں جنبش مژگان یار سے
اترہ کے نیچے حشر میں ہونگے کھڑے ہوئے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہوں
سونے کی بیڑیوں میں ہوں ہیرے جڑے ہوئے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا
پھوٹے نہ تھے جو دل میں پھپھولے پڑے ہوئے

کشتوں کی طرح زیست میں تیرے نیاز مند
شمشیر ناز سے رہے بے دم پڑے ہوئے

آئینہ نے کیا ہے جو صورت سے آشنا
گردن میں اُن کی ہاتھ ہیں اُنکے پڑے ہوئے

باتون مین اُن کی ہو گئے عاشق غریب قتل / تلوار کی طرح جو وہ مُنھ کے کڑے ہوے

روز وصال آنکھونکو اپنی دکھائے گا / روز شب فراق کے پھن جھڑے ہوے

ساقی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر / خم کے تلے ہین میکدے مین ہم گڑے ہوے

اب پاؤن رکھے وہ نہین چلتے زمین پر / اِک اِک کڑے کے ساتھ ہین دو دو چھڑے ہوے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا / اِس تل کا تیل پیکے ہو چکنے گھڑے ہوے

یہ فکر شعر ہے نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش سے تو نہین کہین خواجہ لڑے ہوے

طاق ابرو ہین پسند طبع اِک دلخواہ کے / سحر ہوتی ہے بسر گنبد مین بسم اللہ کے

جاؤن کیونکر بن بلائے اُس بت دلخواہ کے / بے طلب کوئی نہین پہونچا حضور اللہ کے

روئے نورانی کا تیرے ہو گیا ہے شک جو یار / رات بھر دوڑا ہون کیا کیا پیچھے پیچھے ماہ کے

شام وصل آئی اِدھر موجود تھی صبح فراق / کم گھڑی سے بھی بہر ہین اس شب کوتاہ کے

داغ عشق حسن کا لقمہ نوالہ ہے کڑا کا / سیر دل ہین کھانے والے اس غم جانکاہ کے

کہتے ہین شاعر قیامت ہو گی قد یار سے / مرد عاشق ہین مُقر ہین ہم تو اِس افواہ کے

ناتوانی سے ہے حالت غیر ہجر یار مین / دم نکلجاتا ہے اپنا ساتھ ہر اک آہ کے

عشق بت مین کوہ پر جا جا کے سر ٹیکا کئے / پاؤن کو صدمے رہے پست و بلند راہ کے

سالہا عشق زنخدان نے لہو پانی کیا / مدتون روئے ہین جا جا کر کنارے چاہ کے

حشر تک یون ہی رہینگے غمزہ و انداز و ناز / عشق عالی منزلت ہے حسن والاجاہ کے

جا نکلتا ہے جو مجھ سا تشنۂ دیدار حسن / ذکر یوسف کرنے لگتے ہین کبوتر چاہ کے

منزل مقصود مین چلکر نکالونگا انھین / آبلون مین یہ جو ہین پیوست کانٹے راہ کے

اُس بت بے دین کی زلفونکا اشارہ ہے یہی / اِس بلا مین وہ پھنسین عاشق ہون جو اللہ کے

کب سمائی ہے نظر مین روشنی آفتاب
چشم بینا رکھتے ہین ذرے تری درگاہ کے

ہوائے دور مے خوشگوار راہ مین ہے / خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے

گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے / بلند آج نہایت غبار راہ مین ہے

شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی / ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہے

عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی مین / نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہے

طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہے شرط / کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہے

طریق عشق کا سالک ہے واعظون کی نہ سن / ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہے

جگہ ہے رحم کی یار ایک ٹھوکر اُس کو بھی / شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش / عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہے

نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے / فقط عنایت پروردگار راہ مین ہے

نجائین آپ ابھی دوپہر ہے گرمی کی / بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ / ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے

جنون مین خاک اُڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے / شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہے

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے / ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہے

کوئی تو دوش سے بارِ سفر اُتارے گا / ہزار راہزن امیدوار راہ مین ہے

مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے / خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ مین ہے

بہت سی ٹھوکرین کھلوائے گا یہ حسن اُنکا / بتونکا عشق نہین کوہسار راہ مین ہے

بلائے جان مسافر ہے خواب شیرین بھی / یہی وہ شہد ہے جو زہر مار راہ مین ہے

بتا یہ کوچۂ قاتل کا سُن رکھ اے قاصد / بجائے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہے

پیادہ پا ہون رواں سوئے کوچۂ قاتل / اجل مری مرے سر پر سوار راہ مین ہے

چلا ہے تیر و کمان لیکے صید گاہ وہ ترک / خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہے

تھکین جو پانون تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش / گل مراد ہے منزل مین خار راہ مین ہے

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے / ہوائے گل مین ہم کس وادی پر خار مین آئے

نہ چھین اے ترک بیرحم ابرو خمدار مین آئے / لگا خامی کا دھبا بل جہان تلوار مین آئے

اُٹھائے بارِ عشق اس عالمِ غدار مین آ کے
کہان سے ہم کہان پکڑے ہوے بیگار مین آئے

اشارہ ہے یہی اُنکے لبِ شیرین کے خالونکا
ملانیکو نمک ہم شربتِ دیدار مین آئے

ندی ہو ایک نے اے گلبدن تیرے پسینے کی
ہزارون عطر کھنچکر طبلۂ عطار مین آئے

کمندون سے نہین کم سبحۂ زنار کے حلقے
پھنسے وہ جو فریبِ کافر و دیندار مین آئے

خریدارون مین عاشق اپنے نامونکو ہین لکھواتے
تماشا ہے وہ یوسف بنکے ہین بازار مین آئے

نموئے سبزۂ نورس نہین اُس روئے رنگین پر
جنابِ خضر بہرِ سیر ہین گلزار مین آئے

ہر اک حلقہ مین اُن زلفونکے ہین سو سو دلِ عاشق
بہت سے مشتری مشک ہین تاتار مین آئے

بہارِ حسن دکھلائی نہ مشتاقون کی آنکھون کو
نہ نکلے گھر سے تم گل باغ سے بازار مین آئے

رہا اے بادشاہ حسن تو جس قصرِ عالی مین
ہما بہرِ سعادت سایۂ دیوار مین آئے

گئے جس بزم مین روشن چراغ حسن سے کردی
بہارِ تازہ آئی تم اگر گلزار مین آئے

وضو ہوتے ہین مے سے خشت خم پر شکر کے سجدے
نمازی لوگ بھی ہین خانۂ خمار مین آئے

کیا ہے حسن نے سلطانِ خوبان چاہئے تمکو
ملے داد انکی فریادی جو ہین سرکار مین آئے

اُڑے ہوش اپنے نظارہ مین اے گل تیری صورت کے
غش آیا جب مقامِ نرگسِ بیمار مین آئے

جوانی ہے کہان اب یار کی وہ صورتِ طفلی
ہوے ڈھنگ اَور ہی رنگ اَور ہی رخسار مین آئے

مشقت کر کے دیوانے نہ تھے جو بے سبب آ کے
پری کو ڈھونڈھنے اس قصرِ مینا کار مین آئے

بجا کرتے ہین تحویٰ احتمالِ صدق و کذب آتش
بہت سے مختلف احوال بھی اخبار مین آئے

معرفت مین تیری ذاتِ پاک کے
اُڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے

گل کھلے پرزے اُڑا پوشاک کے
پانؤن پھیلاتا بدامن چاک کے

نام لے سکتے نہین محبوب سے
کیا کہین کشتے ہین کس سفاک کے

وہ گریبان آگ مین رکھ دیجئے
موسمِ گل مین جو ہون بے چاک کے

خوشنویسو نسے مین لکھواتا ہون وصف
لام سے کاکل الف سے ناک کے

قید رکھتے موسمِ گل کی نہین
ولولے تیرے گریبان چاک کے

صید گاہِ عشق مین مردار ہے
مست ہو کر جا ئینگے اے مغبچو،
تیرے دیوانو نسے بننے کی نہین
توڑنے والے گل زنبق کے ہین
بحر الفت مین بہار باغ ہے
نیشکر کی پورا اے شیرین دہن
آفرین صد آفرین دستِ جنون

صید جو قابل ہنسین فتراک کے
آئے ہین بنت العنب کو تاک کے
آگ کی پریان ہین انسان خاک کے
کاٹنے والے چمن کی ناک کے
پھولتے ہین دستِ و پا تیراک کے
پھیکی ہے آگے تری مسواک کے
خوب ہی لتے لئے پوشاک کے

عشق مین رہتے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بیباک کے

تمت

الحمد للہ والمنۃ کے اس زمان میمنت اقتران مین کلام افصح الفصحا خواجہ حیدر علی متخلص آتش مرحوم لکھنوی نہایت سعی اور اہتمام سے شایع ہوا اور اُس پر نظر ثانی کر کے ایک بہت قدیم نسخہ سے اس کا مقابلہ کر کے بہت سی غلطیون کو درست کیا اور بعض اون شعرون کا جو اس نسخہ مین نہ تھے اور اُس مین موجود تھے اضافہ کیا اب یہ کلیات آتش مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایماے جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع وباہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ ستمبر ۱۹۲۹ء بحسن وخوبی طبع ہو کر شائع ہوا۔